1246

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 28-دسمبر 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) رپورٹ ایوان کی میز پر رکھنا

ساتویں NFC ایوارڈ (جولائی تا دسمبر 2010) پر عملدرآمد کی ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ

ایک وزیر ساتویں NFC ایوارڈ (جولائی تا دسمبر 2010) پر عملدرآمد کی ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(بی) مسودہ قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 56 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) مسودات قانون پر غور و خوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 45 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

1247

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011

(مسودہ قانون نمبر51بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خدمات وانتظام عمومی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011

(مسودہ قانون نمبر48بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011 منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011

(مسودہ قانون نمبر43بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل

ایمپلائمنٹ 2011(مسودہ قانون نمبر 38 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈر)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011 منظور کیا جائے۔

1248

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب مصدرہ 2011

(مسودہ قانون نمبر 39 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ 2011

(مسودہ قانون نمبر 40 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب2011 منظور کیا جائے۔

8۔ **مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب2011**

(مسودہ قانون نمبر42بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت 2011منظور کیا جائے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

بدھ،28۔دسمبر2011

(یوم الاربعاء،2۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝٢ وَالَّذِي قَدَّرَ
فَهَدَىٰ ۝٣ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ۝٤ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ۝٥
سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰ ۝٦ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
وَمَا يَخْفَىٰ ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ۝٨ فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۝٩
سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشَىٰ ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝١١ الَّذِي
يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝١٣

سورة الأعلى 1تا13

(اے پیغمبرؐ)اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو(1) جس نے (انسان کو) بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا(2)اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اس کو) رستہ بتایا(3)اور جس نے چارہ اگایا(4) پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا(5) ہم تمہیں پڑھادیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے (6) مگر جو خدا چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی(7) ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے (8)سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو(9) جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت

پکڑے گا(10)اور (بے خوف) بدبخت پہلو تہی کرے گا(11) جو (قیامت کو) بڑی (تیز) آگ میں داخل ہو گا(12) پھر وہاں نہ مرے گا اور نہ جئے گا(13)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دوسَرا کے لئے
سجی ہے محفل کونین مصطفیٰ ﷺ کے لئے
حضور ﷺ نُور ہیں، محمود ہیں، محمد ﷺ ہیں
جگہ جگہ نئے عنوان ہیں ثنا کے لئے
میرے کریم میرے چارہ ساز و بندہ نواز
تڑپ رہا ہوں تیرے شہر کی ہوا کے لئے

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 3874 (معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

صوبہ کی جیلوں میں قائم ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*3874: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں ایک ہزار سے زائد اسامیاں مختلف شعبوں میں خالی پڑی ہیں جن میں ڈاکٹرز، نرسیں، فزیکل ٹرینرز، سائیکالوجسٹ، ایکس رے ٹیکنیشنز، ڈسپنسرز اور مذہبی اساتذہ شامل ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب سے مذکورہ اسامیاں خالی ہیں اور انہیں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کب تک مذکورہ اسامیاں پُر کر لی جائیں گی اور اسامیاں پر نہ کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں ایک ہزار سے زائد اسامیاں مختلف شعبوں میں خالی پڑی ہیں جن میں ڈاکٹرز، نرسیں، ایکسرے ٹیکنیشنز، اور مذہبی اساتذہ شامل ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نئی پیدا کی گئی اسامیوں اور خالی (Newly Created Posts) کو پُر کرنے کے لئے اشتہار دیا جا چکا ہے جلد ہی ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

(ج) کیونکہ یہ نئی پیدا کردہ اسامیاں ہیں (Newly Created Posts) اس لئے کوئی بھی آفیسر ذمہ دار نہ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں انہوں نے جو تتمہ دیا ہے اس میں جیل خانہ جات کی vacancy position واضح کی ہے اس کو اگر آپ پڑھیں تو ملتان ریجن کی جیلوں میں چار سو سولہ اسامیاں yet to be posted or filled ہیں، اُس کے بعد بہاولپور میں چھ، سنٹرل جیل ملتان میں انتیس اور جہاں پر بیس لوگوں کا کام ہے وہاں پر صرف سات لوگ کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح بہاولنگر میں تیرہ اسامیاں خالی ہیں اور ایک بندہ تعینات ہے۔ ملتان جیل میں چھبیس اسامیاں خالی ہیں اور صرف دو لوگ کام کر رہے ہیں یعنی کہ اسامیاں بہت زیادہ ہیں جبکہ جو لوگ تعینات ہیں وہ ایک ایک، دو دو ہیں۔ اسی طرح آگے چل کر مظفر گڑھ، رحیم یار خان، لاہور ریجن اور راولپنڈی ریجن میں پانچ سو تریسٹھ اسامیاں خالی ہیں اور صرف تین سو ستالیس اسامیوں پر لوگ تعینات ہیں۔ ستانوے اسامیاں خالی ہیں اور وہاں پر صرف اٹھارہ لوگ تعینات ہیں۔ آپ اسی طرح میانوالی اور فیصل آباد کو دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ جہاں ستر اسامیاں ہیں وہاں پر صرف دو دو بندے کام کر رہے ہیں۔ یہ سوال 2008 میں کیا تھا اور اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ ہم نے advertise کر دی ہے تو یہ اسامیاں جلد پُر ہو جائیں گی۔ 2009 سے لے کر 2011 تک ان اسامیوں کی اب کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! 2011 کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اس وقت کل باسٹھ ڈاکٹرز ہیں اور اُنچاس ڈاکٹرز مختلف جیلوں میں کام کر رہے ہیں اور تیرہ اسامیاں خالی پڑی ہیں جن میں سے آٹھ اسامیاں مرد ڈاکٹروں کی ہیں اور پانچ اسامیاں خواتین ڈاکٹروں کی ہیں۔ ان کے لئے ہم نے اخبار میں اشتہار دیا ہوا ہے اور ان کی بہت جلد پوسٹنگ ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ جواب چھبیس دسمبر کا آیا ہوا ہے اور ان دو دنوں میں سب کچھ بدل گیا ہے۔ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں ہر بندہ سچی بات کرتا ہے تو میں نے facts بتادیئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جواب میں جو لکھا ہوا ہے وہ صحیح ہے یا وزیر صاحب جو زبانی کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے محکمے سے جو facts منگوائے ہیں میں وہ updated facts بتا رہا ہوں اور یہ صحیح ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے Approved by Ch. Abdul Ghafoor اور اس پر منسٹر کی stamp لگی ہوئی ہے اور ہمیں یہ تتیمہ دیا گیا ہے کہ آپ اس طرح سوچیں۔ انہوں نے دو ہی دنوں میں کون سا الہ دین کا چراغ رگڑ دیا۔ یہ وہی کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے fake governance کا label لگتا ہے۔ میں یہ بات کسی کو جھوٹا بنانے کے لئے نہیں کہہ رہی ہوں بلکہ میں تو point out کر رہی ہوں کہ تین تین اور چار چار سوا سامیاں ہیں جہاں پر دو دو بندے کام کر رہے، یہ کوئی پوزیشن ہے؟ اور پھر کہتے ہیں کہ بے روزگاری ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ نے اگر ان اسامیوں کی advertisement نہیں کی تو فوری طور پر کر دیں۔ آپ چودھری عبدالغفور صاحب والی جو رپورٹ پڑھ رہے ہیں وہ غالباً 28-05-2010 کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے محکمے اس اسمبلی کے سوالات کے جواب مناسب نہیں دیتے جس کی وجہ سے ہمارے وزراء حضرات کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے اُن کے پاس جو latest position ہے وہ انہوں نے بتادی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ پوزیشن دنوں میں change ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: پوزیشن تو ایک دن میں بھی change ہو سکتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے ان دو دنوں کے اندر جو appointments کی ہیں اُن کے appointment letters دکھادیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ابھی تو درخواستیں موصول ہوئی ہیں اُن پر انٹرویو کال کریں گے اور تمام لوگ میرٹ پر بھرتی کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں پر خالی اسامیوں کی جو پوزیشن لکھی ہوئی ہے، وہ ہے یا جو منسٹر نے ابھی کہا ہے، وہ ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے ایوان میں جو کہا ہے وہ صحیح ہے۔ یہ سوال دو سال پہلے کا ہے اور میں نے یہاں پر موجودہ صورتحال بتائی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر کے correct کروائیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کا سوال کمیٹی کو refer کر رہا ہوں جس کے کنوینر ملک ندیم کامران ہیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf, Question No. 5128 (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

فیصل آباد میں ڈی آئی جی آفس کا بجٹ واستعمال کی تفصیلات

*5128: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈی آئی جی جیل خانہ جات فیصل آباد کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ب) یہ رقم کن کن مقاصد کے لئے موصول ہوئی؟

(ج) کتنی رقم کن کن جیلوں کی تعمیر اور مرمت پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم قیدیوں / حوالاتیوں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم ڈی آئی جی کے آفس کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟

(ح) کیا ان سالوں کے دوران آڈٹ ہوا تو آڈٹ کے دوران کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

بجٹ08۔2007 ۔/25,06,061روپے

بجٹ09۔2008 ۔/24,94,320روپے

(ب) یہ رقم برائے تنخواہ، ٹی اے، ٹیلی فون، گیس، بجلی، پی او ایل، اخبار، سٹیشنری، بلڈنگ کا کرایہ وغیرہ کے لئے موصول ہوئی۔

(ج)

نام جیل	خرچ رقم08۔2007	خرچ رقم09۔2008
1۔سنٹرل جیل فیصل آباد	۔/1,49,989روپے	۔/2,00,000روپے
2۔سنٹرل جیل، میانوالی	Nil	۔/1,99,947روپے
3۔بورسٹل جیل، فیصل آباد	Nil	۔/49,983روپے
4۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	۔/1,00,000	۔/3,50,000روپے
5۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	۔/3,49,997روپے	Nil
6۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	۔/74,999روپے	Nil
7۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	Nil	۔/99,946روپے
8۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	۔/1,00,000روپے	۔/3,50,000روپے
کل رقم	۔/6,74,985روپے	۔/8,99,876روپے

(د)

نام جیل	خرچ رقم08۔2007	خرچ رقم09۔2008
1۔سنٹرل جیل فیصل آباد	۔/3,02,45,976روپے	۔/6,13,05,246روپے
2۔سنٹرل جیل، میانوالی	۔/1,78,24,620روپے	۔/3,50,60,725روپے
3۔بورسٹل جیل، فیصل آباد	۔/16,94,972روپے	۔/32,03,630روپے
4۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	۔/2,85,59,908روپے	۔/4,86,52,931روپے
5۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	۔/2,50,54,357روپے	۔/4,12,22,254روپے
6۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	۔/93,91,126روپے	۔/20,56,688روپے
7۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	۔/2,02,00,777روپے	۔/3,72,23,420روپے
8۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	۔/1,01,96,586روپے	۔/2,32,77,798روپے
کل رقم	۔/143168322روپے	۔/270512885روپے

(ہ)

نام جیل	خرچ رقم08۔2007	خرچ رقم09۔2008
1۔ڈی آئی جی آفس فیصل آباد	۔/11,64,913روپے	۔/12,65,008روپے
2۔سنٹرل جیل فیصل آباد	۔/4,94,44,323روپے	۔/5,99,63,873روپے

3۔سنٹرل جیل، میانوالی	5,45,15,526/۔روپے	4,64,53,610/۔روپے
4۔بورسٹل جیل، فیصل آباد	2,04,46,511/۔روپے	2,34,80,961/۔روپے
5۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	4,81,41,364/۔روپے	5,72,72,793/۔روپے
6۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	2,96,45,228/۔روپے	3,42,12,730/۔روپے
7۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	2,81,28,164/۔روپے	2,90,50,086/۔روپے
8۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	2,84,41,793/۔روپے	3,39,91,894/۔روپے
9۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	2,74,38,106/۔روپے	3,38,88,713/۔روپے
کل رقم	28,73,65,928/۔روپے	31,95,79,668/۔روپے

(و) گاڑیوں کی مرمت اور گاڑیوں پر پٹرول اوسطاً 125لیٹر ماہانہ ،بقیہ اخراجات ڈیزل جنریٹر و ٹریکٹر پر خرچ ہوئے۔

نام جیل	2007۔08	2008۔09
1۔ڈی آئی جی آفس فیصل آباد	ڈیزل۔1,99,976/۔روپے	1,81,013/۔روپے
	مرمت۔59,991/۔روپے	30,890/۔روپے
2۔سنٹرل جیل فیصل آباد	پٹرول ڈیزل۔4,99,882/۔روپے	12,93,994/۔روپے
	مرمت۔69,990/۔روپے	42,350/۔روپے
3۔سنٹرل جیل، میانوالی	ڈیزل۔2,32,134/۔روپے	8,93,945/۔روپے
	مرمت۔39,805/۔روپے	15,000/۔روپے
4۔بورسٹل جیل، فیصل آباد	ڈیزل۔68,457/۔روپے	34,730/۔روپے
	مرمت۔29,197/۔روپے	51,787/۔روپے
5۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	ڈیزل۔36,000/۔روپے	59,281/۔روپے
	مرمت۔7,946/۔روپے	46,485/۔روپے
6۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	ڈیزل۔1,79,845/۔روپے	10,99,970/۔روپے
	مرمت۔20,000/۔روپے	12,000/۔روپے
7۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	ڈیزل۔32,106/۔روپے	4,352/۔روپے
	مرمت۔10,000/۔روپے	27,000/۔روپے
8۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	ڈیزل۔5,670/۔روپے	3,929/۔روپے
	مرمت۔9,980/۔روپے	16,915/۔روپے
9۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ڈیزل۔1,25,000/۔روپے	5,40,000/۔روپے
	مرمت۔Nil/۔	Nil/۔
کل رقم	ڈیزل۔41,11,214/۔روپے	11,99,070/۔روپے
	مرمت۔2,42,427/۔روپے	2,46,909/۔روپے
کل رقم خرچ	1445979/۔روپے	4353641/۔روپے

(ز) کوئی نہیں۔

(ح)

نمبر شمار	نام جیل	آڈٹ ہوا یا نہیں	کتنی رقم خُورد بُرد ہوئی
1۔	ڈی آئی جی آفس فیصل آباد	آڈٹ نہیں ہوا	-----
2۔	سنٹرل جیل فیصل آباد	آڈٹ نہیں ہوا	-----
3۔	سنٹرل جیل، میانوالی	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
4۔	بورسٹل جیل، فیصل آباد	آڈٹ نہیں ہوا	-----
5۔	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
6۔	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
7۔	ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
8۔	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	آڈٹ ہوا	کوئی نہیں
9۔	ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	آڈٹ نہیں ہوا	-----

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ح) میں پوچھا گیا کہ "کیا ان سالوں کے دوران آڈٹ ہوا تو آڈٹ کے دوران کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا؟" اس کے جواب میں 08-2007 کا نہ 09-2008 کا آڈٹ ہوا ہے تو منسٹر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ نے ان دو سالوں کا آڈٹ کیوں نہیں کرایا اور کس طرح پتا چلے گا کہ وہاں پر کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! دو طرح کے آڈٹ ہوتے ہیں۔ ایک انٹرنل آڈٹ ہوتا ہے جو محکمہ جیل خانہ جات کرتا ہے اور دوسرا ایکسٹرنل آڈٹ ہوتا ہے جو آڈیٹر جنرل کرتا ہے۔ آڈیٹر جنرل خود جا کر پوری جیلوں کے بجٹ کا معائنہ کرتے ہیں اور جہاں پر کوئی غلطی ہو اُن کو سزا دی جاتی ہے۔ ان دو سالوں کا ایکسٹرنل آڈٹ نہیں ہوا جبکہ انٹرنل آڈٹ ہو چکا ہے اور اس میں کسی قسم کی خُورد بُرد کا انکشاف نہیں ہوا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ قیدیوں اور سرکاری ملازمین پر کئے جانے والے کل اخراجات 08-2007 اور 09-2008 میں کتنے ہیں۔ اس میں اعداد و شمار دیکھنے والے ہیں کہ آٹھ جیلوں میں قیدیوں کے اخراجات 08-2007 میں چودہ کروڑ اور 09-2008 میں ستائیس کروڑ ہیں جبکہ ملازمین جن کی تعداد قیدیوں کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے تو ان پر 08-2007 میں اٹھائیس کروڑ روپے اور 09-2008 میں اکتیس کروڑ روپے ہیں۔ وزیر موصوف وضاحت فرما دیں کہ جیلیں قیدیوں کی سہولتوں اور جرائم پیشہ لوگوں کی تربیت کے

لئے بنائی جاتی ہیں یا سرکاری ملازمین کو نوازنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ یہ اعداد و شمار میں اتنا فرق کیوں ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جیلوں میں ہم قیدیوں کی اصلاح کے لئے کام کرتے ہیں، انہیں تعلیم، مذہبی تعلیم اور اچھا کھانا دیتے ہیں تاکہ یہ باہر جا کر معاشرے میں مفید فرد کی حیثیت سے زندگی گزاریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا یہ سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا جواب مکمل ہونے دیں۔ اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو پھر بات کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! 08-2007 کا جواب ایوان کی میز پر رکھوا دیا ہے۔ یہ جز (د) اور جز (ہ) میں دیکھیں اس میں جواب موجود ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ قیدیوں کی تربیت کے لئے دو سالوں میں ان کو جرائم سے ہٹا کر ان کی مثبت سوچ کو develop کرنے کے لئے، کپڑوں، خوراک اور تمام اخراجات کے لئے چودہ کروڑ روپے اور ستائیس کروڑ روپے ہیں جبکہ ان جیلوں میں جو ملازمین ہیں جن کی تعداد یقیناً ایک تہائی سے بھی کم ہو گی تو ان پر اخراجات اٹھائیس کروڑ روپے اور اکتیس کروڑ روپے ہیں۔ میں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ کیا جیل جرائم پیشہ لوگوں کو سہولت دینے اور تربیت کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں یا سرکاری ملازمین کو پالنے کے لئے بنائی گئی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! محکمہ جیل نے اپنے ملازمین کی تنخواہ پنجاب پولیس کے ملازمین کی طرح دگنی کر دی ہے۔ اس کے علاوہ ملازمین کا فنڈ ڈی آئی جی ریجن کے پاس جاتا ہے اور قیدیوں کا فنڈ سپرنٹنڈنٹ جیل کے پاس جاتا ہے۔ اس کا جواب محکمہ نے سوالات و جوابات کی کاپی میں تفصیلاً لکھ کر دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6421 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جیل کے ہسپتالوں میں برن سنٹرز کا قیام

*6421: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب کی کتنی جیلوں میں برن سنٹر قائم ہیں؟

(ب) اگر برن سنٹر نہیں ہے تو کیوں، اگر حکومت برن سنٹر جیلوں میں بنانا چاہتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب کی 32 جیلوں میں سے کسی جیل میں برن سنٹر قائم نہ ہے۔

(ب) اگر برن کا کوئی کیس ہو تو جیل ہسپتالوں کے اندر اس کے علاج کے لئے خاطر خواہ ادویات موجود ہیں اور جیل کے اندر میڈیکل آفیسر اس کا علاج کرتا ہے اگر کسی مریض کا جیل میں علاج ممکن نہ ہو تو اسے میڈیکل آفیسر جیل کی ہدایت کے مطابق متعلقہ Teaching Hospital/DHQ میں Specialized علاج کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔

فی الحال جیلوں میں برن سنٹر بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! گورنمنٹ نے جز (ب) کے جواب میں تسلیم کیا ہے۔ ان سے پوچھا گیا تھا کہ burn centre کیوں نہیں ہے اور کیا اس کو بنانے کا ارادہ ہے تو حسب عادت اس کا بھی ارادہ نہیں ہے۔ یہ خود مان رہے ہیں کہ ہسپتالوں میں burn کے کیس ہوتے ہیں۔ وزیر موصوف مجھے یہ بتادیں کہ ان کیسوں کے لئے انہوں نے وہاں پر کوئی خصوصی سہولت رکھی ہوئی ہے کیا اس شعبہ سے متعلقہ کوئی ڈاکٹر وہاں پر موجود ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ جلے ہوئے مریض کا عام دوائی سے علاج نہیں کیا جاتا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جواب تفصیلاً تحریر ہے کہ کسی جیل میں کوئی burn centre ہے اور نہ ہی آج تک کوئی بندہ جلا ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا واقعہ ہو جائے تو ہم ڈی ایچ کیو میں فوری طور پر اس مریض کو منتقل کر دیتے ہیں اور اس کا علاج معالجہ ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب میں کچھ اور لکھا ہوا ہے اور منسٹر صاحب کچھ اور فرما رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم فوری اس کو ہسپتال منتقل کر دیتے ہیں یہاں پر انہوں نے لکھا ہے کہ پہلے اسے میڈیکل آفیسر جیل کے سپرد کیا جاتا ہے۔ میڈیکل آفیسر burn کا سپیشلسٹ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر:انہوں نے کہا ہے کہ ہم ڈی ایچ کیو کو بھیج دیتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ پہلے میڈیکل آفیسر اس کا علاج کرتا ہے۔

جناب سپیکر:ہر جیل میں میڈیکل آفیسر ہوتے ہیں جو first aid دیتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!ہم سب سے پہلے وہاں ان کو first aid دیتے ہیں۔اگر مریض کی حالت serious ہو تو اسے ڈی ایچ کیو میں منتقل کرا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اگلا سوال بھی خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6422 ہے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

گجرات،جیل ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

*6422:محترمہ خدیجہ عمر:کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات کی جیل میں کتنے بیڈ کا ہسپتال ہے اور ہسپتال کا کل کتنا عملہ ہے؟

(ب) ہسپتال میں قیدیوں کے لئے کون کون سی سہولتیں میسر ہیں؟

(ج) کیا ضلع گجرات کی جیل کے ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کروانے کے لئے سہولت موجود ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) گجرات کی جیل کا ہسپتال آٹھ بستروں پر مشتمل ہے اور مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے۔

i	میڈیکل آفیسر	01
ii	ڈسپنسر	02
iii	LHV	01
iv	نرسنگ اردلی	02

علاوہ ازیں جیل ہسپتال میں اس وقت بیس بیڈ کی مزید توسیع کا کام جاری ہے۔اس وقت اس کا تخمینہ مبلغ -/26.303 ملین روپے ہے اور مبلغ -/21.154 ملین خرچ ہو چکا ہے اس کے ساتھ کچن کی تعمیر بھی ہو رہی ہے۔

(ب) جیل ہسپتال میں قیدیوں کے لئے تمام ضروری ادویات میسر ہیں اور مندرجہ ذیل آلات نصب ہیں:

i۔ ہیٹ سٹروک روم

ii۔ آکسیجن

iii۔ نیبولائزر بھی موجود ہے۔

iv۔ HIV+ve,HCV اور T.B کے مریضوں کے لئے علیحدہ سیل موجود ہے اور باقاعدگی سے علاج کیا جاتا ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں بنیادی لیبارٹری ٹیسٹوں کی سہولت موجود ہے اور کسی قسم کی بیماری کی تشخیص کے لئے قیدیوں کے خون کے سمپل عزیز بھٹی شہید ہسپتال میں روزانہ بھیجے جاتے ہیں تاکہ بہتر تشخیص اور علاج معالجہ کیا جاسکے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ اتنے ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ گجرات جیل کے اندر ہسپتال کی تعمیر جاری تھی اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ ہسپتال پہلے بارہ بستروں کا تھا اب اس کو ہم نے بیس کا کر دیا ہے۔ یہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس کا تخمینہ 26.303 ملین روپے تھا اور اس پر 29.085 ملین روپے خرچ ہوا ہے۔ یہ ہسپتال working order میں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ایڈز، ہیپاٹائٹس اور ٹی بی کے مریضوں کے لئے علیحدہ سیل موجود ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ اس میں کتنے کتنے بستر موجود ہیں اور ان کے لئے کوئی سپیشلسٹ ڈاکٹر کام کر رہا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ایڈز کے پانچ، ہیپاٹائٹس سی کے چھ اور ٹی بی کے آٹھ مریض ہیں ان کے لئے الگ سیل بنایا ہوا ہے۔ ہم انہیں الگ رکھتے ہیں تاکہ دوسرے قیدیوں میں یہ بیماری نہ پھیلے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے پاس آٹھ بستر ہیں اور مریض یہ زیادہ بتا رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو علیحدہ سیل بنایا گیا ہے اس میں کتنے بستر ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میری اپنی بہن سے یہ گزارش ہے کہ پہلے یہ ہسپتال بارہ بستروں کا تھا جسے اب بیس کا کر دیا ہے۔اس کے علاوہ ان مریضوں کے لئے ہم نے الگ بیرک بنائی ہوئی ہے جہاں ہم انہیں رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا سوال صرف اتنا ہے کہ عام bedاور خصوصی bed میں فرق ہوتا ہے، کیا ایڈز اور ٹی بی کے مریضوں کے لئے الگ سیل میں خصوصی beds موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہم نے اس بیرک میں کم از کم بیس beds رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال ملک عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6887 ہے۔(معزز ممبر نے ملک عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

ضلع ملتان، جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6887: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ملتان میں کل کتنی جیلیں ہیں؟

(ب) ان میں تعینات کل کتنے ڈاکٹرز ہیں؟

(ج) ان ڈاکٹرز حضرات پر اپنی تعیناتی کے دوران کتنی کتنی دفعہ کرپشن و دیگر بے قاعدگیوں کی وجہ سے انکوائریاں ہوئیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان میں اکثر ڈاکٹرز حضرات پر کرپشن ثابت بھی ہوئی لیکن ان کو کوئی سزا نہیں دی گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں اکثر ڈاکٹرز عرصہ بیس سال سے زائد ایک ہی جیل میں تعینات ہیں اس کی وجوہات سے آگاہ کریں، کیا حکومت ان کو یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع ملتان میں مندرجہ ذیل تین جیلیں ہیں۔

(i) نیو سنٹرل جیل ملتان۔

(ii) ڈسٹرکٹ جیل ملتان۔

(iii) زنانہ جیل ملتان۔

(ب) ضلع ملتان کی جیلوں میں پانچ ڈاکٹرز تعینات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(iv) نیو سنٹرل جیل ملتان =2

(v) ڈسٹرکٹ جیل ملتان =2

(vi) زنانہ جیل ملتان =1

(ج) ان ڈاکٹروں کی تعیناتی کے دوران کرپشن ودیگر بے قاعدگیوں کی وجہ سے کوئی انکوائری نہیں ہوئی۔

(د) یہ درست نہ ہے۔کسی بھی ڈاکٹر کے خلاف کرپشن ثابت نہیں ہوئی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔کوئی بھی ڈاکٹر کسی بھی جیل پر عرصہ بیس سال سے زائد تعینات نہ ہے۔ میڈیکل افسر کی تعیناتی کا عرصہ ہر ایک کے نام کے سامنے درج ہے۔

نام جیل	نام میڈیکل آفیسر	تاریخ تعیناتی
سنٹرل جیل ملتان	(i)ڈاکٹر ہارون نذیر بخاری	15-11-2007
	(ii)ڈاکٹر محمد ایوب	04-01-2008
ڈسٹرکٹ جیل ملتان	(i)ڈاکٹر احمد فہیم ربانی	11-03-2006
	(ii)ڈاکٹر عامر حسین	06-03-2010
زنانہ جیل ملتان	(i)لیڈی ڈاکٹر مس فاخرہ خان	19-05-2010

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(ہ) میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ ان میں اکثر ڈاکٹر عرصہ بیس سال سے زائد ایک ہی جیل میں تعینات ہیں اس کی وجوہات سے آگاہ کریں نیز کیا حکومت ان کو یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟" انہوں نے تفصیل دی ہوئی ہے کہ تین سال کی شرط ہے کہ ایک سرکاری ملازم ایک جگہ پر کام کر سکتا ہے۔جواب میں صاف لکھا ہوا ہے کہ ڈاکٹر ہارون نذیر پچاس مہینوں، ڈاکٹر ایوب اڑتالیس مہینوں اور ڈاکٹر فہیم ربانی ستّر مہینوں سے ایک ہی جیل میں تعینات ہیں۔اصل میں یہ بھی حقیقت نہیں ہے کیونکہ کئی ڈاکٹر بیس بیس سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔جب ایک ڈاکٹر کو ایک ہی جیل میں چھ سال گزرتے ہیں تو ایک مہینے کے لئے اُن کو دوسری جیل کے ہسپتال میں بھیج دیا جاتا ہے۔حقیقت میں جیلوں کے ہسپتال بہت بدعنوانی کی جگہ ہیں جہاں ادویات خریدی جاتی ہیں اور اس میں ڈاکٹرز کرپشن کرتے ہیں۔محکمہ کے دیئے گئے چارٹ

میں بھی بے ضابطگی ہے کہ پوسٹنگ ٹرانسفر کی چھتیس ماہ کی پالیسی ہے مگر جواب میں بتائے گئے ڈاکٹر اڑتالیس، پچاس اور ستر ماہ سے ایک ہی جیل میں تعینات ہیں۔ میرا معزز وزیر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا وہ ان ڈاکٹروں کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا پھر ایسا کریں گے کہ سنٹرل جیل میں تعینات ڈاکٹر کو ڈسٹرکٹ جیل اور ڈسٹرکٹ جیل والے کو سنٹرل جیل میں بھیج دیں گے یا اِن کو محکمہ جیل سے واپس محکمہ صحت میں بھیجیں گے اور محکمہ صحت سے نئے ڈاکٹروں کو جیلوں میں تعینات کریں گے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جز (ہ) میں جواب تفصیلاً بتادیا گیا ہے کہ سنٹرل جیل ملتان میں ڈاکٹر ہارون نذیر بخاری کی پوسٹنگ 15-11-2007 کو ہوئی تھی، ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں ڈاکٹر احمد فہیم ربانی کی پوسٹنگ 2006 میں ہوئی تھی، زنانہ جیل ملتان میں ڈاکٹر فاخرہ خان کی پوسٹنگ 2010 میں ہوئی تھی اور ڈاکٹر بشریٰ کوثر کی پوسٹنگ 2011 میں ہوئی ہے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جو سوال میں نے پوچھا ہے اُس کا جواب تو نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! میری بات سنیں۔ آپ ایسا نہ کیا کریں بلکہ پہلے آپ اُن کو بات مکمل کر لینے دیں پھر اپنی بات کریں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ایسے ہی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میرے سوال کا یہ to the point جواب دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! کیا ملک ندیم کامران صاحب کے پاس اِس کا ایڈیشنل چارج ہے کیونکہ وہ بیٹھے ہوئے ہدایات دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بھی تھوڑا سا خیال کریں۔ منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔ I will be grateful

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ نولاٹیا صاحب نے بھی سوال کرنے سے پہلے اچھی خاصی تمہید باندھی ہے۔ منسٹر صاحب نے ابھی مکمل جواب نہیں دیا لہٰذا یہ تھوڑا انتظار تو کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے انہیں پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جو محکمہ نے جواب دیا ہے وہ بھی ان کے پاس ہے مگر میں بھی اپنے جواب سے اِن کی تسلی کرا سکتا ہوں۔ جیلوں میں کوئی بھی ڈاکٹر آنے کو تیار نہیں ہے۔ جس طرح یہ کرپشن کی بات کر رہے ہیں تو ادویات کی خُورد بُرد ہے اور نہ ہی ادویات میں کوئی کرپشن کی جا رہی ہے کیونکہ ہر جیل میں ادویات ہوم سیکرٹری صاحب بھجواتے ہیں مگر urgent ادویات کے حوالے سے سپرنٹنڈنٹ جیل کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ urgent ادویات خرید سکتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا حکومت پنجاب کے Rules of Procedure کے مطابق جو ڈاکٹر وہاں جانا چاہے اسے بھیجا جاتا ہے؟ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اگر کسی آدمی کو ڈی سی او (راجن پور) تعینات کر دیا جائے تو وہ کہے کہ میں نہیں جاتا اور اگر کسی ڈاکٹر کو کسی بھی ہسپتال میں بھیجا جائے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جاتا لہذا بتائیں کہ Writ of the Government کہاں ہے؟ میرا دو لفظی سوال یہ ہے کہ جو لوگ ان جیلوں میں بیس بیس سال سے تعینات ہیں کیا معزز وزیر صاحب اُن کو ٹرانسفر کر کے According to Posting Transfer Policy of the Government نئے ڈاکٹروں کو تعینات کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ میرے grievances یہ ہیں کہ آج کے 35 سوالات ہیں مگر وزیر صاحب غیر ضروری باتیں کرتے ہوئے وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی ماشاءاللہ اسی طرح ہی وقت ضائع کرتے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اس کے بعد اِن کا ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! چونکہ میرے بھائی کا تعلق ملتان ڈویژن سے ہے تو اگر کسی جیل کے کسی افسر یا ڈاکٹر کے خلاف انہیں کرپشن کی کوئی شکایت ہے تو یہ مجھ سے مل لیں۔ میں اسی وقت action لوں گا۔ یہ میرے بھائی ایڈووکیٹ بھی ہیں لہذا میری تسلی سے بات سنیں کہ میں انہیں کیا جواب دینا چاہتا ہوں؟ اگر یہ مطمئن نہ ہوں تو دوبارہ ضمنی سوال کر لیں۔ دراصل rules یہی ہیں مگر معاملہ قیدیوں کی بیماریوں کا ہے۔ اگر جیلوں میں کوئی خاتون یا بچہ بیمار ہو جائے تو کون سا ڈاکٹر اُن کا علاج کرے گا؟ اگر اِن ڈاکٹروں کے خلاف ادویات میں کرپشن کی شکایت ہے تو میرے بھائی مجھ سے مل لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 7097 محترمہ انیلہ اختر چودھری صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ انیلہ اختر چودھری صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: On her behalf سوال نمبر 7098 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ انیلہ اختر چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7098: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) اس جیل میں گنجائش سے زیادہ کتنے قیدی / حوالاتی مقید ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اس کی عمارت کتنے رقبہ پر ہے؟

(د) اس جیل میں کتنی بیرکس اور سیل ہیں؟

(ہ) اس جیل کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس جیل کو حوالاتی / قیدیوں کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں مندرجہ ذیل اسیران مقید ہیں:۔

1۔ حوالاتی	1248
2۔ قیدی	157
3۔ قیدی سزائے موت	245
کل تعداد	1650

(ب) اس جیل میں 596 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح 1206 اسیران گنجائش سے زیادہ ہیں۔ یہ جیل 1929 میں تعمیر ہوئی تھی۔ اکیاسی سالوں میں قصور کی آبادی کئی گنا بڑھ چکی ہے اور اسی نسبت سے جرائم میں اضافہ کی وجہ سے گنجائش کم پڑ گئی ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل قصور کا رقبہ مندرجہ ذیل ہے۔

	مرلے	کنال	ایکڑ
کل رقبہ جیل	10	01	32
رقبہ جیل عمارت	05	05	13
رقبہ سٹاف کالونی	15	06	07
رقبہ جیل باغیچہ	00	01	10
بنجر رقبہ	10	04	00

(د) اس جیل میں اس وقت بارہ بیرکس اور بتیس سیل ہیں۔

(ہ)

Development Exp.2008-09

1	ایک عدد رہائش گاہ برائے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	2.462M
2	پانچ عدد رہائش گاہیں برائے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	4.000M
3	تعمیر برائے باؤنڈری وال	3.527M
4	مہیا کئے جانے ٹائلٹ سہولیات برائے اسیران	10.573M

Development Exp.2009-10

1	5 عدد رہائش گاہیں برائے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	12.939M
2	مہیا کئے جانے ٹائلٹ سہولیات برائے اسیران	11.753M
3	تعمیر کئے جانے اضافی ڈیتھ سیل و بیرکس	65.218M

i- Non Dev.Exp.2008-0
Rs.75, 106,033/-
ii- Non Dev.Exp.2009-10
Rs.90, 639,162/-

(و) حکومت پنجاب قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے جیل ہائے پنجاب میں اضافی بیرکس و ڈیتھ سیل بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس وقت ڈسٹرکٹ جیل قصور میں دو عدد بیرکس اور سولہ عدد ڈیتھ سیل تعمیر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ اس جیل میں گنجائش سے زیادہ کتنے قیدی/حوالاتی مقید ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں جس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس جیل میں 596 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے مگر 1206 اسیران گنجائش سے زیادہ ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ جیل میں گنجائش کو بڑھایا جائے

کیونکہ گنجائش سے زیادہ قیدی جیل میں رکھے گئے ہیں۔ بیرکوں میں قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح رکھا جاتا ہے لہذا کیا حکومت جیل میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ جیل 1929 میں بنی تھی۔ چونکہ اب قصور کی آبادی بڑھ چکی ہے اور میرے بھائی کی یہ بات درست ہے کہ جیل میں 596 قیدیوں کی گنجائش ہے اور باقی کے قیدی گنجائش سے زیادہ ہیں۔ قصور جیل میں آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے دو عدد بیرکیں اور سولہ عدد death cell تعمیر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 7102 جناب عبدالوحید چودھری صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7103 بھی انہی کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7236 چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7245 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7261 رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7263 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7270 رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: سوال نمبر 7270 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قیدیوں سے پکڑے گئے موبائل فونز اور منشیات سے متعلقہ تفصیل

*7270: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں سے پچھلے ایک سال میں کتنے موبائل فون پکڑے گئے اور کتنے منشیات کے ساتھ پکڑے گئے؟

(ب) ایسے معاملات میں عملے کے کتنے لوگوں کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور کیا سزا دی گئی، اس کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں پچھلے ایک سال سے اب تک اسیران سے دوران تلاشی 2331 موبائل فون پکڑے گئے جن کو جیل قوانین کے تحت سزائیں دی گئیں۔

مزید یہ کہ اس عرصے کے دوران 1474 اسیران سے قید کے دوران چیکنگ کے ذریعے منشیات پکڑی گئی اوران کو بھی جیل قوانین کے تحت سزادی گئی۔ان میں سے 42 اسیران کے خلاف مختلف پولیس سٹیشنوں میں مقدمات درج کروائے گئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1	سنٹرل جیل، ملتان	4
2	سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان	4
3	ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	2
4	سنٹرل جیل، لاہور	3
5	ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	1
6	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	11
7	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	3
8	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	6
9	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	6
10	سنٹرل جیل، فیصل آباد	2
	ٹوٹل	42

(ب) پنجاب کی جیلوں میں پچھلے ایک سال سے اب تک 83 ملازمین جیل کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا جن کی غفلت کی وجہ سے اسیران جیل کے اندر موبائل فون اور منشیات لے جانے میں کامیاب ہوئے تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ موبائل فون کے زمرے میں درج ذیل جیلوں کے 41 ملازمین کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا اوران کو جیل قوانین اور PEEDA Act, 2006 کے تحت سزائیں دی گئیں۔

موبائل فون کیسز

نمبر شمار	نام جیل	تعداد ملازمین	تفصیل سزائیں
1	سنٹرل جیل ملتان	03	نوکری سے برخاست کردیا
2	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	06	چار کی سالانہ ترقی بند ایک نوکری سے برخاست ایک اور ایک Censure
3	ڈسٹرکٹ جیل شاہپور	03	نوکری سے برخاست
4	سنٹرل جیل فیصل آباد	07	چھ کو Censure ایک کی تین سال سروس ضبط

5	سنٹرل جیل میانوالی	03	دو نوکری سے برخاست ایک کی سالانہ ترقی بند
6	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	01	جبری ریٹائرمنٹ
7	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	02	نوکری سے برخاست
8	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	01	نوکری سے برخاست
9	ڈسٹرکٹ جیل قصور	01	نوکری سے برخاست
10	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	04	سالانہ ترقی بند
11	سنٹرل جیل لاہور	04	دو نوکری سے برخاست ایک کی سروس تین ضبط سال اور ایک کی سالانہ ترقی بند
12	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک	01	دو سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی
13	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	02	دو کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
14	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
15	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
16	سنٹرل جیل، راولپنڈی	01	دو سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی

2۔ تلاشی منشیات کے زمرے میں درج ذیل جیلوں کے 42 ملازمین ذمہ دار تھے ان کو جیل قوانین اور under PEEDA Act, 2006 کے مطابق سزائیں دی گئیں۔

نمبر شمار	نام جیل	تعداد ملازمین	تفصیل سزائیں
1	سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان	01	تین سال کی ترقی بند کی گئی
2	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	03	تین سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی
3	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	02	دو کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے۔
4	سنٹرل جیل فیصل آباد	02	دو کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے۔
5	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	04	دو کو جبری ریٹائر ایک کی سالانہ سروس ضبط اور ایک کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا
6	ڈسٹرکٹ جیل، سیالکوٹ	02	ایک کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا
7	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
8	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
9	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	01	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔
10	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	02	نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔ بحال کر دیا گیا
11	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	02	ایک نوکری سے برخاست کر دیا گیا اور تین سال کی سروس ضبط کر دی گئی
12	سنٹرل جیل، راولپنڈی	04	ایک کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا اور تین کا ایڈمن گراؤنڈ پر تبادلہ کر دیا گیا ہے۔

13	سنٹرل جیل،لاہور	17	دو کو نوکری سے برخاست پانچ کی ایک سال ترقی بند چار کی تین سال سروس ضبط تین کو سنشور دو کی ایک سال سروس ضبط اور ایک کی دو سال سروس ضبط

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جیلوں میں سب سے بڑے مسائل موبائل فون اور منشیات کے بارے میں سوال ہے۔ جز (الف) میں انہوں نے کہا کہ ایک سال میں 2331 موبائل جیل کے اندر سے پکڑے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جتنے موبائل جیل میں جاتے ہیں اُس کا ایک جز ہوگا۔ میں پہلے بھی اس ہاؤس میں کتنی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ جیلیں Mobile Jammers کیوں نہیں لگاتیں؟ میرا آج منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہی ہے کہ اب جب ٹیکنالوجی موجود ہے تو کیا جیلوں کے افسران جیلوں میں جان بوجھ کر Jammers نہیں لگواتے کیونکہ موبائل فون کا جیلوں میں ایک business ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! لاہور میں Jammers کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ جونہی ہمیں فنانس ڈیپارٹمنٹ فنڈز دے گا تو باقی تمام جیلوں میں Mobile Jammers لگ جائیں گے۔ رانا صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کیونکہ ہم نے اس طرح کے بندے پکڑے بھی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ Mobile Jammers کتنا مہنگا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ لاکھوں میں نہیں بلکہ کروڑوں روپوں میں آتا ہے۔ ہماری ہائی سکیورٹی بیرکیں ہیں جہاں بڑے بڑے تخریب کار قیدی ہوتے ہیں وہاں پر Jammers لگ چکے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اگر محکمے کا Jammers لگانے کا ارادہ ہے تو کیا انہوں نے اس کے لئے PC-1 بنا کر گورنمنٹ کو اپنی demand دی ہے کہ Mobile Jammers لگائے جائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہم نے باقاعدہ PC-1 کے لئے بھی لکھ کر بھیجا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح ہم نے سکیورٹی بیرکوں میں Jammers لگائے ہیں اُن کے تجربہ کے بعد باقی جیلوں میں بھی install کر دیں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں ان کی بات مان لیتا ہوں مگر میرا نشاندہی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک اہم چیز ہے جس پر یہ عمل کر لیں۔ جواب کے دوسرے جز میں انہوں نے بتایا ہے کہ 1474 لوگ منشیات کے ساتھ جیلوں میں پکڑے گئے ہیں جس سے میں مطمئن نہیں ہوں کیونکہ یہ بہت کم تعداد بتائی گئی ہے۔ اسی طرح جواب کے مطابق 42 اسیران کے خلاف مختلف تھانوں میں مقدمات درج کروائے گئے ہیں۔ اول تو سب کے اوپر مقدمات درج ہونے چاہئیں تھے کیونکہ جیلوں کے ملازمین کی غفلت سے جیلوں میں منشیات جاتی ہے لہذا مقدمات درج کرنے کے بعد سزا ملازمین کو دی جانی چاہئے تھی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1474 میں سے صرف 42 لوگوں کے خلاف مقدمات کیوں درج کئے گئے اور جیلوں کے ملازمین کے خلاف action کیوں نہیں لیا گیا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جیل کے تقریباً 83 ملازمین کو سزا دی گئی جس کا ریکارڈ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ 42 قیدیوں کے خلاف ہم نے تھانوں میں پرچے درج کروائے اور بقایا قیدیوں کو ہم نے قانون کے تحت چکی میں بند کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کے اختیار میں ہے کہ اگر کوئی بندہ غیر قانونی کام کرے تو وہ اسے چکی میں بند کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔ رانا صاحب! دراصل پہلے آپ ایک سوال معزز ممبر کے behalf پر کر چکے ہیں لہذا اب آپ کا یہ سوال dispose of ہو گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں اب اگلے سوال پر آ چکا ہوں۔ رانا صاحب! اب آپ کا یہ سوال نہیں آ پائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! کیا یہ rules میں ہے کہ اس طرح سوال نہیں آ سکتا؟

جناب سپیکر: جی، یہ rules میں موجود ہے۔ پہلے آپ نے ممبر کے behalf پر اور دوسرا اپنے سوال پر ضمنی سوال کیا ہے۔ صرف دو سوال ہی ایک ممبر کی طرف سے آ سکتے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! مجھے ایک سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب آپ کا ضمنی سوال اس پر نہیں ہو گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں بڑا اہم سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوالوں میں کر لیجئے گا۔ اگلا سوال نمبر 7294 محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On her behalf سوال کا نمبر 7294 ہے۔ سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ دیبا مرزا کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر کا مسئلہ

*7294: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر کے لئے 75.000 ملین روپے حکومت نے 10-2009 میں مختص کئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جیل کی تعمیر ابھی تک شروع نہ کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی فوری تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر کے لئے برائے سال 10-2009 حکومت نے 75.000 ملین فنڈز release کئے اور بابت سال 10-2009 میں 74.854 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر شروع نہیں ہوئی۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر شروع ہے اور اس پر کل 86.806 ملین روپے 30-06-2010 تک خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کا کل تخمینہ لاگت 1048.978 ملین روپے ہے اگر حکومت بقایا فنڈز release کر دے تو یہ جیل چوبیس ماہ میں مکمل ہو سکتی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ "کیا حکومت ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی فوری تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟" جواب میں کہا گیا کہ "ڈسٹرکٹ جیل نارووال کی تعمیر شروع ہے اور اس پر کل لاگت سے 86 ملین روپے 30-06-2010 تک خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کا کل تخمینہ لاگت 104.978 ملین روپے ہے اگر حکومت بقایا فنڈز ریلیز کر دے تو یہ جیل 24 ماہ میں مکمل ہو سکتی ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت جس میں منسٹر صاحب خود شامل ہیں تو کب تک بقایا فنڈز release کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! حکومت کا مطلب Finance Department ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! صحافی حضرات پریس گیلری سے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بیٹھے ہیں اور آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے کوئی واک آؤٹ نہیں کیا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں 20 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی کام جاری ہے۔ محکمہ خزانہ کو لیٹر لکھا ہے کہ ہمیں فنڈز چاہئیں اور جو نہی فنڈز ملتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جیل کی تعمیر کا کام 2012-13 میں مکمل ہو جائے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! یہ تاریخ بتا دیں کہ کب تک فنڈز مل جائیں گے کیونکہ ڈیڑھ سال تو ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! آئندہ سال تک فنڈز بھی آ جائیں گے اور جیل بھی مکمل ہو جائے گی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے ضمنی سوال ہے کہ مختلف اضلاع اور مختلف تحصیلوں میں بنائی گئیں سب جیلیں اور مختلف اضلاع میں جیلیں ابھی زیر تعمیر ہیں جیسے نارووال جیل کے فنڈز ابھی تک جاری نہیں ہوئے تو حکومت ان زیر تعمیر جیلوں کے فنڈز کب تک جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ان کے سوال کے دو معنی ہیں۔ پورے پنجاب میں ہماری سب جیلیں 34 ہیں جن کا انتظام ڈی سی او کرتے ہیں لیکن بجٹ through Prison Department ڈی سی او صاحبان کو دیا جاتا ہے۔ ڈی سی اوز ان کی نگرانی کرتے ہیں اور mess کے

انتظام کے لئے ہمارا محکمہ فنڈز مہیا کرتا ہے۔ جہاں تک جیلوں کا معاملہ ہے تو صوبہ پنجاب میں بارہ جیلیں نئی تعمیر ہو رہی ہیں جن میں سے کسی کا کام 80 فیصد، کسی کا 90 فیصد اور کسی کا 50 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: نارووال جیل کی latest position بتا دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! تقریباً یہ جیل ڈیڑھ سال میں مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7295 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 09-2008، ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کے فنڈز کی تفصیلات

*7295: **محترمہ دیبا مرزا:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کو 09-2008 کے دوران صحت کی مد میں کتنی رقم دی گئی؟

(ب) سال 09-2008 کے دوران کتنے قیدیوں کو علاج معالجے کی سہولت بہم پہنچائی گئی؟

(ج) سال 09-2008 کے دوران ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی صحت کے کن کن منصوبوں پر عملدرآمد ہوا اور کتنے فنڈز کی کمی کی وجہ سے نامکمل رہ گیا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سال 09-2008 کے دوران جیل ہذا کو صحت کی مد میں۔/7,19,080 روپے کی رقم دی گئی۔

(ب) سال 09-2008 کے دوران 44167 اسیران کا علاج معالجہ کیا گیا۔

(ج) اس عرصہ کے دوران مارچ 2009 میں جیل میں مقید تقریباً 2250 اسیران کو ہیپاٹائٹس بی کی ویکسینیشن کروائی گئی۔

2130اسیران کی سکریننگ کی گئی اور ان میں ہیپاٹائٹس سی positive کے 183اسیران کے Eliza Test کروائے جن میں سے 105کا ٹیسٹ positive آیا ان میں سے 10 اسیران کے PCR ٹیسٹ کروائے گئے اور ان کو ہیپاٹائٹس سی کا مکمل علاج فراہم کیا گیا ہے۔ باقی اسیران کا PCR ٹیسٹ کروانے کے لئے پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے متعلقہ DHQ ہسپتالوں کو ہدایات جاری کر دی ہیں اور جن کو PCR ٹیسٹ کے بعد علاج کی ضرورت ہو گی اس کا بندوبست کر لیا ہے۔ مزید یہ کہ سیالکوٹ جیل میں صحت کے حوالے سے کوئی بھی منصوبہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے نامکمل نہ رہ گیا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ "2008-09 میں صحت کی مد میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟" جواب میں ہے کہ "سات لاکھ 19ہزار 80روپے" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 44ہزار 167اسیران کے علاج معالجہ پر کیا یہ ساری کی ساری رقم خرچ ہو گئی تھی اور اگر کسی financial year میں صحت کی مد میں مخصوص رقم ختم ہو جائے تو کیا قیدیوں کو صحت کی سہولتیں بعد میں بھی فراہم کی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر فنڈز ختم ہو بھی جائیں تو ہم فنڈز کے لئے فوری طور پر محکمہ داخلہ سے رابطہ کر کے مزید حاصل کر لیتے ہیں اور کوئی قیدی بغیر علاج کے نہیں رہتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! On his behalf۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

جناب شیر علی خان: سوال نمبر 7316 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7316: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ب) کتنی اسامیوں پر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل Own Pay & scale کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور سنیارٹی نمبر بتائیں؟

(ج) اس وقت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی کتنی اسامیاں کہاں کہاں خالی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی منظور شدہ اسامیاں کل 89 ہیں۔

(مردانہ=80، زنانہ=9)

(ب) اس وقت کل سات اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل ایڈیشنل چارج کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، گریڈ اور سنیارٹی نمبر درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	سنیارٹی نمبر
1	شفیق الرحمن	A.S	16	1
2	ملک اعجاز الحق	A.S	16	3
3	عبدالصبور سکھیرا	A.S	16	6
4	محمد حسین	A.S	16	7
5	وحید خان	A.S	16	8
6	لیاقت علی ملک	A.S	16	12
7	محمد ارشد	A.S	16	13

اوپر دی گئی تفصیل میں جن اہلکاروں کو ایڈیشنل چارج بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نہ دیا گیا اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	سنیارٹی نمبر
1	محمود فخری	A.S	16	2
وجہ: دومرتبہ Super session				
2	راجہ محمد مشتاق	A.S	16	4
وجہ: زیر التواء انکوائری زیر پیڈا ایکٹ 2006				
3	طاہر مجید	A.S	16	5

یہ اس وقت بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ(Ex)ڈسٹرکٹ جیل قصور officiating basis پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

4 ٹیپو سلطان A.S 16 9

وجہ:زیر التواء انکوائری پیڈا ایکٹ 2006

5 جاوید رشید A.S 16 10

وجہ:آٹھ سال کی سالانہ خفیہ رپورٹ موصول نہ ہونے پر فٹ لسٹ میں شامل نہ کیا گیا۔

4 محمد ایوب A.S 16 11

وجہ:سات سال کی سالانہ خفیہ رپورٹ موصول نہ ہونے اور ایک سالانہ خفیہ رپورٹ منفی ہونے کی بناء پر فٹ لسٹ میں شامل نہ کیا گیا۔

(ج) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی کل 17 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	تعداد اسامی
1	سنٹرل جیل، ساہیوال (لیڈی D.S)	01
2	سنٹرل جیل، ملتان	02
3	سنٹرل جیل، بہاولپور	01
4	سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان	01
5	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	01
6	ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی	01
7	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	01
8	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	01
9	ویمن جیل، ملتان	01
10	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	01
11	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک	01
12	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	01
13	سب جیل، چکوال	01
14	سنٹرل جیل، فیصل آباد	02
15	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	01
	ٹوٹل	17

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جواب 13۔دسمبر 2010 کو موصول ہوا ہے تو کیا وزیر صاحب بتانا پسند کریں گے کہ اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے، اس وقت کتنے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی ڈیوٹی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کام کر رہے ہیں۔ شفیق الرحمٰن، ملک اعجاز الحق، عبدالصبور، محمد حسین، وحید خان، ٹیپو سلطان، لیاقت علی ملک، محمد ارشد اور خالد۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی سولہ اسامیاں خالی ہیں۔ سنٹرل جیل میں لیڈی ڈپٹی کی سیٹ خالی ہے، ملتان میں ایک سیٹ خالی ہے، بہاولپور میں ایک سیٹ خالی ہے، ڈیرہ غازی خان میں دو سیٹیں خالی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو سارا آپ نے لکھا ہوا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سولہ سیٹیں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی اور نو اسسٹنٹ کی خالی ہیں۔ میں یہ موجودہ صورتحال کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جو انہوں نے latest position بتائی ہے یہ کب تک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی خالی سیٹوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ ان کے پچھلے سال کا جواب ہے اس میں بھی نو لوگ کام کر رہے تھے اور ابھی بھی نو لوگ کام کر رہے ہیں۔ یہ کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ دوسری بات یہ پوچھنی ہے کہ یہاں لکھا ہوا ہے "دو مرتبہ Super session" اس کا کیا مطلب ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ لفظ ڈکشنری میں تو نہیں پایا جاتا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! Super session کا مطلب ہے super seat۔

جناب سپیکر: اسمبلی سیکرٹریٹ نے یہ غلطی تسلیم کر لی ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، چودھری ندیم خادم صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! سوال نمبر 7317 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات میں منظور شدہ و خالی اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7317: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں سپرنٹنڈنٹ جیل اور ڈی آئی جی جیل خانہ جات کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں پر ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) کتنی اور کس کس اسامی پر جونیئر آفیسر own pay scale پر کام کر رہے ہیں؟

(د) کس کس آفیسر کے خلاف کس کس بنا پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) 2009-10 کے دوران کتنے ملازمین کو کس کس بناء پر کیا کیا سزا ہوئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ جیل خانہ جات پنجاب میں ڈی آئی جی جیل خانہ جات پنجاب کی منظور شدہ اسامیاں چھ ہیں اور سپرنٹنڈنٹ جیل کی منظور شدہ اسامیاں 48 ہیں۔

(ب) اس وقت ڈی آئی جی جیل خانہ جات کی تمام اسامیاں پر ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کی 41 اسامیاں پر ہیں اور پانچ خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	تعداد اسامی
1	سنٹرل جیل، لاہور	01 سپرنٹنڈنٹ جیل (BS-18)، (Major on Secondment) ہائی سکیورٹی بیرکس
2	سنٹرل جیل، ملتان	02 (i) سپرنٹنڈنٹ جیل (BS-18)، (Major on Secondment) ہائی سکیورٹی بیرکس۔ (ii) ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ جیل۔
3	سنٹرل جیل، فیصل آباد	01 سپرنٹنڈنٹ جیل (BS-18)، (Major on Secondment) سکیورٹی بیرکس۔
4	سنٹرل جیل راولپنڈی	01 سپرنٹنڈنٹ جیل (BS-18)، (Major on Secondment) سکیورٹی بیرکس۔
	ٹوٹل:	05 اسامیاں

(ج) کسی جونیئر کو استحقاق کے بغیر سینئر اسامی پر نہ لگایا گیا ہے۔البتہ سنیارٹی کے مطابق ڈی آئی جی جیل خانہ جات پانچ اسامیوں پر own pay scale تعینات ہیں۔اسی طرح سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل 28 اسامیوں پر own pay scale تعینات ہیں۔

(د) محکمہ جیل خانہ جات، پنجاب کے 115 افسران کے خلاف 54 کیسوں میں محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 10-2009 کے دوران 1840 ملازمین کو سزائیں دی گئی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب،ج،د،ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا آپ کے توسط سے محترم وزیر صاحب سے ایک ضمنی سوال ہے کہ جز (د) میں جن افسران کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں کیا ان میں سے کوئی کسی جگہ تعینات ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ fresh question ہے اور میں ڈیپارٹمنٹ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں یہ fresh question نہیں بنتا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ لاہور ریجن میں اس وقت 276 انکوائریاں ہو رہی ہیں، راولپنڈی ریجن میں 536 انکوائریاں ہیں اور ملتان میں۔۔

جناب سپیکر: وہ جو پوچھ رہے ہیں وہ بتائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! انکوائریاں چل رہی ہیں، جب تک کہ اس کے خلاف allegation ثابت نہ ہو وہ تعینات ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انکوائریاں چل رہی ہیں جب تک ان کا فیصلہ نہ ہو وہ continue کرتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جب تک ان کو کوئی سزا نہ ملے اس وقت تک وہ کام کر سکتا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! اگر وہ guilty ثابت ہو جائے تو پھر اس کی کیا سزا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جب guilty ثابت ہو جائے تو پھر قانون کے مطابق سزا ملے گی۔

جناب سپیکر: جو جرم کیا ہو گا اس کے مطابق ہی سزا ملے گی۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! سال سال تک تو انکوائری مکمل ہی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: یہ کوئی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7326 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں ہنگاموں کی تفصیلات

*7326: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 2008 سے اب تک کن کن جیلوں میں ہنگامے ہوئے ان میں کتنے قیدی، حوالاتی اور اہلکار زخمی ہوئے اور کتنی املاک کا نقصان ہوا؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران ہنگاموں کی وجہ سے کن کن کے خلاف کیا کیا تادیبی کارروائی ہوئی اور اس وقت کن کن کے خلاف تادیبی کارروائی زیر التواء ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

1۔ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ: میں مورخہ 2008-06-05 کو اسیران نے نئی تبدیل ہو کر آنے والی جیل انتظامیہ کے خلاف ہنگامہ آرائی کی۔ نئی جیل انتظامیہ نے جیل میں کرپشن، منشیات فروشی اور موبائل فون کے ناجائز استعمال پر پابندی لگائی تھی اور سخت آپریشن کیا تھا جس پر چند شرپسند اسیران نے ہنگامہ آرائی کی تاکہ نئی آنے والی انتظامیہ کو بلیک میل کر سکے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس پر قابو پا لیا گیا دوران ہنگامہ کوئی اسیر یا جیل ملازم زخمی نہ ہوا ہے اس ضمن میں جناب جاوید لطیف اے آئی جی، اسٹیبلشمنٹ اور میاں سالک جلال، ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب لاہور نے انکوائری کی جو کہ حکومت پنجاب کو بذریعہ چٹھی نمبری 3041 مورخہ 2008-06-16 کو روانہ کی گئی۔

2۔ ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین میں مورخہ 2008-07-22 کو اسیران نے ہنگامہ آرائی کی جس کی وجہ یہ تھی کہ اسیران نے جان بوجھ کر سیل بلاک میں ایک حوالاتی مظہر ولد

شریف کی اچانک وفات کی افواہ اسیران میں پھیلادی جس سے اسیران نے ہنگامہ کر دیا۔اس ہنگامہ میں کسی قسم کا جانی و مالی نقصان نہیں ہوا۔ ہنگامہ آرائی کرنے والوں کو گفت وشنید کے ذریعے سمجھادیا گیا۔ہنگامہ کرنے والے اسیران کو سمجھانے پر جیل میں امن ہو گیا۔

3۔ سنٹرل جیل میانوالی میں مورخہ 2008-07-31 کو سکیورٹی وارڈ نمبر 1 میں بند محمد اجمل ولد احمد خان نے خودکشی کی۔ جیل میں بند بعض شرپسند عناصر نے دیگر اسیران کو اکسایا اور جیل میں ہنگامہ آرائی اور توڑ پھوڑ کی۔اس ہنگامے کے دوران کوئی قیدی و حوالاتی اور اہلکار ہلاک یا زخمی نہ ہوا۔البتہ اسیران کی ہنگامہ آرائی و توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا 338893/-روپے کا نقصان ہوا۔

4۔ ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2009-03-29 کو جیل میں چند شرپسند سزائے موت کے قیدیوں نے گروپ بندی کر رکھی تھی اور جیل انتظامیہ کو اپنے ناجائز مطالبات منوانے کے لئے اکثر و بیشتر بلیک میل کرتے تھے جس پر سپرنٹنڈنٹ نے گورنمنٹ کے حکم پر مورخہ 2009-03-25 کو پندرہ سزائے موت کے قیدیوں کی منتقلی کے آرڈر پر عمل کیا۔اسیران نے بیس عدد تالے، بجلی کا سامان، پانی کے دو عدد پائپ سیڑھیوں کے چار عدد ڈینگل آئرن توڑ دیئے بیرکوں اور سیلوں کی اینٹیں اکھاڑ دیں قیدیوں کے چھ عدد کمبل اور پانچ عدد دریاں جلادیں۔اس طرح اسیران نے ہنگامہ آرائی کے دوران 9818 روپے کا نقصان کیا۔ دفتر ہذا نے تیرہ آفیسران اور ماتحت عملہ کے خلاف حکومت پنجاب کو تادیبی کارروائی کے لئے کیس بھیج دیا تھا جس پر ہوم ڈیپارٹمنٹ نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد طارق خان پرنسپل پنجاب پریزن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کو انکوائری آفیسر مقرر کیا۔

5۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں مورخہ 2009-05-18 کو معمول کے visit کے دوران ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کے حوالاتی مقصود ولد ظہور نے سپرنٹنڈنٹ جیل کو شکایت کی کہ مسٹر اظہر جاوید چیمہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ انچارج سنٹرل ٹاور نے ان کو ٹارچر کیا ہے۔اس سلسلہ میں مسٹر حاجی مظہر وحید ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ اس کیس کی انکوائری کر کے رپورٹ پیش کریں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل معمول کا visit کرنے کے بعد جب سنٹرل ٹاور سے واپس آرہے تھے تو اسیران کو اظہر جاوید چیمہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ انچارج سنٹرل ٹاور نے بلوا کر دوبارہ ٹارچر کیا ہے جس کی وجہ سے دوسرے حوالاتیون نے جیل کا ماحول خراب کرنے اور ہنگامہ آرائی کرنے کی کوشش کی۔ان کو سمجھایا گیا کہ جیل کا ماحول خراب نہ کریں جس پر اسیران آہستہ آہستہ اپنی اپنی بیرکوں میں چلے گئے۔مذکورہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو فوری طور پر معطل کر دیا گیا ہنگامے میں کوئی جانی یا مالی نقصان نہ ہوا۔تاہم اس کیس میں ملک مبشر احمد خان ڈی آئی جی

فیصل آباد ریجن، فیصل آباد کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ انکوائری آفیسر کی انکوائری رپورٹ موصول ہو چکی ہے (دوران ہنگامہ کوئی سرکاری نقصان نہ ہوا ہے۔)

6۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد مورخہ 2009-11-06 کو تقریباً چار بجے سہ پہر چار حوالاتیوں نے مل کر بیرک نمبر 09 اور 10 کے انچارج ہیڈوارڈر محمد شریف پر اچانک خود ساختہ کٹر سے حملہ کر دیا جس سے محمد شریف ہیڈوارڈر زخمی ہو گیا۔ اسیران کو کنٹرول کرنے کے لئے گارد وقوعہ کی جگہ پر پہنچی تو اسیران نے دیگر ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور سرکاری املاک کی توڑ پھوڑ کی اور سنٹرل ٹاور اور پھانسی گھاٹ کو آگ لگا دی اور کچھ اسیران نے دیواریں اور جنگلے توڑ کر اپنے ساتھیوں خالد باجوہ گروپ کی حمایت کرتے ہوئے دیگر اسیران کو جیل انتظامیہ کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔ تاہم جیل فورس نے کنٹرول کرنے کی کوشش کی تو اسیران اور زیادہ مشتعل ہو گئے جس بناء پر لاٹھی چارج اور آنسو گیس استعمال کی گئی۔ اس طرح کم سے کم طاقت استعمال کر کے حوالاتیوں کو کنٹرول کیا گیا۔ ہنگامے کی وجہ یہ تھی کہ خالد باجوہ گروپ کے کچھ اسیران سے نشہ آور اشیاء برآمد ہوئی تھیں اور ان کو جیل قوانین کے تحت سیلوں میں علیحدہ بند کر دیا گیا تھا اور یہ گروپ اندرون جیل منشیات کی سمگلنگ میں ملوث تھا اور ہیڈوارڈر محمد شریف نے دوران تلاشی ان سے منشیات برآمد کی تھیں۔ اسیران نے اپنے ناجائز مطالبات منوانے کی غرض سے جیل انتظامیہ کے ساتھ یہ سارا ڈرامہ رچایا تھا۔ تاہم سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے والے اسیران کے خلاف تھانہ سول لائن فیصل آباد میں مقدمہ درج کروایا گیا۔ الیکٹرانک میڈیا کے چند نمائندے فرحان چودھری وغیرہ نے ہونے والے ہنگامہ کی جیل سے متصل پانی والی ٹینکی سے coverage شروع کر دی جب ان کو منع کیا گیا تو انہوں نے ملازمین سے بدتمیزی کی اور خطرناک نتائج کی دھمکیاں دیں دیگر ساتھیوں کو فون کر کے بلا لیا اور ڈیوڑھی والے گیٹ پر اکٹھے ہو گئے۔ منع کرنے پر نادر خان، حامد، شاہد علی اور نصیر چیمہ بیرونی گیٹ پھلانگ کر اندر آ گئے اور ڈیوٹی پر تعینات ملازمین سے اسلحہ چھیننے کی کوشش کی۔ البتہ اسیران کی ہنگامہ آرائی و توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا -/50400 روپے کا نقصان ہوا۔

7۔ سنٹرل جیل فیصل آباد میں مورخہ 2010-01-30 کو سنٹرل جیل فیصل آباد کے اسیران نے نئی انتظامیہ کے خلاف ہنگامہ آرائی شروع کر دی۔ وجہ یہ تھی کہ مورخہ 2010-01-10 کو سزائے موت کا قیدی جس کا نام شہزاد الحسن ولد محمد اقبال تھا مین گیٹ سے فرار ہو گیا جس کی انکوائری جناب میاں سالک جلال صاحب ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز اور ملک مبشر احمد خان ڈی آئی جی فیصل آباد ریجن، فیصل آباد نے کی ہے۔ فراری کا مقدمہ پولیس سٹیشن فیصل آباد میں درج کروا دیا گیا۔ البتہ اسیران کی ہنگامہ آرائی و توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا -/540,103 روپے کا نقصان ہوا۔

8۔ سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان میں مورخہ 2010-10-01 کو حوالاتیوں کالو ولد خدا بخش اوراصغر ولد کریم بخش کی شک کی بناء پر تلاشی کروائی گئی جس سے وہ انکاری ہوئے اور طیش میں آکر دونوں حوالاتیوں نے ہیڈ وارڈر محمد اعظم کو تشدد کا نشانہ بنایا جس بناء پر دونوں مذکورہ حوالاتیان کو بوجہ انتظامی امور چالان سنٹرل جیل ملتان بجھوایا گیا۔ مورخہ 2010-10-02 کو دیگر دو حوالاتیوں خلیل ولد غلام قادر اور منظور ولد بہاول کا چالان بھی انتظامی امور کی بناء پر سنٹرل جیل ملتان بجھوایا گیا جس بناء پر مورخہ 2010-10-02 کو تقریباً پانچ بجے شام lock up کے دوران ان حوالاتیوں کے دیگر ساتھی سنٹر ٹاور کے قریب میٹھا پانی بھرنے کے بہانے اکٹھے ہو کر چالان نکالے جانے کی رنجش میں جیل انتظامیہ کے خلاف منصوبہ بندی کی اور دیگر بیرکوں کے حوالاتیوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ جیل ہذا سے مزید 150 حوالاتیوں کا چالان بجھوایا جارہا ہے انہیں اپنے ساتھ ہنگامہ آرائی پر اکسایا اور چھتوں پر چڑھ کر انتظامیہ کے خلاف نعرے بازی شروع کردی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے واقعہ کی اطلاع فوری طور پر ضلعی انتظامیہ کو دی اور ضلع پولیس نے فوری طور پر بیرون جیل کا کنٹرول سنبھال لیا اور بعد ازاں مذاکرات مابین اسیران و جیل انتظامیہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حالات پر مکمل قابو پالیا گیا اور اسیران اپنی اپنی بیرکوں میں چلے گئے۔ اس واقعہ میں کوئی قیدی یا ملازم زخمی نہ ہوا ہے۔ دوران ہنگامہ آرائی جو توڑ پھوڑ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ نوعمر وارڈ کے گیٹ کا تالا توڑا گیا۔

2۔ بارک نمبر 1-A کا تالا توڑا گیا۔

3۔ بارک نمبر 1-B کا تالا توڑا گیا۔

4۔ بارک نمبر 2 کے منڈھیر کی اینٹیں توڑی گئیں، سولنگ توڑا گیا اور لیٹرین کے پائپ توڑے گئے۔

5۔ بارک نمبر 2,7 کے درمیان دیوار کو توڑا گیا۔

6۔ بارک نمبر 3,5 اور 6 کے منڈھیر کی اینٹیں اور سولنگ توڑا گیا، لیٹرین کے پائپ توڑے گئے اور ان بیرکوں کے بیرونی دروازوں کے تالے توڑے گئے۔

7۔ بلاک نمبر 3-A کے بیرونی گیٹ کا تالا توڑا گیا۔

8۔ بلاک نمبر 7 سکیورٹی وارڈ کی چھ عدد سیل بلاک کو نقصان پہنچایا گیا۔

9۔ سنٹرل ٹاور میں گھس کر تمام ریکارڈ پھاڑ دیا گیا، فرنیچر کو بھی توڑ دیا گیا، سنٹرل ٹاور کی تمام لائیٹیں توڑ دی گئیں اور سنٹرل ٹاور کی چھت پر لگے CCTV کیمرے کو بھی توڑ دیا۔ واٹر سپلائی کے تمام پائپ بھی اکھاڑ دیئے گئے۔ اسیران کی ہنگامہ آرائی و توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا۔/60,000 روپے کا نقصان ہوا۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کی انکوائری رپورٹ حکومت پنجاب کو بجھوادی گئی تھی جس کے فیصلے کا انتظار ہے۔

2۔ ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین

محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل چار ملازمین کو اس کیس میں سزائیں دی گئیں۔

1۔رانا شمشاد حسین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	سالانہ تین سال کی ترقی بند کی گئی
2۔عاشق علی چیف وارڈر	چیف وارڈر سے ہیڈوارڈر کر دیا گیا
3۔اختر حسین وارڈر	نوکری سے برخاست کر دیا گیا
4۔احمد بخش وارڈر	نوکری سے برخاست کر دیا گیا

3۔ سنٹرل جیل میانوالی میں ہنگامے کے کیس میں حکومت پنجاب نے کارروائی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل جیل ملازمین کو سزائیں دی گئیں۔

1۔محمد یعقوب جوڑا،ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	Censure کیا گیا
2۔شان محمد اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	Censure
3۔مہندی حیات ہیڈوارڈر	بری کیا گیا
4۔عمر فاروق ہیڈوارڈر	بری کیا گیا
5۔طارق محمود ہیڈوارڈر	بری کیا گیا
6۔محمد سرور	جبری ریٹائر کیا گیا
7۔محمد رمضان وارڈر	جبری ریٹائر کیا گیا
8۔عاشق حسین،وارڈر	جبری ریٹائر کیا گیا
9۔سرفراز احمد وارڈر	جبری ریٹائر کیا گیا

فیصلہ حکومت پنجاب مورخہ 2009۔12۔24 کو جاری ہوا

4۔ ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہونے والے ہنگامے کی رپورٹ حکومت پنجاب کو بجھوائی جا چکی تھی،ملازمین کی ذاتی شنوائی بھی ہو چکی ہے اور فیصلے کا انتظار ہے۔

5۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں ہنگامے کے کیس میں آئی جی جیل خانہ جات پنجاب نے کارروائی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل ملازمین کو سزائیں دیں۔

1۔اظہر جاوید چیمہ،اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	ایک سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی
2۔محمد شریف،ہیڈوارڈر	ایک سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی
3۔سیف الرحمٰن،وارڈر	ایک سال کی سالانہ ترقی بند کی گئی

6۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں مندرجہ ذیل ملازمین کو اس کیس میں معطل کیا گیا ہے۔

1۔محمد ناصر	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
2۔رانا عرفان سلیمان	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
3۔محمد رمضان،	چیف وارڈر

4۔ علی حسین چیف وارڈر
5۔ اللہ دتہ ہیڈوارڈر
6۔ محمد ناصر ہیڈوارڈر
7۔ اعجاز احمد ہیڈوارڈر

اس ہنگامے کی انکوائری کے لئے تشکیل دی گئی کمیٹی جس میں ڈی آئی جی ہیڈکوارٹرز انسپکٹوریٹ آف پریزن اور ڈی آئی جی فیصل آباد ریجن، فیصل آباد اور مسٹر ساجد بیگ ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل فیصل آباد شامل ہیں نے اپنی رپورٹ مکمل کر کے جمع کروا دی ہے جبکہ جناب چیف منسٹر صاحب کے حکم سے دوبارہ انکوائری کا حکم بھی دے دیا گیا ہے جس کی انکوائری مندرجہ ذیل آفسران کر رہے ہیں۔

1۔ مسٹر جہانزیب برکی، ایڈوائزر ٹو چیف منسٹر صاحب
2۔ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور
3۔ ایس ایس پی انوسٹی گیشن فیصل آباد

حکومت پنجاب کے فیصلے کا انتظار ہے۔

7۔ سنٹرل جیل فیصل آباد میں مندرجہ ذیل ملازمین کو اس کیس میں معطل کیا گیا ہے۔

1۔ قاضی محمد اسلم سپرنٹنڈنٹ جیل
2۔ ساجد بیگ، ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ جیل
3۔ ندیم فضل، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ (Dev)
4۔ محمد ریاض، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
5۔ محمد فاروق شاہ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
6 غلام شبیر، ہیڈوارڈر
7۔ محمد انور، ہیڈوارڈر
8۔ سلیم مسیح، ہیڈوارڈر
9۔ محمد ناصر، ہیڈوارڈر
10۔ محمد نواز ہیڈوارڈر
11۔ نور الحسن ہیڈوارڈر
12۔ صادق علی ہیڈوارڈر
13۔ اصغر علی ہیڈوارڈر
14۔ وحید احمد، ہیڈوارڈر
15۔ جہانگیر خان، وارڈر
16۔ مزمل حسین، وارڈر
17۔ محمد امتیاز، وارڈر

مندرجہ بالا افسران اور اہلکاران کی انکوائری چل رہی ہے

حکومت پنجاب کے فیصلے کا انتظار ہے۔

8۔ سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان کے ہنگامے میں ملوث پائے گئے مندرجہ ذیل ملازمین کو معطل کر دیا گیا ہے اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی جاری ہے۔

1۔ شاہ نواز، وارڈر نمبر 3529 2۔ عبدالرزاق وارڈر نمبر 4441

اس کے علاوہ محمد بخش اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو فوری طور پر تبدیل کر دیا گیا ہے اور دو مزید اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹس تعینات کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ، آپ کے سوال کا جواب شیطان کی آنت سے بھی بڑا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر میں کہتا کہ جواب پڑھ دیں تو پھر کیا ہوتا؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: پھر سارا ٹائم اسی پر لگ جاتا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا، آپ کی مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 7568 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خواتین کی جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7568: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں خواتین کے لئے کتنی جیلیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) خواتین کے لئے کتنی جیلیں اور کس کس جگہ تعمیر کی جا رہی ہیں؟

(ج) جس ضلع میں خواتین کے لئے علیٰحدہ جیلیں نہیں ہیں وہاں خواتین قیدیوں / حوالاتی کو کہاں رکھا جاتا ہے؟

(د) کیا خواتین قیدی / حوالاتی کی نگرانی اور دیگر امور کی انجام دہی صرف خواتین ملازمین کرتی ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب میں خواتین کے لئے ایک ہی جیل ہے جو کہ ڈسٹرکٹ ملتان میں ہے۔

(ب) خواتین کے لئے کوئی بھی نئی جیل زیر تعمیر نہ ہے تاہم راولپنڈی میں ایک خواتین کی جیل تعمیر کے لئے پرائیویٹ زمین acquire کی جا رہی ہے جس کی مطلوبہ رقم LAC راولپنڈی میں

جمع کروا دی گئی ہے لیکن تا حال award announce ہونا باقی ہے۔ مطلوبہ زمین کی دستیابی کے بعد زنانہ جیل کا project دوبارہ ADP میں شامل کیا جائے گا۔

(ج) ضلع کی ڈسٹرکٹ / سنٹرل جیل میں خواتین کے لئے علیحدہ بیرکس موجود ہیں جہاں پر خواتین اسیران کو رکھا جاتا ہے۔

(د) خواتین قیدی / حوالاتی کے لئے جیل میں ایک الگ بیرک مختص ہوئی ہے جہاں پر خواتین عملہ تعینات ہے اور تمام معاملات خواتین عملہ ہی سرانجام دیتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا ہے کہ خواتین کے لئے کتنی جیلیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک ہی جیل ہے اور ان کا مزید جیل بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ انہوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ انہوں نے ایک پرائیویٹ زمین acquire کرنی ہے اور اس کے لئے ADP میں یہ project دوبارہ شامل کر دیا جائے گا۔ یہ سوال ستمبر 2010 میں جمع کرایا گیا تھا اور آج 28۔دسمبر 2011 ہے۔ وزیر موصوف اس کا current updated جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال یہ ہے کہ یہ پرائیویٹ زمین محکمے نے acquire کی تھی۔ ہم نے راولپنڈی میں رقم بھی جمع کرا دی ہے لیکن ابھی تک ہمیں اس کا قبضہ نہیں ملا اور وہ process جاری ہے۔ جونہی ڈی سی او ہمارے حوالے قبضہ کر دے گا ہم اس کی تعمیر شروع کر دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب رقم جمع کرا دی ہے تو پھر ابھی تک قبضہ کیوں نہیں ملا؟ انہوں نے کہا ہے کہ پرائیویٹ زمین لیں گے اور یہ ڈی سی او کے ذریعے لے رہے ہیں۔ ڈی سی او کو تو بہت کام ہوتے ہیں، ڈیپارٹمنٹ خود سے directly کیوں نہیں لیتا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جو بھی زمین acquire کی جاتی ہے وہ ڈپٹی کو کلکٹر کے ذریعے کی جاتی ہے۔ راولپنڈی میں کمیٹی ہے ہم نے اس میں رقم بھی جمع کرا دی ہے جونہی ہمیں قبضہ ملے گا اس پر فوری تعمیر شروع ہو جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! رقم ادا کرنے کے باوجود انہیں قبضہ کیوں نہیں ملا جبکہ یہ گورنمنٹ میں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! کچھ ناجائز قابضین زمین پر قابض ہیں ان کو بے دخل کرنے کے لئے process جاری ہے۔ میں نے ایوان میں بتایا ہے کہ ہماری رقم بھی جمع ہے جونہی ہمیں قبضہ ملے گا فوری طور پر تعمیر شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اس کا process ہو رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا قبضے کے بغیر اور کوئی زمین available نہیں ہے؟

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! جز (ج) میں سوال یہ تھا کہ جس ضلع میں خواتین کے لئے علیحدہ جیلیں نہیں ہیں وہاں خواتین قیدیوں / حوالاتیوں کو کہاں رکھا جاتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ ضلع کی ڈسٹرکٹ / سنٹرل جیل میں خواتین کے لئے علیحدہ بیرکس موجود ہیں جہاں پر خواتین اسیران کو رکھا جاتا ہے۔ میرے ضلع منڈی بہاؤالدین کی جیل میں خواتین کی بیرکس نہیں ہیں۔ محکمہ یا تو سوال کا جواب صحیح دے کہ فلاں فلاں ضلع میں ہیں اور فلاں فلاں ضلع میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں! منڈی بہاؤالدین میں ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پچیس جیلیں ہیں ایک جیل خواتین کے لئے ملتان میں ہے لیکن پنجاب میں بیس جیلیں ایسی ہیں جہاں خواتین کو رکھا جاتا ہے۔ وہ سنٹرل جیل لاہور، سنٹرل جیل گوجرانوالہ۔۔۔

جناب سپیکر: جو انہوں نے پوچھا ہے وہ بتائیں!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! بیس جیلوں میں خواتین کے لئے علیحدہ بیرکس ہیں۔ وہاں خواتین کے لئے علیحدہ عملہ ہے، وہاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور خواتین کی وارڈن ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منڈی بہاؤالدین میں بتائیں!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! منڈی بہاؤالدین میں نہیں ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! کیا یہ وہاں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! خواتین کی گنتی کے حساب سے دیکھیں گے۔ اگر ہو گئی تو ٹھیک ہے اگر نہیں ہو گی تو پھر یہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اگلا سوال بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ نے پہلے کتنے سوال کئے ہیں؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ایک ہی کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 7569 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قید خواتین قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7569: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ کی جیلوں میں اس وقت کتنی خواتین بند ہیں؟

(ب) کل کتنی خواتین تین سال سے کم قید کی سزا کاٹ رہی ہیں؟

(ج) کتنی خواتین دیت کی رقم نہ دینے کی وجہ سے قید کاٹ رہی ہیں؟

(د) ان خواتین کے ذمہ دیت کی کتنی رقم بنتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان خواتین کی دیت کی رقم کی ادائیگی کرنے اور ان کو release کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ کی جیلوں میں اس وقت 637 خواتین اسیران مقید ہیں۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 21 خواتین تین سال سے کم کی سزا کاٹ رہی ہیں۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت صرف ایک خاتون دیت کی رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہے جو کہ زنانہ جیل ملتان میں مقید ہے جس کا نام صفیہ زوجہ احمد شیر ہے۔

(د) اس کے ذمے۔/643,760 روپے دیت کی رقم ہے۔

(ہ) تاہم ایسی خواتین کو رمضان المبارک میں مخیر حضرات اور مختلف NGOs سے اپیل کر کے رقم کی ادائیگی کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں اس وقت کتنی خواتین بند ہیں؟ جواب ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں اس وقت 637 خواتین اسیران مقید ہیں۔ میں پوچھنا یہ چاہ رہی ہوں کہ کیا ان کے ساتھ بچے بھی ہیں اگر ان کے ساتھ بچے ہیں تو اُن خواتین کے ساتھ کتنی عمر کے بچے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے؟ اگر تھوڑے بڑے بچے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سوال پہلے بھی آ چکا ہے۔۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! براہِ مہربانی مجھے پورا سوال کر لینے دیں۔ اگر بڑی عمر کے بچے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے تو کیا ان کی schooling وغیرہ کا انتظام ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت بچوں والی خواتین کی کل تعداد 124 ہے۔ ہر خاتون اپنے ساتھ پانچ سال سے کم عمر کا بچہ رکھ سکتی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل پانچ سال کے بعد سیشن جج کو اطلاع کرے گا، ان کے وارثوں کو اطلاع دی جائے گی اور ان کے وارث بچہ لے جائیں گے۔ محکمہ جیل خانہ جات پانچ سال کی عمر کے بچوں کے لئے دودھ، سکول کی وردی، کتابیں، پلے گراؤنڈ اور ایجوکیشن کے لئے تمام انتظام کرتی ہے اور انتظام کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!لیکن جن بچوں کے پیچھے وارث نہیں ہوتے یعنی اگر کوئی بچہ پانچ سال کا ہو اور جن کا وارث نہ ہو تو اس کا کیا کیا جاتا ہے ؟

جناب سپیکر: پانچ سال کا بچہ تو بغیر کسی وجہ سے جیل جاتا نہیں ہے،آپ کیا کرتے ہیں؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!اسی سوال کے جواب کے جز(ج) میں بتایا گیا تھا کہ پنجاب کی جیلوں میں صرف ایک خاتون ہے جو دیت کی رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہے تو میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ عورت کب سے بند ہے،اگر کوئی "این جی او" مدد نہ کرے جیسا کہ لکھا گیا ہے تو کیا حکومت اس خاتون کی مدد کر سکتی ہے ؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!اس وقت پنجاب کی کسی جیل میں کوئی خاتون دیت کی رقم کی وجہ سے بند نہ ہے "این جی اوز "اور مخیر حضرات تمام خواتین کی ادائیگی کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اب اگلا سوال ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!.On his behalf(معزز ممبر نے ملک اختر حسین نول کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،سوال کا نمبر بولئے گا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!سوال نمبر 7620 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور میں گریڈ وار اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7620:ملک اختر حسین نول:کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں گریڈ وار اسامیوں کی تعداد بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) گریڈ 16 اور اوپر کی اسامیاں کتنی ہیں ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام،عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

(د) جیل سپرنٹنڈنٹ کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد اور پچھلے تین سال کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، قصور میں گریڈ وار اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گریڈ	تعداد
1	18	01
2	17	05
3	16	09
4	14	02
5	12	01
6	09	06
7	08	01
8	07	24
9	06	01
10	05	219
11	01	32

(ب) ڈسٹرکٹ جیل، قصور میں خالی اسامیوں کا عرصہ ان کے سامنے درج ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	عرصہ	تعداد اسامی
1	نرسنگ اسسٹنٹ	2004سے	01
2	لیڈی ڈسپنسر	8/2006سے	01
3	ڈرائیور	07-12-2009سے	01
4	کک	2009سے	01
5	فیمیل وارڈر	06-10-2010سے	01
6	میڈیکل آفیسر	06/2010سے	01
7	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	10-12-2010سے	01

(ج) ڈسٹرکٹ جیل، قصور میں گریڈ16اور اوپر کی اسامیاں درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	انتظار ولی خان	سپرنٹنڈنٹ جیل	18
2	منیرہ تاسیر	لیڈی میڈیکل آفیسر	17
3	طاہر مجید	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	17
4	طاہر احمد بھٹی	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	17
5	غلام مصطفیٰ	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
6	جاوید اقبال	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16

7	جہانگیر احمد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
8	شہباز احمد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
9	ریاض احمد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
10	امام دین	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
11	اعجاز دین	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
12	فرحانہ یاسمین	لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16

(د) سپرنٹنڈنٹ جیل کے زیر استعمال ایک گاڑی ہے جو کہ سوزوکی بولان ہے اور سامان لے جانے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور اس پر عرصہ تین سال میں۔/22000روپے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب) کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ نرسنگ اسسٹنٹ ،لیڈی ڈسپنسر،ڈرائیور، کک، female warder، میڈیکل آفیسر اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی تقریباً سات عدد کے قریب اسامیاں خالی ہیں تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اسامیاں کب تک fill ہو جائیں گی لہذا یہ کوئی date دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!اس وقت موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اس میں ایک لیڈی ڈسپنسر، ایک کک، ایک female warder اور ایک میڈیکل آفیسر کی اسامیوں کے لئے محکمے اور سیکرٹری صاحب کو لکھا ہوا ہے، اخبار میں اشتہار بھی آجائے گا اور یہ تمام میڈیکل آفیسر on merit through PCS and Health Secretary آتے ہیں اور within two or three months. ان کی posting ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 7677 حاجی ذوالفقار علی صاحب کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7677 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور، رحیم یار خان، جیلوں و قیدیوں کی تفصیلات

*7677: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر میں کتنی جیلیں ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش جیل وار بتائیں نیز اس وقت ان میں بند قیدی / حوالاتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) گنجائش سے کتنے قیدی زیادہ ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) ان قیدیوں کو کیا کیا سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے؟

(ہ) ان جیلوں کے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے خرچ کی تفصیل جیل وار بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع بہاولپور میں دو جیلیں ہیں۔

(1) سنٹرل جیل، بہاولپور

(2) بورسٹل جیل، بہاولپور

ضلع رحیم یار خان میں ایک ڈسٹرکٹ جیل ہے۔

ضلع بہاولنگر میں ایک ڈسٹرکٹ جیل ہے۔

(ب) ان جیلوں میں بند قیدی / حوالاتی کی جیل وار گنجائش اور تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	گنجائش	کل تعداد
1	سنٹرل جیل، بہاولپور	1334	2366
2	بورسٹل جیل، بہاولپور	434	90
3	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	316	1055
4	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	176	672

(ج) ان جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی / حوالاتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	کل تعداد (قیدی / حوالاتی)	گنجائش	گنجائش سے زائد اسیران
1	سنٹرل جیل، بہاولپور	2366	1334	1032
2	بورسٹل جیل، بہاولپور	90	434	----
3	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	1055	316	739
4	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	672	176	496

اس وقت پنجاب کی جیلوں میں بند قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد 55439 ہے جبکہ گنجائش 21527 اسیران کی ہے اس طرح تقریباً تمام جیلوں میں تعداد کی زیادتی کا مسئلہ ہے مزید نئی جیلوں کی تعمیر سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

(د) حکومت پنجاب کی جانب سے اسیران کو خوراک، پینے کے لئے صاف پانی میسر ہے اور علاج معالجہ کے لئے ادویات فراہم کی جاتی ہیں اس کے علاوہ تعلیم / مذہبی تعلیم کی سہولت میسر ہے۔ تفریح کے لئے ٹیلی ویژن / ریڈیو کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔ اسیران کو گرمیوں میں ٹھنڈا پانی بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ہ)

نام جیل	خرچہ سال 09-2008	خرچہ سال 10-2009
سنٹرل جیل، بہاولپور	110,408,513/-	133,252,977/-
بورسٹل جیل، بہاولپور	25,123,339/-	26,764,988/-
ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	26,804,782/-	26,056,253/-
ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	41,507,541/-	51,732,060/-

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، اب اگلا سوال بھی ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سرداد خالد سلیم بھٹی صاحب ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! .On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ ساجدہ میر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 8097 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*8097: **محترمہ ساجدہ میر:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کتنے قیدی / حوالاتی کی گنجائش ہے ؟

(ب) اس وقت اس جیل میں قید حوالاتی / قیدیوں کی تعداد کتنی ہے ؟

(ج) اس جیل میں کتنی خواتین اور بچے بند ہیں؟

(د) یہ کن کن جرائم میں بند ہیں؟

(ہ) ان خواتین اور بچوں کی نگرانی کے لئے کتنی خواتین ملازم اس جیل میں تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(و) کیا ان خواتین اور بچوں کی نگرانی کے لئے مرد ملازم بھی کام کرتے ہیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ میں 862 اسیران کی گنجائش ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت قیدیوں / حوالاتیوں کی کل تعداد 2338 ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں خواتین کی کل تعداد 26 ہے اور بچوں کی تعداد 04 ہے۔

(د) ان خواتین کی جرم وار لسٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ میں خواتین اور بچوں کی نگرانی کے لئے تعینات خواتین عملے کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	ثمینہ ڈوگر	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16
2	سکینہ بی بی	لیڈی وارڈر	05
3	ارشاد بی بی	لیڈی وارڈر	05
4	حمیرہ بی بی	لیڈی وارڈر	05
5	حمیرہ غفار	لیڈی وارڈر	05
6	فائزہ صادق	لیڈی وارڈر	05
7	نشو شوکت	لیڈی وارڈر	05
8	شائلہ عاشق	لیڈی وارڈر	05
9	سدرہ نذیر	لیڈی وارڈر	05
10	ارین بی بی	لیڈی وارڈر	05
11	منیراں قمر	لیڈی وارڈر	05

(و) خواتین اور بچوں کی نگرانی کے لئے صرف زنانہ عملہ تعینات ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں اور کوئی ضمنی سوال نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب اگلا سوال محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج کے وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے کیونکہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کی گھڑی کون سی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! Seiko ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کچھ سزا دینی چاہئے، آپ اپنی گھڑی کو کچھ سزا دیں۔ جی، اب اگلا سوال نمبر 8377 محترم جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8377 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہائی سکیورٹی جیل لاہور کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*8377: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہائی سکیورٹی جیل لاہور کی بیرکس کی تعمیر کب شروع کی گئی تھی، ان کا کل تخمینہ بتائیں؟

(ب) ان بیرکس کی تعمیر پر اب تک کتنی لاگت آچکی ہیں، کتنی بیرکس مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی زیر تعمیر ہیں؟

(ج) ان بیرکس میں کن کن جرائم میں ملوث قیدیوں کو رکھا جاتا ہے؟

(د) اس وقت ان میں کتنے قیدی بند ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان خطرناک قیدیوں کو ایک اچھا شہری بنانے کے لئے کوئی عملی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ہائی سکیورٹی جیل لاہور کی بیرکس کی تعمیر دوران مالی سال 05۔2004 میں شروع کی گئی تھی جس کا کل تخمینہ بمطابق بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ریکارڈ 38.480 ملین روپے تھا۔

(ب) اب تک ہائی سکیورٹی بیرکس کی تعمیر پر بمطابق بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ریکارڈ 35.503 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور تمام بیرکس cells اور دفاتر وغیرہ مکمل ہو چکے ہیں۔

(ج) ان بیرکس میں دہشتگردی اور انتہائی خطرناک جرائم میں ملوث قیدیوں کو رکھا جاتا ہے۔

(د) پنجاب حکومت تمام خطرناک قیدیوں کو ایک اچھا شہری بنانے کے لئے ان کو دینی وُدنیوی تعلیم کی ہر ممکن سہولت دے رہی ہے۔

(ہ) پنجاب کی تمام جیلوں میں دینی تعلیم کے حوالے سے تعلیم القرآن، حفظ قرآن، درس نظامی، اللسان العربی ودیگر اسلامی کورسز کروائے جا رہے ہیں۔

اس کے علاوہ دُنیوی تعلیم میں پرائمری سے لے کر ایم اے تک کی تعلیمی سہولیات بہم میسر کی جا رہی ہیں۔

دینی و دُنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قیدیوں کو فنی تعلیم کے حوالے سے NEVTAC اور TEVTA کی مدد سے فنی تعلیم دی جا رہی ہے۔

حکومت پنجاب خاص طور پر ان کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی ڈھالنے اور ان کے ذہنی / نفسیاتی مسائل کو دور کرنے کے لئے ماہر نفسیات کو مستقل طور پر جیلوں میں بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولئے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ آج کے سوالات مکمل ہوئے لیکن ویسے وقفہ سوالات کا ٹائم ابھی ختم نہیں ہوا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔کیمپ جیل میں قیدیوں کے علاج معالجہ کی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*2135: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت کے لئے سال 2008 میں کتنا فنڈز رکھا گیا؟

(ب) کیمپ جیل لاہور میں سال 2008 کے دوران کتنے قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی گئی؟

(ج) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کو کتنی گرانٹ ادویات کی مد میں دی گئی؟

(د) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت اور علاج معالجہ کے کن کن منصوبوں پر عمل کیا جا رہا ہے، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) 2008 میں کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت کے لئے مبلغ 3297059 روپے کے فنڈز رکھے گئے۔

(ب) 2008 میں کیمپ جیل لاہور میں 305935 قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی گئیں۔

(ج) 2008 میں کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کو مبلغ 3297059 روپے کی ادویات کی گرانٹ دی گئی۔

(د) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت اور، علاج معالجہ کے لئے درج ذیل منصوبوں پر عمل جاری ہے۔

(i) قیدیوں کی سہولت کے لئے ایکسرے، ای سی جی، الٹراساؤنڈ اور لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے علیحدہ علیحدہ شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

(ii) قیدیوں کے لئے ڈینٹل مشین ہے جو قیدیوں کے دانتوں کے علاج کے لئے عمل میں لائی جاتی ہے۔

(iii) فوری ایمرجنسی مریضوں کے لئے ایمرجنسی روم قائم کیا گیا ہے اور سروسز ہسپتال سے فوری سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے چیک اپ کروایا جاتا ہے اور بیرون جیل ہسپتال سے بھی علاج کروایا جاتا ہے۔

(iv) فوری ایمرجنسی مریضوں کے لئے باہر سے بھی دوائی منگوائی جاتی ہے۔

(v) دل کے مریضوں کا فوری طور پر چیک اپ PIC سے کروایا جاتا ہے اور ایمرجنسی کیس فوری طور پر refer کر دیا جاتا ہے۔

آئی جی جیل خانہ جات کی غیر قانونی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*2197: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ آئی جی جیل خانہ جات گریڈ 18 میں irregular ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کو گریڈ 19 میں ریگولر کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کو گریڈ بیس کی اسامی پر تعینات کر دیا گیا ہے؟

(د) مذکورہ آفیسر کو گریڈ 19 میں ریگولر کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز گریڈ 20 کی اسامی پر کیونکر تعینات کیا گیا ہے؟

(ہ) آئی جی جیل خانہ جات کی اسامی کس گریڈ کی ہے اور اس پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(و) اس اسامی پر تعینات ملازم کا عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ز) کیا موجودہ ملازم اس عہدہ کے لئے مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور دیگر requirements پر پورا اترتا ہے اگر نہیں تو اسے تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ آئی جی جیل خانہ جات گریڈ 18 میں ریگولر ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) وہ گریڈ 19 میں DIG Prisons ہیں اور انہیں گریڈ 20 کی اسامی پر own pay scale کی بنیاد پر ایڈیشنل چارج دیا گیا۔

(د) مذکورہ آفیسر کو سنیارٹی کے حساب سے گریڈ 19 دیا گیا اور گریڈ 20 کی خالی اسامی یعنی آئی جی جیل خانہ جات کی اسامی کا ایڈیشنل چارج دیا گیا۔

(ہ) آئی جی جیل خانہ جات کی اسامی گریڈ 20 کی ہے جبکہ تعیناتی کے لئے کوئی تعلیمی قابلیت نہ ہے بلکہ سینئر ترین ڈی آئی جی جیل خانہ جات کو آئی جی جیل خانہ جات تعینات کیا جاتا ہے۔ تاہم سپرنٹنڈنٹ جیل کی بھرتی کے لئے بی اے سیکنڈ ڈویژن تعلیم ہونا لازمی ہے۔ تجربہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آئی جی جیل خانہ جات پنجاب

(i) 12سالہ تجربہ، گریڈ17اور گریڈ18میں کم از کم پانچ سالہ تجربہ ہونا چاہیے۔

(ii) جبکہ کم از کم 03سالہ تجربہ گریڈ19میں ہونا چاہیئے۔

(و) ڈی آئی جی گریڈ19 تعلیم(M.A(Social Work اور تجربہ سروس16سال ہے۔

(ز) حکومت پنجاب نے ان کو آئی جی جیل خانہ جات کا ایڈیشنل چارج دیا ہے۔

سال2009، کیمپ جیل لاہور سے قیدیوں کی رہائی کی تفصیلات

*5307: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

نومبر2009کے دوران کیمپ جیل لاہور سے معمولی جرائم میں ملوث جن قیدیوں کو رہا کیا گیا ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

نومبر2009کے دوران کیمپ جیل سے معمولی جرائم میں ملوث108اسیران کو رہا کیا گیا ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*7097: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کو سال09۔2008اور10۔2009کے دوران کتنی رقم سال وار کس کس مد میں موصول ہوئی؟

(ب) کتنی رقم قیدیوں / حوالاتیوں کی خوراک، کپڑے اور جوتوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم جیل کی عمارت میں توسیع پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم گریڈ16اور اوپر کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کو بابت سال09۔2008اور10۔2009میں جتنی رقم بجٹ ہیڈ وار الاٹ ہوئی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بابت سال09۔2008اور10۔2009میں قیدی / حوالاتیوں کی خوراک اور کپڑوں پر مبلغ -/6,94,80,652روپے خرچ ہوئے۔

(ج) جیل ہذا کی عمارت کی توسیع میں مبلغ 36.010 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔

(د) جیل ہذا کے گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے پر مبلغ 19,87,312/- روپے خرچ ہوئے۔

ملتان میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7102: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان میں کتنی جیلیں ہیں ان میں قیدیوں / حوالاتیوں کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) ان میں اس وقت کتنے قیدی ہیں تفصیل جیل وار بتائیں؟

(ج) ان جیلوں میں گنجائش سے کتنے قیدی / حوالاتی زائد ہیں؟

(د) ان جیلوں میں خواتین / بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) ان جیلوں کو سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(و) ان جیلوں میں کون کون سی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ملتان میں تین جیلیں ہیں اوران میں قیدیون اور حوالاتیوں کی گنجائش مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	سنٹرل جیل، ملتان	1460
2۔	ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	229
3۔	زنانہ جیل، ملتان	166

(ب) ان جیلوں میں مندرجہ ذیل قیدی بند ہیں۔

1۔	سنٹرل جیل، ملتان	2827
2۔	ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	946
3۔	زنانہ جیل، ملتان	65

(ج) ان جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدی / حوالاتی مندرجہ ذیل ہیں۔

	گنجائش	اسیران	گنجائش سے زائد اسیران
سنٹرل جیل، ملتان	1460	2827	1367
ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	229	946	717
زنانہ جیل، ملتان	166	65	---

(د) سنٹرل جیل، ملتان اور ڈسٹرکٹ جیل، ملتان میں کوئی خواتین بند نہ ہے خواتین صرف زنانہ جیل میں بند ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کل خواتین بند زنانہ جیل ملتان	کل بچے بند خواتین کے ساتھ
65	13

(ہ) تفصیل بجٹ فراہمی

	سال09۔2008	سال10۔2009
سنٹرل جیل، ملتان	172134090	193545550
ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	70651847	99393203
زنانہ جیل، ملتان	20029630	25824360

(و) سنٹرل جیل ملتان ڈسٹرکٹ جیل ملتان اور زنانہ جیل ملتان میں خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7103: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں اس وقت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی پڑی ہیں؟

(ج) اس جیل میں قیدیوں / حوالاتیوں کو حکومت کھانے پینے کے لئے کیا کیا فراہم کرتی ہے؟

(د) اس جیل کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں؟

(ہ) اس جیل میں کتنے غیر ملکی کس کس جرم میں سزا کاٹ رہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں383ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
1	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	17	1
2	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16	3
3	نرسنگ اسسٹنٹ	14	1
4	ہیڈ وارڈر	7	4
5	ایکسرے آپریٹر	6	1
6	وارڈر	5	12
7	بلیک سمتھ (لوہار ماسٹر)	5	1
8	میسن (راج مستری)	5	1

(ج) جیل میں قیدیوں / حوالاتیوں کو گورنمنٹ کے منظور شدہ مینو کے مطابق (روٹی، گوشت مرغی، بڑا گوشت، چاول (پلاؤ اور زردہ)، لوبیا، سفید چنا، دال ماش، دال مونگ، دال مسور، تازہ سبزی، شربت جام شریں، چائے، برف کھجور فراہم کی جاتی ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جیل ہذا کے زیر استعمال ایک سرکاری گاڑی ہے جو سرکاری استعمال میں ہے۔

(ہ) جیل ہذا میں کوئی بھی غیر ملکی مقید نہ ہے۔

حافظ آباد۔ڈسٹرکٹ جیل کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*7236: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں نئی جیلیں تعمیر کی جارہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نئی تعمیر ہونے والی جیلوں میں ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد بھی شامل ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد کی تعمیر کے لئے اب تک کتنے فنڈز جاری ہوئے ہیں سال وار جاری ہونے والے فنڈز کی تفصیل اور اس جیل کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پنجاب کے اضلاع میں 12 نئی جیلیں تعمیر کی جارہی ہیں مزید برآں دو عدد ہائی سکیورٹی بیرکس / سیلز سنٹرل جیل راولپنڈی اور سنٹرل جیل لاہور میں بھی تعمیر کئے جارہے ہیں۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے کہ تعمیر ہونے والی جیلوں میں ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد بھی شامل ہے۔

(ج) اس کا تخمینہ مبلغ 1299.057 ملین ہے۔ فنڈز بر وقت پورے مہیا کر دیئے جائیں تو یہ سال 12-2011 میں مکمل ہو سکتی ہے۔ ہر سال جو فنڈز دیئے گئے تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	الاٹمنٹ	خرچہ	فیصد
2006-07	100.000(M)	57.888(M)	58فیصد
2007-08	5.000(M)	2.931(M)	59فیصد
2008-09	40.000(M)	40.000(M)	100فیصد

2009-10	115.000(M)	115.000(M)	100فیصد
2010-11	18.000(M)	18.000(M)	100فیصد
ٹوٹل	278.000(M)	233.819(M)	

ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر۔قیدیوں کی گنجائش اور طبی سہولیات کی تفصیلات

*7245: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں 800 قیدیوں کی گنجائش ہے مگر وہاں اس وقت تقریباً 2800 قیدی مقید ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے سے ان میں مختلف بیماریاں پھیل رہی ہیں اور جیل میں قیدیوں تک ہر قسم کا نشہ جیل حکام کی ملی بھگت سے پہنچ رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنجائش سے زیادہ قیدی ہونے کی وجہ سے ان کو ملنے والا کھانا بھی غیر معیاری ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جیل میں توسیع کرنے، قیدیوں کا مؤثر علاج معالجہ کروانے اور ایسے ٹھوس اقدامات کرنے کو تیار ہے کہ قیدیوں تک کسی قسم کی نشہ آور اشیاء نہ پہنچ پائیں، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے حقیقت یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں 347 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت مورخہ 2010-09-30 تک 586 اسیران بند ہیں۔

(ب) اس حقیقت سے انکار نہ ہے کہ اس جیل میں گنجائش سے زیادہ اسیران ہیں لیکن اس کے باوجود کوئی اسیر ایسا نہ ہے جو کہ بیماری میں مبتلا ہو۔ تمام اسیران کا دن رات خیال رکھا جاتا ہے اور جو بیمار ہوں ان کا علاج کیا جاتا ہے۔ مزید یہ بھی درست نہ ہے کہ جیل میں نشہ جیل حکام کی ملی بھگت سے پہنچتا ہے۔

(ج) درست نہ ہے کہ گنجائش سے زائد اسیران ہونے کی وجہ سے اسیران کو کھانا غیر معیاری دیا جاتا ہے بلکہ تمام اسیران کو کھانا معیاری بعد از چیکنگ میڈیکل آفیسر، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ دیا جاتا ہے۔

(د) حکومت مذکورہ جیل میں انتظار گاہ /انٹرویو شیڈ کی توسیع کر رہی ہے مزید 97لیٹرینز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔مزید برآں اسیران کو علاج معالجہ کی تمام سہولیات جیل ہذا میں میسر ہیں اس کے علاوہ اسیران کو کسی قسم کی نشہ آور اشیاء جیل میں نہیں پہنچائی جاتیں۔

سیالکوٹ،ڈسٹرکٹ جیل میں قیدیوں کی گنجائش اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7261:رانا آصف محمود:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کتنے قیدی گنجائش سے زیادہ ہیں؟

(ب) اس جیل میں اس وقت کتنے بچے اور عورتیں کس کس جرم میں کتنے عرصہ کی قید کاٹ رہے ہیں؟

(ج) اس جیل میں کتنے پنکھے،ایئر کولر اور واٹر کولر برائے قیدیان ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے خراب ہیں اور کتنے چالو حالت میں ہیں،قیدیوں کی تعداد کے مطابق یہ اشیاء پوری ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان قیدیوں کو مزید سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) مورخہ 06-10-2010 کو جیل ہذا میں 2306اسیران بند ہوئے جبکہ 722اسیران کی گنجائش ہے لہذا 1584اسیران گنجائش سے زیادہ ہیں۔

(ب) اس وقت جیل ہذا پر پانچ قیدی بچے مقید ہیں۔جن کی جرم وائز تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز 29خواتین قیدی اور ایک عورت سزائے موت قیدی بند ہے جرم وائز تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان میں سے تین خواتین کے ساتھ چار شیر خوار بچے بھی بند ہیں۔

(ج) جیل ہذا میں اس وقت اسیران کے لئے 330پنکھے،دو ایئر کولر اور اٹھارہ واٹر کولر ہیں۔

(د) تمام اشیاء چالو حالت میں ہیں اور اب ضرورت کے مطابق بجٹ دیا جا رہا ہے۔

(ہ) موجودہ حکومت پنجاب جیل مینول کے مطابق اسیران کو سہولتیں دے رہی ہے جن میں نیا کھانے کا مینو،اسیران کے لئے ملاقات شیڈ اور انتظار گاہیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔

ضلع چنیوٹ میں قیدیوں کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*7263:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم جولائی 2009 سے ضلع چنیوٹ نے عملی طور پر کام شروع کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کے مختلف جرائم میں ملوث سینکڑوں قیدیوں کو اپنے مقدمات کی پیروی کے لئے جھنگ سے چنیوٹ کا 86 کلومیٹر سفر طے کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا قیدیوں کی سہولت کے لئے حکومت چنیوٹ کے قیدیوں کو جھنگ کی بجائے فیصل آباد جیل میں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ فیصل آباد کا فاصلہ چنیوٹ سے صرف 36 کلومیٹر ہے؟

(د) اگر حکومت اس سال ڈسٹرکٹ جیل چنیوٹ کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے تو عملدرآمد کب تک ہو گا، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس ضمن میں بہتر رپورٹ ضلع چنیوٹ کی انتظامیہ ہی بتا سکتی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ سے تقریباً روزانہ 150 تا 180 اسیران ضلع چنیوٹ کی عدالتوں میں پیش ہونے کے لئے جاتے ہیں۔

(ج) سنٹرل جیل فیصل آباد میں اسیران کی کل تعداد 2807 اور گنجائش 1190 ہے جبکہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں اسیران کی کل تعداد 2032 اور گنجائش 853 ہے۔ فیصل آباد کی جیلوں میں اسیران کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ڈسٹرکٹ چنیوٹ کے اسیران کو ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ بھیجا جاتا ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل چنیوٹ کے لئے اراضی کا تعین کیا گیا ہے اس کا کل رقبہ 47 ایکڑ ہے 30 ایکڑ زرعی رقبہ ہے جبکہ 17 ایکڑ اراضی پر عوام الناس نے اپنے گھر تعمیر کیے ہوئے ہیں۔اس سلسلہ میں ڈی سی او صاحب چنیوٹ کو گزارش کی گئی ہے کہ یہ اراضی مکینوں سے خالی کروائی جائے جبکہ بقیہ 30 ایکڑ اراضی ڈسٹرکٹ جیل چنیوٹ کی تعمیر کے لئے ناکافی ہے البتہ مزید جگہ حاصل کرنے کے لئے منصوبہ زیر غور ہے۔

فیصل آباد۔قیدیوں کے کھانے کے اخراجات اور انڈسٹری سے متعلقہ تفصیل

*7271:رانا محمد افضل خان:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد جیل میں قیدیوں کو جو کھانا دیا جاتا ہے اس پر فی قیدی یومیہ کیا اخراجات آتے ہیں؟

(ب) جو انڈسٹری مذکورہ جیل میں لگائی گئی ہے اس سے حکومت کو کتنی آمدن ہوتی ہے اور قیدیوں کو سالانہ کتنی رقم ملتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل فیصل آباد میں قیدیوں کو جو کھانا دیا جاتا ہے اس پر فی قیدی یومیہ اوسطاً 66.43روپے خرچہ آتا ہے۔

(ب) سنٹرل جیل فیصل آباد کو انڈسٹری میں اوسط سالانہ آمدنی مبلغ۔/25646440روپے ہوتی ہے اور قیدیوں کو مشقت کرنے کے عوض رقم نہیں ملتی بلکہ ہر قیدی کو 5 سے 6یوم تک ماہانہ معافی ملتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7691: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) قصور جیل میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) اس جیل میں اس وقت کتنے قیدی گنجائش سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں؟

(د) گنجائش سے زائد قیدی اور حوالاتی رکھنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ہ) پچھلے پانچ سال سے قیدیوں اور حوالاتیوں کی بہتری کے لئے ضلع کے کتنے ایم پی ایز اور معزز لوگوں کو جیل کا دورہ کروایا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کا کل رقبہ 32ایکڑ ایک کنال اور 10مرلے پر محیط ہے۔

(ب) جیل ہذا میں 596نفر کی مقررہ گنجائش ہے جبکہ موجودہ گنتی 1623ہے۔

(ج) 1023نفر اسیران مقررہ گنجائش سے زیادہ ہیں۔

(د) بمطابق قانون ضلع کے قیدیوں / حوالاتیوں کو متعلقہ ڈسٹرکٹ جیل میں ہی رکھا جا سکتا ہے۔ نیز ڈسٹرکٹ قصور میں عدالت کے احکامات پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ البتہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے دو نئی بیرکس اور 32سزائے موت سیل بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں میں ڈسٹرکٹ جیل قصور کا دورہ مندرجہ ذیل معززین نے کیا۔

نمبر شمار	نام معزز شخصیات	تاریخ دورہ
1	جوزف حاکم دین، ایم پی اے، پنجاب	19۔04۔2005
2	سردار حسن اختر موکل، منسٹر فار ایم پی ڈی ڈی، پنجاب	03۔12۔2005
3	ماجدہ زیدی، چیئرمین، چیف منسٹر ٹاسک فورس، پنجاب	02۔03۔2006
4	ماجدہ زیدی، چیئرمین، چیف منسٹر ٹاسک فورس، پنجاب	19۔05۔2006
5	جوزف حاکم دین، ایم پی اے، پنجاب	30۔05۔2006
6	سردار حسن اختر موکل، ایم پی اے، پنجاب	27۔03۔2007
7	چودھری عبدالغفور خان میو، وزیر جیل خانہ جات، پنجاب	24۔05۔2008
8	وسیم اختر شیخ، ایم این اے	14۔05۔2010
9	یعقوب ندیم سیٹھی، ایم پی اے	14۔05۔2010
10	شگفتہ شیخ، ایم پی اے	14۔05۔2010
11	انیلہ اختر چودھری، ایم پی اے	26۔05۔2010
12	ملک محمد اقبال چنڑ، وزیر جیل خانہ جات، پنجاب	10۔01۔2011
13	یعقوب ندیم سیٹھی، ایم پی اے	10۔01۔2011
14	حاجی نعیم صفدر انصاری، ایم پی اے	10۔01۔2011
15	رانا اعجاز احمد نون، ایم پی اے	10۔01۔2011

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

***7929: سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وہاڑی ڈسٹرکٹ جیل میں کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) وہاڑی جیل میں اس وقت کتنے قیدی دیت نہ دینے کی وجہ سے بند ہیں؟

(ج) ان کے ذمہ دیت کی کتنی رقم بنتی ہے؟

(د) کیا حکومت ایسے قیدیوں کو رہا کرنے کے لئے ان کے ذمہ دیت کی رقم کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں اس وقت 519 حوالاتی اور 319 قیدی ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں اس وقت دو نفر قیدی دیت نہ ادا کرنے کی وجہ سے بند ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان دو قیدیوں کے ذمے -/4,78,182 روپے دیت کی رقم بنتی ہے۔

(د) رمضان المبارک میں مخیر حضرات اور NGO سے اپیل کر کے ایسے قیدیوں کی دیت کی رقم جمع کروائی جاتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کو اپنا اسلحہ فراہم کرنے کی تفصیلات

*7930: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کے پاس کوئی اسلحہ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جیل کے پاس جو weapons ہیں وہ مختلف جیلوں سے مستعار لئے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس جیل کو اپنا اسلحہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی میں اسلحہ موجود ہے مگر دوسری جیلوں سے مستعار لیا ہوا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جیل ہذا میں جو اسلحہ موجود ہے وہ دوسری جیلوں سے مستعار لیا ہوا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ حکومت پنجاب محکمہ داخلہ کو متعدد بار فنڈ مہیا کرنے کے لئے گزارش کی گئی ہے تاکہ اسلحہ کی خریداری کی جا سکے لیکن ابھی تک فنڈز جاری نہیں ہوئے اس لئے خریداری نہیں کی جا سکی۔ تاہم دوسری جیلوں سے اسلحہ لے کر ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی کی ضروریات کو پورا کیا گیا ہے۔

لاہور میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8092: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کتنی جیلیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان جیلوں میں اس وقت خواتین اور بچوں کی تعداد جیل وائز کتنی ہے؟

(ج) ان خواتین اور بچوں کو جیل میں کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں؟

(د) ان جیلوں میں کتنی خواتین دیت کی رقم کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے قید کاٹ رہی ہیں؟

(ہ) کتنی خواتین معمولی جرائم میں قید کاٹ رہی ہیں؟

(و) کیا حکومت معمولی جرائم اور دیت کی رقم کی ادائیگی نہ کرنے کی بناء پر قید کاٹنے والی خواتین کو رہا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت دو جیلیں ہیں۔

(1) سنٹرل جیل لاہور واقع کوٹ لکھپت پیکو روڈ، لاہور

(2) ڈسٹرکٹ جیل لاہور واقع فیروزپور روڈ نزد شمع سٹاپ، لاہور

(ب) ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں خواتین اسیران کے لئے کوئی زنان خانہ موجود نہ ہے۔ البتہ سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں زنان خانہ موجود ہے جس میں اس وقت خواتین اور بچوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

قیدی خواتین	=	17	
حوالاتی خواتین	=	82 بچوں والی خواتین	=11
سزائے موت	=	01 ہمراہ بچوں کی تعداد	=14
		ٹوٹل 100	

(ج) خواتین اور بچوں کو دی جانے والی سہولیات مندرجہ ذیل ہیں:۔

خواتین کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے خواتین وارڈ میں ایک ڈسپنسری قائم کی گئی ہے جو کہ بنیادی سہولیات سے مزین ہے اور ادویات سرکاری و غیر سرکاری (این جی اوز) دونوں ذرائع سے فراہم ہوتی ہیں۔ سرکاری ہسپتال سے ہر پندرہ روز کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹرز وزٹ کرتے ہیں، جناح ہسپتال لاہور اور جنرل ہسپتال سے گائناکالوجسٹ بھی روزانہ وزٹ کرتی ہیں۔ غرضیکہ علاج معالجہ سے متعلق ہر قسم کی سہولیات قیدی خواتین اور بچوں کو میسر ہیں۔

بچوں اور قیدی خواتین کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے جمعیت تعلیم القرآن کی جانب ایک لیڈی ٹیچر متعین ہے جو ان کو دینی تعلیم فراہم کرتی ہے۔ مزید یہ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک سکول زنان خانہ قائم کیا گیا ہے جس میں ان بچوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے جو کہ اپنی ماؤں کے ہمراہ جیل میں مقید ہیں اور یہ سکول مکمل طور پر فری تعلیم فراہم کرتا ہے۔

نادار اور مفلس خواتین کو مستقل بنیادوں پرFree Legal Aidکی فراہمی کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔ قیدی خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے انہیں وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر کپڑے، جوتے، گرم سوئیٹر، کمبل وغیرہ اور موسم کی مناسبت سے مطلوبہ اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) سنٹرل جیل لاہور میں اس وقت کوئی خاتون دیت کے عوض قید نہ ہے۔

(ہ) سنٹرل جیل لاہور میں کوئی خاتون اسیر معمولی جرائم میں قید نہ ہے۔

(و) معمولی جرائم میں رہائی کے لئے ہر ضلع کے سیشن جج صاحبان مہینے میں دو مرتبہ جیل کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں ملوث خواتین کو جیل سے رہا کر دیا جاتا ہے جبکہ سنٹرل جیل، لاہور میں دیت کی ادائیگی کے عوض کوئی خاتون قید نہ ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدی خواتین کی تفصیلات

*8265: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں کتنی خواتین حوالاتی یا قیدی ہیں، ان کے ساتھ کتنے بچے ہیں اور ان بچوں کو جیل انتظامیہ کیا سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(ب) جیل میں کب سے ڈاکٹر کی پوسٹ خالی ہے کیا حکومت جیل میں ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ڈسٹرکٹ جیل میں کتنے افسران اور ملازمین تعینات ہیں اور کون کون سے گریڈ کے ہیں؟

(د) جیل کی موجودہ کپیسٹی کتنی ہے کیا اس میں مزید توسیع کا کوئی پروگرام زیر غور ہے؟

(ہ) جیل میں کتنے کمسن بچے قید ہیں اور کون کون سے جرائم میں بند ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں گیارہ حوالاتی اور چار قیدی خواتین بند ہیں اور ان کے ساتھ تین بچے ہیں جیل انتظامیہ کی طرف سے بچوں کو روزانہ دودھ اور چاول دیئے جاتے ہیں۔ مذہبی تہوار کے موقع پر ان بچوں کو جیل انتظامیہ کی طرف سے کپڑے، فروٹ وغیرہ بھی دیئے جاتے ہیں نیز ان بچوں کی تفریح کے لئے جھولے اور کھلونے بھی دیئے گئے ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں مورخہ 2010-06-16 سے ڈاکٹر کی پوسٹ خالی ہے ۔ جیل انتظامیہ کی درخواست پر ضلعی انتظامیہ نے ڈاکٹر اشفاق احمد کو تین مہینے کے لئے جیل ہذا میں تعینات کیا ہے۔ محکمہ ہذا نے محکمہ صحت سے درخواست کی ہے۔ ایک ڈاکٹر مستقل بنیاد پر ڈسٹرکٹ جیل قصور تعینات کیا جائے۔ اس سلسلہ میں کیس under process ہے اور جلد ہی تعیناتی کر دی جائے گی۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل، قصور تعینات افسران اور ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل قصور کی موجودہ کپیسٹی 596 اسیران کی ہے۔ اس وقت جیل ہذا میں 1643 اسیران مقید ہیں جبکہ مزید رقبہ اندرون جیل نہ ہونے پر مزید توسیع کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔ البتہ ٹائلٹ سکیم اور ویٹنگ شیڈ/انٹریو وغیرہ زیر تعمیر ہیں۔

(ہ) جیل ہذا میں 30 کم سن بچے مختلف جرائم میں ملوث ہو کر مقید ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کے لئے علیٰحدہ بیرکیں بنانے و گنجائش بڑھانے کی تفصیلات

*8305: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت پنجاب میں کل کتنی جیلیں ہیں اور ان کی گنجائش کیا ہیں، ان میں اس وقت کتنے مرد قیدی اور کتنی عورتیں قیدی موجود ہیں؟

(ب) کیا ان سب جیلوں میں عورتوں کے لئے الگ بیرکیں مخصوص ہیں، اگر نہیں تو ایسا کیوں ہے ؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں میں گنجائش سے کہیں زیادہ قیدی رکھے گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت نے جیلوں کی گنجائش بڑھانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت پنجاب میں 32 جیلیں ہیں اور ان کی گنجائش 21527 ہیں اور اس وقت 53529 مرد قیدی اور 799 قیدی عورتیں موجود ہیں۔

(ب) 32 جیلوں میں ایک عدد زنانہ جیل جو کہ ملتان میں ہے 2 عدد جیلیں بچوں کی ہیں اور باقی 20 جیلوں میں عورتوں کے لئے الگ الگ بیرکیں مخصوص ہیں جن کا علیٰحدہ احاطہ ہے ۔

دیواریں9فٹ اونچی ہیں اور تمام سٹاف خواتین پر مشتمل ہے۔System Double Lock کے ساتھ چادر اور چار دیواری کا مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھے ہوئے ہیں۔

(د) حکومت پنجاب کی خصوصی کاوش سے اس وقت پنجاب میں 14 نئی جیلیں زیر تعمیر ہیں۔ پچھلے پانچ سال میں جتنی نئی بیرکیں / سیلز کی تعمیر ہوئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جیل	اقدامات
1	سنٹرل جیل،لاہور	تعمیر80نمبر زڈیتھ سیل
2	ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
3	سنٹرل جیل، راولپنڈی	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
4	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
5	سنٹرل جیل، گوجرانوالہ	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
6	سنٹرل جیل، ساہیوال	تعمیر64نمبر زڈیتھ سیل
7	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
8	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
9	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
10	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
11	سنٹرل جیل، فیصل آباد	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
12	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	تعمیر32نمبر زڈیتھ سیل
13	سنٹرل جیل،لاہور	تعمیر2نمبر زبارکیں
14	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	تعمیر2نمبر زبیرکیں
15	سنٹرل جیل، گوجرانوالہ	تعمیر2نمبر زبیرکیں
16	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	تعمیر2نمبر زبیرکیں
17	ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ	تعمیر2نمبر زبیرکیں
18	ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور	تعمیر2نمبر زبیرکیں
19	ڈسٹرکٹ جیل،اٹک	تعمیر2نمبر زبیرکیں
20	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	تعمیر2نمبر زبیرکیں
21	سنٹرل جیل، فیصل آباد	تعمیر2نمبر زبیرکیں
22	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	تعمیر2نمبر زبیرکیں
23	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	تعمیر2نمبر زبیرکیں

جس کی وجہ سے کافی حد تک overcrowding کم ہو جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

صوبہ میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

268: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنی جیلیں ہیں اور جیلوں میں قیدیوں کی کل گنجائش کتنی ہے اور کتنے قیدی جیلوں میں ہیں، ہر سال جیل کی علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت گنجائش کے مطابق مزید جیلیں بنانے یا موجودہ کی گنجائش بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب کی کل 32 جیلیں ہیں۔ قیدیوں کی گنجائش اور قیدیوں کی موجودہ تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب میں جیلوں کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس وقت صوبہ پنجاب میں 13 عدد نئی جیلیں زیر تعمیر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ
2۔ ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن
3۔ ڈسٹرکٹ جیل لیہ
4۔ ڈسٹرکٹ جیل نارووال
5۔ ڈسٹرکٹ جیل بھکر
6۔ ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد
7۔ ڈسٹرکٹ جیل لودھراں
8۔ ڈسٹرکٹ جیل خانیوال
9۔ ڈسٹرکٹ جیل راجن پور
10۔ سب جیل شجاع آباد
11۔ ہائی سکیورٹی بلاک / پریزن راولپنڈی
12۔ ہائی سکیورٹی بلاک / پریزن ساہیوال
13۔ ہائی سکیورٹی بلاک / پریزن میانوالی

صوبہ کی بورسٹل جیلوں میں قید بچوں کی تفصیلات

269: چودھری احسان الحق نولاٹیا: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنی بورسٹل جیلیں ہیں اور ان میں کتنے بچے قید ہیں؟

(ب) بورسٹل جیلوں میں بچوں کی تربیت اور تعلیم کا کیا انتظام ہے؟

(ج) گزشتہ تین سالوں میں کل کتنے بچوں نے بورڈ یا یونیورسٹی کا امتحان پاس کیا ہے؟

(د) کیا حکومت جیلوں میں بچوں کی تعلیم و تربیت سے مطمئن ہے یا بہتری کی گنجائش محسوس کرتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب میں دو بورسٹل جیلیں ہیں۔

1۔ بورسٹل جیل بہاولپور

2۔ بورسٹل جیل فیصل آباد

ان جیلوں میں موجود بچوں کی تعداد درج ذیل ہے:

1۔ بورسٹل جیل بہاولپور

حوالاتی	قیدی	قیدی سزائے موت	ٹوٹل
62	48	00	110

2۔ بورسٹل جیل فیصل آباد کی مین وال گرنے کی وجہ سے تمام نوعمر اسیران کو سنٹرل جیل فیصل آباد اور ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد منتقل کر دیا گیا ہے۔

1۔ بورسٹل جیل فیصل آباد

حوالاتی	قیدی	قیدی سزائے موت	ٹوٹل
25	56	00	81

2۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

حوالاتی	قیدی	قیدی سزائے موت	ٹوٹل
60	00	00	60

(ب) بورسٹل جیلوں میں نوعمر اسیران کے لئے ہر قسم کی دینی اور دُنیوی تعلیم دی جاتی ہے جس کے لئے ایک مکمل کمپیوٹر لیٹ موجود ہے جہاں ان نوعمر اسیران کو کمپیوٹر ٹریننگ، الیکٹریشن اور ٹیلرنگ کے کورسز کروائے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے

امتحانات کی تیاری کروائی جاتی ہے مزید برآں ان بچوں کی ذہنی نشوونما کے لئے کھیلوں کے مقابلے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔

(ج) گزشتہ تین سالوں میں دونوں بورسٹل جیلوں میں نو عمر اسیران نے بورڈ یا یونیورسٹی کے جو امتحانات پاس کئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بورسٹل جیل بہاولپور میں پاس کردہ امتحانات کی تفصیل	بورسٹل جیل فیصل آباد میں پاس کردہ امتحانات کی تفصیل
میٹرک=12	میٹرک=26
مڈل=19	ایف اے=05
پرائمری=16	
اللسان العربی=17	
ایف اے=02	
الیکٹریشن=01	
ٹوٹل=	ٹوٹل=31

(د) دونوں بورسٹل جیلوں میں حکومت کی جانب سے ٹیچر تعینات ہیں اور مخیر حضرات کے تعاون سے اسیران کی تعلیم وتربیت کے لئے خاطر خواہ انتظام موجود ہے جہاں ان بچوں کو ہر قسم کی تعلیمی سہولیات کتابیں اور سٹیشنری کا سامان میسر ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات میں منظور شدہ وخالی اسامیوں کی تفصیلات

270: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، گریڈ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنی اسامیاں خالی ہیں، کب سے خالی ہیں اور انہیں کب پُر کیا جائے گا؟

(ج) کیا حکومت عرصہ دراز سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ جیل خانہ جات کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب،ج) فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے پر خالی اسامیوں کی تعداد موجود ہے۔ اس ضمن میں تحریر پیش خدمت ہے کہ دفتر ہذا کی چٹھی 61626 نمبری مورخہ 11-12-13

فلیگ(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، کے تحت محکمہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے وارڈران سکیل 5 کی بھرتی کی اجازت طلب کی گئی ہے جیسے ہی اجازت ملے گی بھرتی کا عمل مکمل کر لیا جائے گا مزید برآں گورنمنٹ آف دی پنجاب(ایس اینڈ جی اے ڈی) نے منسلکہ چٹھی کے تحت سکیل 6 سے 15 تک کی اسامیوں کی بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محکموں کی طرف سے متواتر غلط جوابات بھیجنے پر آپ نے کمیٹی بنائی ہے تو اس کمیٹی کا mandate کیا ہے اور ان کے terms and reference کیا ہیں اور وہ کمیٹی کیا کام کرے گی؟

جناب سپیکر: اگر کسی محکمے کی طرف سے غلط جواب دیئے گئے ہوں گے تو ان کا notice لینے کے لئے ہمیں recommend کرے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ کمیٹی ان تمام محکموں کے لئے ہے جنہوں نے متواتر غلط جواب دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، تمام محکمہ جات کے لئے ہے۔ اس کمیٹی کو ملک ندیم کامران صاحب head کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کی میٹنگ کب بلائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، میٹنگ انہوں نے بلانی ہے میں نے میٹنگ نہیں بلانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے ممبران کون کون سے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اسمبلی سیکرٹریٹ سے کاپی لے لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! circulate کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہاں circulate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک بات تو یہ ہے کہ وزیر موصوف صاحب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے بغیر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، تمام سوالات کے جوابات مکمل ہو گئے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو پہلے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی کمیٹی کے فیصلوں کے ذریعے تھوڑا سا expedite کیا تو سوالات کے جوابات کا ایجنڈا مکمل ہوا۔ اس سے پہلے دو چار سوال یا اس سے زیادہ ضمنی سوالات کے ساتھ آگے نہیں بڑھتا تھا اور بحث شروع ہو جاتی ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر خصوصاً جب Question Hour ہوتا ہے اس میں سوال کرنے والا یا ضمنی سوال کرنے والے کو جوابدہ صرف منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری ہوتا ہے اور اس کے درمیان کسی کا کوئی استحقاق ہوتا ہے اور نہ ہی روایت ہے، کچھ دیر سے یہاں دیکھا جا رہا ہے کہ مختلف اور معزز ممبران اٹھ کر منسٹر صاحب کو بولنے ہی نہیں دیتے، اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے آدھا آدھا گھنٹہ لگا دیتے ہیں اور اگر اسی دوران کوئی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اگر کسی کو دعوت دی جائے تو پھر بولتے ہیں۔ ایسے تو نہیں بولتے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنے والا ہوں کہ منسٹر صاحب کے ہوتے ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! بعض اوقات خواتین کے بارے اتنی abusive language استعمال کر دی جاتی ہے جو کہ نہایت قابل اعتراض ہے، خواتین اپنی اچھی تربیت کی وجہ سے جواب نہیں دے پاتیں ورنہ اسی زبان میں جواب دیا جا سکتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کا serious notice لیں ورنہ اپوزیشن کی بیٹھی ہوئی دونوں جماعتیں اس پر serious steps لینے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ آج میں نے اپنی خواتین سے کہا ہے کہ آپ اپنی میٹنگ بلا لیں، اپنی گزارشات اور معروضات سپیکر صاحب کو پیش کریں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اسمبلی کے آخری دنوں کے اندر جو کچھ ہم نے بھگتا ہے اگر ہم ان کو نہیں سمجھ پائے، ابھی تک ان کو decency کے ambit میں نہیں لا سکے تو پھر یہ ہمارے لئے بہت افسوسناک ہے کیونکہ پھر اسی لہجہ میں جواب دینا پڑے گا۔ میری یہی گزارش ہے کہ وہ الفاظ کم از کم حذف کر دیا کریں جب اتنے زیادہ بے ہودہ الفاظ کہہ دیئے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے وہ الفاظ حذف کروادیئے تھے اور میں جو مناسب سمجھتا ہوں وہ حذف کروادیتا ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ الفاظ ریکارڈ کا حصہ نہیں رہنے چاہئیں، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کی بات کا جواب دیتا ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں نے صرف decency demand کی ہے اور اگر منسٹر صاحب وہ بھی demand غلط سمجھتے ہیں تو تب بولیں لیکن مجھے اعتراض ہے کہ ہماری خواتین کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے گئے ہیں جو کہ ناقابل برداشت ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تو کل تشریف فرما نہیں تھے۔اس معزز ایوان کے تمام ممبران سے یہی بات کی تھی کہ آپ کا اس House میں بہن بھائیوں کا، باپ بیٹے کا ایک رشتہ ہے اور ان رشتوں کو قائم رکھیں۔ کسی کی تضحیک تذلیل خواتین کو کرنی چاہئے اور نہ ہی مرد حضرات کو کرنی چاہئے۔اگر کوئی ایسی حرکت ہوئی تو میں اس کا سختی سے نوٹس لوں گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چودھری ظہیر الدین صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے، ہم سب ممبران کو اس بات کو سوچنا بھی چاہئے اور اس پر عمل بھی کرنا چاہئے۔ میں یہ بات بھی on record لانا چاہتا ہوں جیسا کہ ابھی انہوں نے بات کی ہے کہ خاص طور پر خواتین۔ ویسے تو آپ نے بھی ابھی ارشاد فرمایا ہے کہ سب کے لئے ایک ہی طریق کار ہونا چاہئے، respect والا رشتہ ہونا چاہئے اور respectful language استعمال کرنی چاہئے۔ ہم نے کل بھی دیکھا اور اس سے پیشتر بھی دیکھا، اس میں دیکھنا یہ پڑتا ہے کہ پہل کون کرتا ہے۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ کل جب یہاں پر ایک واقعہ ہوا جس میں خواتین کی طرف سے پہل کی گئی۔ان کو بھی یہ realize کرنا چاہئے کہ۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: نہیں، نہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): وہ کوئی ایسی بات نہ کریں جو کسی کو ناگوار گزرے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ نہ صرف خواتین بلکہ مرد حضرات کو بھی اسی طرح کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو بات کی ہے اس پر ہم سب کو کاربند بھی رہنا چاہئے اور میں حکومتی پارٹی کی طرف سے ensure کرواتا ہوں کہ انشاء اللہ جیسے آپ میٹنگ کر رہے ہیں ہم بھی ان سے میٹنگ کر کے کوشش کریں گے کہ ہم اسی bracket میں رہ کر عزت وآبرو کے ساتھ ایک دوسرے سے بات کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں ان کا مشکور ہوں اور آئندہ کوئی بھی ممبر منسٹر کی زبان اپنے منہ میں نہیں لے گا اس کا آپ خیال رکھئے گا۔ بد زبانی میں پہل ہماری طرف سے کبھی نہیں کی گئی House کے out of order ہونے کے بارے میں پہل کرنا ہر ایک کا right ہے چاہے وہ خاتون ہو یا مرد ہو۔ وہ right exercise ہوتا رہے گا جہاں کہیں below average اور اخلاق سے گری ہوئی کوئی بات کرے گا اس بارے میں ہم گردن زدنی کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لنگڑیال صاحب نے بڑی مشکل سے آج پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے بلکہ انہوں نے کبھی پوائنٹ آف آرڈر لیا ہی نہیں۔ جی، فرمائیں!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ایوان میں بیٹھے اپنے بھائیوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ یہ جمہوریت ہم نے بڑی مشکل سے حاصل کی ہے اور آمروں سے جمہوریت چھیننا کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے۔ پنجاب کے لوگ گواہ ہیں کہ اتنی چوروں اور ڈاکوؤں نے بھی مار نہیں کھائی ہو گی جتنی ہم سیاسی ورکروں نے مار کھائی ہے۔ مگر یہاں پر جو attitude اپنایا جاتا ہے شاید یہ نہیں جانتے کہ ان کو بہت سے لوگ دیکھ رہے ہیں اور بڑے قریب سے دیکھ رہے ہیں۔ جب بھی کوئی ایسی حرکت ہوتی ہے تو وہ لوگ جمہوریت کا اور ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم جمہوریت لا کر اس ملک کو صحیح پٹڑی پر چلائیں گے۔ مجھے اس وقت بھی بہت افسوس ہوتا ہے جب ہم چینلز پر جا کر آپس میں گتھم گتھا ہوتے ہیں اور لوگوں کے لئے تماشا بنتے ہیں۔ میں اپنے بھائیوں سے یہی گزارش کروں گا کہ یہ ہماری بہنیں ہیں اور ہماری بیٹیوں جیسی ہیں اگر کوئی بات مذاق میں ہو جاتی ہے تو اس بارے میں قطعاً ایسا نہیں سوچنا چاہئے کہ اس کا جواب ہم کسی ایسے لہجے میں دیں

جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ جہاں تک جمہوریت کے حوالے سے میں بات کر رہا تھا آج راجہ ریاض صاحب نہیں بیٹھے ہوئے بطور اپوزیشن لیڈر ان کو بھی appreciate کرتا ہوں کہ ان کی بھی جمہوریت کی بحالی کے لئے ایک بہت بڑی struggle ہے۔ اسی طرح رانا ثناء اللہ خان صاحب کی working پر تو ہمیں کوئی اعتراض ہو سکتا ہے مگر جمہوریت کے حوالے سے ان کی بھی جو قربانیاں ہیں اس پر ہمیں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تمام دوستوں سے یہی کہوں گا کہ آئندہ ہمیں اپنے رویوں پر نظر رکھنا ہو گی اور ہمیں یہ ثابت کرنا ہو گا کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک بہت بڑی جدوجہد کے بعد جمہوریت کو بحال کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس جمہوریت کو قائم رکھنے کے لئے بھی ہم ہر وقت اپنا خون دینے کے لئے تیار رہیں گے۔ آئندہ کے لئے ہمارے پاس جو وقت رہ گیا ہے جاتے ہوئے ہمیں یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ ہم یہاں سے محبتیں لے کر جائیں نہ کہ نفرتیں۔ آخر میں آپ کو بھی appreciate کروں گا کہ آپ نے بہت اچھا tenure گزارا ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ ہم اپوزیشن کے لوگوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ میں اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔۔۔

اگر چاند کہوں تو چہرے پر ایک داغ سجانا پڑتا ہے
اگر پھول کہوں تو پہلو میں ایک کانٹا لگانا پڑتا ہے

پوائنٹ آف آرڈر

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! کل جو واقعہ ہوا تھا اس پر میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا اور یہ بھی عرض کروں گا کہ جب بات نہیں سنی جاتی تو اس طرح کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میری کل جو آپ سے بات ہوئی تھی اور جب سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ثبوت لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: کون سی بات کے آپ ثبوت لے کر آئے ہیں؟

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! کل جو یو سی ایچ کے حوالے سے بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا؟

لبرٹی لاہور، یو سی ایچ ہسپتال کے حوالے سے حکومت کی طرف سے سوال کے غلط جواب کی وضاحت کا مطالبہ

انجینئر شہزاد الٰہی: کل یو سی ایچ ہسپتال کے بارے میں بات ہوئی تھی اور معزز ممبر شیخ علاؤالدین صاحب نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ وہ کیس کورٹ میں ہے۔ جو ممبر اس مقدس ایوان میں جھوٹ بولے اس کی بھی کوئی سزا مقرر ہونی چاہئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ سوال ہو رہا تھا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اور پتا نہیں کیوں شیخ علاؤالدین صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آئے تھے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! اس وقت Question Hour تھا اور میرا سوال تھا۔

جناب سپیکر: آپ پھر اسی طرح سے کرنا چاہتے ہیں؟

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! میں اس طرح نہیں کرنا چاہتا۔ آپ میری بات سن لیں اس کے بعد فیصلہ آپ کر دیجئے گا۔ سوال ہو رہا تھا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اور وہ میرے سوال کا جواب دے رہے تھے یا تو آپ مجھے یہ بتادیں کہ علامہ شیخ علاؤالدین صاحب ان کے وزیر تھے یا ان کے اسسٹنٹ تھے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے ویسے ہی بات کی ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو اپنی information کی بات کی ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! انہوں نے خواتین کے ساتھ یہاں پر کھڑے ہو کر کہا کہ وہ کیس کورٹ میں ہے۔ اب اس کا میرے پاس proof ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کی بات توجہ سے سن لیں پھر اس کا جواب بھی دینا ہوگا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب کی بات گورنمنٹ کی بات سمجھی جاتی ہے لہذا گورنمنٹ نے اس پر یہ بیان House میں دیا ہے کہ وہ کیس کورٹ میں ہے۔ میں اس کے proof لے کر آیا ہوں کہ وہ نہ تو کورٹ میں ہے بلکہ حکومت پنجاب نے باقاعدہ تعصب بازی سے وہاں پر قبضہ کیا ہوا ہے اور ان لوگوں سے ہماری میٹنگ چل رہی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرہ بازی)

انہوں نے بتایا ہے کہ جو پیسے دیئے ہیں وہ بھی وہاں پر رکھے ہوئے ہیں اور آج بھی وہاں پر پڑے ہوئے ہیں۔اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے sale, purchase کی ہے تو میں آپ کو اس آرڈیننس کی کاپی دکھاتا ہوں جو اس وقت میرے پاس موجود ہے۔اس کے تحت minorities کی کوئی بھی پراپرٹی sale ہو سکتی ہے اور نہ ہی purchase ہو سکتی ہے۔ پھر پنجاب گورنمنٹ نے کس قانون کے تحت وہ sale اور purchase کی ہے۔بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!معزز ممبر نے بات کی ہے کہ کوئی کیس عدالت میں pending ہے اور اس کی وجہ سے sale, purchase نہیں ہو سکتی۔۔۔

انجینئر شہزاد الٰہی: نہیں،یہ معاملہ نہیں بلکہ کل House میں وقفہ سوالات میں یہ بات ہوئی تھی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دے رہے تھے۔اس وقت لبرٹی پلازہ کے حوالے سے ایک سوال تھا کہ یوسی ایچ ہسپتال کی کچھ جگہ حکومت نے اپنی تحویل میں لے کر اس پر پلازہ بنایا ہے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا اس جگہ کی sale, purchase ہوئی ہے یا acquire کی گئی ہے لیکن شیخ علاؤالدین صاحب نے یہاں پر کہا کہ وہ کیس کورٹ میں ہے۔ میرے پاس وہ ثبوت ہے سپیکر صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے بعد میں آپ کو بتادیں گے۔اب میں اس کا proof لے کر آیا ہوں کہ وہ کیس کورٹ میں ہے اور نہ ہی اس پر کوئی litigation ہے بلکہ یہ زبردستی لی گئی ہے۔ پنجاب حکومت نے اس مسئلے پر ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس کے رانا آصف صاحب کنوینر ہیں۔یہ کیس اس کمیٹی میں بھی گیا ہے اور اس میں وہ لوگ آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ان لوگوں نے اس زمین پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور یہ پیسے بھی دیئے ہیں اور وہ پیسے آج بھی وہاں پر پڑے ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ جب چاہیں یہ پیسے لے سکتے ہیں۔اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے خریدا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس قانون کے تحت خریدا ہے؟ کیونکہ میرے پاس یہ آرڈیننس 2001 موجود ہے اس میں minority کو کوئی property sale and purchase نہیں ہو سکتی۔اگر کوئی sale اور purchase کرے گا تو دونوں ہی قصوروار ہیں۔اگر انہوں نے خریدی ہے تو یہ بھی قصوروار ہیں اور جس نے بیچی ہے وہ بھی قصوروار ہیں۔دونوں کے خلاف action ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!ٹھیک ہے میں ان کی بات کو understand کر گیا ہوں لیکن اس معاملے کو تھوڑا enquire کرنا پڑے گا اس لئے آپ ایک three Members Committee کمیٹی بنا دیں پھر ہم اس معاملے کو thoroughly دیکھ لیں گے اور جو لوگ بھی ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!میں یہ بات آپ کے گوش گزار کرتا چلوں کہ جب partition of India and Pakistan ہوئی تھی تو پہلا طبی امدادی کیمپ Young Men Christian Association نے یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال میں لگایا تھا۔جو لبرٹی پلازہ بنا ہے آپ کو پتا ہے کہ وہ کن کے شایان شان بنایا ہے اور کون کون لوگ اس میں ملوث ہیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں جس طرح میرے بھائی شہزاد الٰہی صاحب نے بات کی ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب سرکاری طور پر لینڈ مافیا کے چیئرمین بنے ہوئے ہیں اور جس طرح آشیانہ میں غریبوں کو روندرہے ہیں۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!اب یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:پھر جواب آئے گا اور فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!جواب آئے۔جمہوریت ہے جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی۔

جناب پرویز رفیق:لاہور کا لینڈ مافیا مسیحی املاک پر قبضہ کرنے کا۔جناب!میری گزارش سن لیں کہ اقلیتی وزیر بھی اس میں ملوث ہے،مسیحی املاک کے لین دین میں اقلیتی وزیر بھی ملوث ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر(ملک ندیم کامران):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہی ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر(ملک ندیم کامران):جی،وہ پہلے بات کر لیں پھر میں بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اب مہربانی کریں مجھے کمیٹی کا اعلان کرنے دیں۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!جگہ آپ کی ہے نہ میری ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اگر میری ہے تو میں نے آپ کو دے دی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔خدا آپ کو اور دے اور مجھے بھی اور دے۔میری گزارش سن لیں کہ جو شہزاد الٰہی صاحب کہہ رہے ہیں کہ 2001 میں law بنا تھا اس کے مطابق چرچ کی لینڈ sale اور purchase نہیں ہو سکتی۔میرے پاس وزیر صاحب کے دفتر سے بھیجا ہوا وہ لیٹر ہے جس پر کامران مائیکل صاحب نے کہا ہے کہ بہر صورت میری عزت کا مسئلہ ہے اور پٹواری کو کہا گیا ہے کہ فرد جاری کریں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ کمیٹی میں سارا کچھ probe کریں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پورا چرچ سراپا احتجاج ہے۔

جناب سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔مجھے بات کرنے دیں۔بڑی مہربانی۔

جناب پرویز رفیق: سارا چرچ ہمارے پیچھے کھڑا ہے میری گزارش ہے کہ ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: میں کمیٹی بنا رہا ہوں۔ایک کمیٹی Headed by Rana Sana Ullah Khan اس میں پارلیمانی سیکرٹری اور شہزاد الٰہی صاحب ہوں گے۔یہ تینوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے پھر اس کی رپورٹ House میں پیش کریں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی اس کمیٹی کا ممبر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: اب آپ بس کریں، آپ کی مہربانی۔شہزاد الٰہی صاحب کا کہہ دیا ہے۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب! آپ بول لیں بھائی۔

چودھری سرفراز افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ اس وقت پورے پاکستان بالخصوص پنجاب میں گیس کی لوڈ شیڈنگ انتہا پر ہے، 23۔دسمبر کو راولپنڈی میں میرے حلقہ کے کچھ لوگوں نے گیس کی لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج کیا اور انہوں نے کچھ وقت کے لئے وہاں اسلام آباد ایکسپریس وے بلاک کیا جو کہ وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت کی boundary ہے۔آئی جی اسلام آباد نے اس چیز کو تسلیم کرتے ہوئے متعلقہ سرکل کے ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کو معطل کر دیا ہے۔انتظامیہ کی غفلت سے وہاں پر بجائے اس کے کہ سراپا احتجاج لوگوں سے مذاکرت کئے جاتے ان پر شیلنگ شروع کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! آپ کوئی تحریک لے آئیں۔

چوہدری سرفراز افضل: جناب سپیکر! وہاں نامعلوم چار سو لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کر دی گئی اور وہاں سے جو گزرتا گیا کیپیٹل پولیس کی غنڈہ گردی اس انتہا کو پہنچی کہ نوے لوگوں کو جن میں دس اور بارہ سال کے معصوم بچے بھی شامل ہیں انہیں گرفتار کر کے اڈیالہ جیل بھیج دیا گیا، میں خود ان کی ملاقات کے لئے گیا ہوں، ان کی ضمانتیں apply کی گئیں تو وہ reject کر دی گئیں۔ چار سو نامعلوم لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی اور جو اس راستے سے گزرتا گیا اسے گرفتار کیا گیا۔ میں آپ کی اجازت سے کل اس House میں ایک قرارداد لانا چاہتا ہوں۔ ہماری اصل طاقت عوام ہے ہم انہیں ignore نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: آپ لکھ کر دفتر میں دیں پھر دفتر آپ کو بتائے گا کہ اس کا کیا کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو اسلام آباد پولیس کے حوالے سے بات کی ہے میں اس سلسلے میں سیکرٹری داخلہ پنجاب سے کہوں گا کہ وہ وفاقی سیکرٹری داخلہ سے بات کر کے اس معاملے کو resolve کرائیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم نکتہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز مجھے چلنے دیں۔ میں نے بہت ٹائم دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے بڑی ضروری بات پوچھنی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بعد میں پوچھ لیں۔ دیکھیں! ہم معاملات ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ ان کو الجھانا چاہتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ ہمارے بڑے ہیں۔ ہم حکومتی بنچوں سے آپ کا کوئی کم احترام نہیں کرتے۔ یہاں پر جو روایتیں قائم کی جارہی ہیں، یہاں پر جو لوگ کچھ دیر کے لئے آتے ہیں اور کبھی کبھی House میں آتے ہیں وہ اعتراض کرتے ہیں کہ کورم کیوں point out کیا جاتا ہے اگر وہ یہاں

regularly آئیں تو ان کو پتا چلے کہ یہاں اپوزیشن کے requisition کئے ہوئے اجلاسوں کو دو دو اور چھ چھ منٹ کے بعد کورم توڑ کر اور یہاں باقاعدہ منسٹر آ کر ممبران کو اٹھا کر لے جاتے رہے ہیں، یہ مثالیں یہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہاں بہت دفعہ Chair کی طرف سے رولنگ آ چکی ہے کہ during Question Hours کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔جب ایک معزز ممبر خود پوائنٹ آف آرڈر مانگتا ہے تو وہ سب سے پہلے خود Chair کی رولنگ کو violate کرتا ہے۔اگر وہ خود غلط کام کر رہا ہے تو اسے کوئی حق نہیں کہ وہ کسی دوسرے پر انگلی اٹھائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ اس House میں یہ بھی ایک روایت قائم کی گئی ہے کہ یہ anti women پنجاب اسمبلی [***********]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔آپ نہیں چلنا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لوٹا عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کرتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ شوکت عزیز بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بولتے جائیں آپ کی مرضی ہے، آپ نہیں ہٹیں گے۔آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کر دی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس 30 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھے گھنٹے کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر پانچ منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہم لاکھوں لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ ایک ایک حلقے میں تین تین لاکھ افراد کی آبادی ہے جہاں سے ہم منتخب ہو کر آئے ہیں۔ پورا ایوان ذمہ دار لوگوں کا ایوان ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ جب پارلیمانی لیڈر صاحبان کو بلاتے ہیں، ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے تو آپ ان کو ہدایت فرمائیں۔ میں بھی اپنے پارلیمانی لیڈر سے یہی گزارش کروں گا کہ ہمیں لاکھوں لوگوں کی توقعات پر پورا اترنا چاہئے۔ پنجاب کا یہ معزز ایوان عوام کو جوابدہ ہے، کل کو ہم نے حلقوں میں جانا ہے اور ہم سے کوئی نہیں پوچھے گا کہ کیا آپ نے کورم point out کیا تھا؟ آپ ان تمام ممبران کو، یہاں والوں کو اور وہاں والوں کو سب کو ہدایت کریں۔ میں یہاں والوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ اس معزز ایوان کو کام کرنے دیا جائے کیونکہ ہم یہاں پر کام کرنے کے لئے آئے ہیں اور لوگوں نے ہمیں کام کرنے کے لئے منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے۔ اس معاملے میں آپ کا کردار سب سے اہم ہے، آپ انتہائی ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور آپ اسی ذمہ داری سے ان کو پابند کیجئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کی بات سب نے سن لی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کے لئے ایک چیز لئے پھر رہی ہوں اور آپ کی اجازت سے میں اس ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ یہ درسی کتب کے حوالے سے بہت بڑا مسئلہ ہے جو میں آپ کے notice میں لانا چاہتی ہوں۔ 2007 میں وفاقی وزارت تعلیم نے نئی ٹیکسٹ بک پالیسی جاری کی تھی۔ اُس کے مطابق پبلک۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ مجھے دے دیں ہم پڑھ لیں گے، مہربانی کریں اور ٹائم بچائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ آتی ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر لے کر چلی جاتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کورم point out ہو جاتا ہے اور باتیں درمیان میں ہی رہ جاتی ہیں۔۔

جناب سپیکر: میں تو کورم point out نہیں کرتا، آپ ہی کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں کام کی بات کر رہی ہوں اور آپ سُن نہیں رہے۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ ایک درسی کتب جو پچیس لاکھ کے قریب چھپتی ہیں، پالیسی یہ تھی کہ ایک ہی وقت میں تین پبلشرز چھاپیں گے اور اب ظلم یہ ہو رہا ہے کہ سولہ سولہ کتابیں ایک پبلشر کو دی جارہی ہیں۔ چھوٹے پبلشرز بھوکے مر رہے ہیں اور ایک پبلشر کی monopoly ہے۔ وہ گندی کتاب چھاپ رہا ہے اور اُس کی کوئی quality نہیں ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے اس سے لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں اور quality بھی متاثر ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ میں نے دوسرا مسئلہ آپ کے گوش گزار کرنا ہے کہ باہر ایک جلوس کھڑا ہوا ہے۔ ہم فرقہ واریت پر believe نہیں کرتے، یہ حکومت وقت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ مختلف تعلیمی اداروں اور جامعات کو فرقہ واریت سے بچایا جائے۔ وہ لوگ باہر کھڑے ہیں لہذا ایک کمیٹی بنائی جائے اور ان کی دادرسی کی جائے۔ ہمیں اپنے صوبہ پنجاب کا امن سب سے زیادہ پیارا ہے۔ وزیر قانون اس سلسلے میں notice لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یہاں آ کر لاء منسٹر صاحب کو بتا دیں، بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب تحاریک التوائے کار ہیں۔راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی راولپنڈی کے ریسرچ کیمپس سے نکالے گئے مقامی ملازمین کو واپس لانے کا مطالبہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی:میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی راولپنڈی کا ریسرچ کیمپس کونٹ تحصیل گوجر خان، موضع کونٹ،یو سی سید کسراں کے رہائشیوں کی زمین کو زبردستی acquire کر کے تعمیر کیا گیا۔رقبہ acquire کرتے وقت علاقہ کے مقامی لوگوں سے یہ بات طے کی گئی کہ مذکورہ کیمپس میں کلاس فور کے ملازمین مالی،چوکیدار،سویپر، نائب قاصد، ڈرائیور مقامی لوگوں سے بھرتی کئے جائیں گے۔بعد ازاں نامعلوم وجوہ کی بناء پر بے شمار بھرتی کئے گئے مقامی لوگوں کو نوکری سے فارغ کر دیا گیااور جو بچ گئے ان کی ماہانہ تنخواہ مبلغ چار ہزار روپے مقرر کی گئی جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ کم از کم تنخواہ ماہوار مبلغ سات ہزار روپے ہے۔ مہنگائی کے اس ہوشربا دور میں مبلغ چار ہزار روپے ماہوار تنخواہ ایسے ہی ہے جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ۔حکومت پنجاب کے اس اقدام سے مقامی علاقہ کے مکینوں میں شدید اضطراب، بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ان کا حکام بالا سے پُرزور مطالبہ ہے کہ معاہدہ کے مطابق مقامی لوگوں سے کلاس فور کے ملازمین کو بھرتی کیا جائے اور ان کی ماہانہ تنخواہ حکومت پنجاب کے طے شدہ فارمولا کے مطابق انہیں دی جائے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:جی،رانا صاحب! تحریک التوائے کار No. 1999 next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے اور ان کی طرف سے request آئی ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے لہذا اسے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2039 محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کی طرف سے

ہے۔ جی،ان کی طرف سے request کوئی نہیں ہے۔ لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2046 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

حکومت کی جانب سے ڈینگی بخار سے مرنے والے مریضوں کے لواحقین کو دیئے گئے چیکوں کی عدم ادائیگی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ پنجاب بھر میں ڈینگی بخار سے مرنے والوں کے لواحقین کو پانچ لاکھ روپے امداد دی جائے گی لیکن ابھی تک کئی لواحقین ایسے ہیں جو شکایت کر رہے ہیں کہ پانچ لاکھ کا چیک ملنے کے بعد رقم ابھی تک ان کے اکاؤنٹ میں نہیں آئی جس کی وجہ سے مرنے والوں کے لواحقین میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! تحریک التوائے کار نمبر 2046/11 کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایسا ہے کہ جن افراد کی ڈینگی وائرس کی وجہ سے اموات ہوئی ہیں اور ان میں سے جن کو چیک دیئے گئے ہیں ان میں ایک procedure ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے دوبارہ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے advice جاری کروانی ہوتی ہے اور اس procedure میں تھوڑا ٹائم لگ جاتا ہے لیکن کسی بھی چیک ہولڈر کو رقم deny نہیں ہوئی اور ان کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ جہاں تک کچھ ایسے لوگوں کا تعلق ہے کہ جن لواحقین کے مریض ڈینگی کی وجہ سے تو فوت نہیں ہوئے لیکن ان کا بھی یہ claim ہے،ان کے claim verify کئے جا رہے ہیں اور جن کے claim verify ہوں گے ان کو بھی یہ رقم ادا کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی! not pressed, یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ابھی تحریک التوائے کار کا ٹائم ہے، میں نے بھی ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی تھی اور تقریباً ایک ماہ ہونے کو ہے۔

جناب سپیکر: آپ کل تھے نہیں؟ اس پر بات مکمل ہو گئی ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ پوری بات سنتے نہیں ہیں اور cut کر دیتے ہیں لہذا آپ مہربانی کر کے ہمیں اپنی بات کرنے دیا کریں۔ میں نے ایک تحریک التوائے کار صوبہ پنجاب کی مالی صورتحال کو discuss کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان تحاریک التوائے کار کو سننے دیں تو اس کے بعد آپ کی بات سنتا ہوں۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2047 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے۔

دینی مدارس میں Islamic Ethics کے فروغ کے لئے نصاب پر نظر ثانی کا مطالبہ

محترمہ حمیرا اویس شاہد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک دینی مدارس پر مسلسل بڑھتی ہوئی تنقید شدت سے اس امر کی متقاضی ہے کہ مدارس کے نصاب پر نظر ثانی کر کے اس کے مضامین کو بڑھایا جائے۔ اس نظام میں Islamic Ethics کو فروغ دیا جانا چاہئے اور ریاضی، اکاؤنٹنگ، بنکنگ، اسلامی معاشی نظام، اسلام کی سماجی بہبود جیسے مضامین کو بھی شامل کیا جانا چاہئے تاکہ مدارس اسلامی نظام کا ایک مؤثر ذریعہ بن سکیں نہ کہ ان میں صرف خواندگی ہی کا پہلو ہو لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گی کہ مجھے اس کا پہلے ہی پتا تھا کہ سرکاری جواب کیا ہوگا۔ میں یہ تحریک اس لئے لائی ہوں کہ ہم اس پر ایک initiative کر سکیں اور یہ بہترین فورم ہے جس میں صوبہ پنجاب کے legislators اور علماء حضرات اکٹھے ہو کر ایک سلیبس propose کر سکیں۔ میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اگر آپ اس کو ایک کمیٹی کے حوالے کر دیں یعنی ایک سپیشل کمیٹی بنا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ خود next week میں اس کا جواب دیں گے اس کے بعد پھر آپ کچھ کہنا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہونے کے بعد کچھ کیا جائے گا کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اس پر کمیٹی بنانے پر غور ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2050 محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2051 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لیکن وہ کہہ گئے ہیں کہ میں ایک میٹنگ میں جا رہا ہوں لہذا اس کو pending کر دیا جائے، pending till next week محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 2054/11 ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

تحصیل بھوآنہ کے گاؤں واڑا کے گرلز سکول میں اساتذہ کی عدم تعیناتی

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 19-دسمبر 2011 کی The News میں خبر چھپی ہے کہ "Girls School without Teachers for eight months" اس کی تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ تحصیل بھوآنہ ضلع چنیوٹ کے گاؤں واڑا اور اس کے گرد و نواح کے رہائشیوں کی بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے

حکومت پنجاب نے لاکھوں روپے کی لاگت سے گرلز پرائمری سکول تعمیر کیا تھا۔ اب اس سکول کی بلڈنگ مکمل ہے اور 25-اپریل 2011 کو باقاعدہ سکول کا افتتاح بھی ہو چکا ہے حتیٰ کہ اس میں وہاں کے علاقے کی بچیوں کی enrolment بھی ہو چکی ہے اور افتتاح کے دن سے آج تک بچیاں روزانہ اس امید پر آتی ہیں کہ ہماری ٹیچرز موجود ہوں گی اور وہ ہمیں پڑھائیں گی لیکن وہ آس ہی رہتی ہے چونکہ ابھی تک وہاں کوئی ٹیچر تعینات نہیں کی گئی جو ان معصوم اور غریب بچیوں کو تعلیم دے سکے۔ علاقے کے لوگ بار بار متعلقہ حکام تک اپنی شکایت پہنچا چکے ہیں لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ایک طرف تو حکومت نے لاکھوں روپوں کی لاگت سے یہ بلڈنگ تعمیر کی، باقاعدہ اس کا افتتاح بھی کیا لیکن جس مقصد کے لئے یہ سکول بنایا گیا تھا ابھی تک وہ مقصد پورا نہیں ہو رہا۔ مذکورہ سکول میں سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے جہاں علاقے کی بچیاں اور ان کے والدین پریشانی میں مبتلا ہیں وہاں پورے علاقے میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری ایک Resolution تھی جس کا معاملہ تو آپ نے دو مہینے سے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کی بات غور سے سنیں کیونکہ آپ کو اس کا جواب بھی دینا پڑے گا۔ کل بھی ان کو جواب دیا ہے اور آج پھر دینا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری Resolution پر تو آپ نے دو مہینے بعد ایک decision دے دیا۔ اب میں نے ایک تحریک التوائے کار حکومت پنجاب کی مالی صورتحال پر جمع کروائی ہوئی ہے۔ جب اس صوبے کی مالی صورتحال خراب ہے اور اگر اس قسم کے مسئلے ہیں تو ہمیں اس House کے اندر بیٹھ کر discuss کرنا چاہئے اور اس میں My source State Bank of Pakistan کی رپورٹ ہے۔

جناب سپیکر: اس کو آنے تو دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا! میری عرض تو سن لیں۔وہ بھی میں نے جمع کروائی ہوئی ہے اس کا بھی ہاں یا نہیں میں جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر:جب وہ میرے پاس آئے گی تو دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!وہ کب آئے گی ؟اس پر نہ ہی کر دیں۔

جناب سپیکر:میں اس کو دیکھے بغیر کیسے نہ کر دوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!اس کو جمع ہوئے ایک مہینہ ہو چکا ہے۔یہی تو عرض کرتا ہوں کہ میرے business کو روک لیا جاتا ہے۔اس پر کوئی ہاں یا نہ نہیں ہوتی۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر:میں اپنے آفس سے پوچھ رہا ہوں۔محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ڈی جی خان مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ غزالہ سعد رفیق:شکریہ۔جناب سپیکر!میں

"The Ghazi University D G Khan Bill 2011(Bill No 46 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر:رپورٹ پیش کی گئی۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میری ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار ہے آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ مجھے ایک لمحے کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: صرف ایک لمحے کے لئے آپ کو اجازت ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے حلقے میں عوامی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے چند سکیمیں جن میں سڑکوں کی repair بھی شامل تھی ان کی منظوری ہوئی، ٹینڈر ہوئے لیکن جب انہیں پتا چلا کہ یہ حلقہ ایک اپوزیشن کے ممبر کا ہے تو ان سکیموں پر کام رکوا دیا گیا۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش ہے کہ میرے حلقے کی عوام کو سزا نہ دی جائے۔ میرے اس جرم کی سزا میرے حلقے کے عوام کو نہ دی جائے کہ میں اپنی پارٹی کے ساتھ ہوں۔ میرے حلقہ سے revenue آپ collect کرتے ہیں تو وہاں کی عوام کو facilitate کرنا بھی آپ کا حق ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ میرے اوپر رحم کیا جائے، میرے حلقہ کی عوام پر رحم کیا جائے اور مجھے مجبور نہ کیا جائے کہ میں لوٹا بنوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تصحیح کریں۔ حکومت revenue collect کرواتی ہے میں نہیں کرواتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! مجھے اس کا reward ملنا چاہئے اس کی سزا نہیں ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تصحیح کریں۔ revenue collector collect کرتے ہیں یا حکومت کرتی ہے میں نہیں کرتا۔ آپ نے پہلے بھی مجھ پر ایک الزام لگایا تھا۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم نے آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! مجھے اس کا جواب تو دے دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کچھ اس کے متعلق بتا سکتے ہیں؟ ان کے حلقے میں کچھ کام ہو رہے تھے ان کی وجہ سے رک گئے ہیں کہ ان کا نام آ گیا ہے کہ یہ اپوزیشن میں ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم حسن مرتضیٰ صاحب نے ابھی House میں تھوڑی دیر پہلے مجھ سے بات کی ہے۔ میں ڈی سی او چنیوٹ سے بات کر کے ان کو صحیح صورتحال بتاؤں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! کل تک معلوم ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! انشاء اللہ آج شام تک معلوم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب reports lay کرنا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں پہلے reports lay کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پیش کریں۔

ساتویں این ایف سی ایوارڈ (جولائی تا دسمبر 2010) پر عملدرآمد کی ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay:

The Report on Biannual Monitoring on Implementation of 7th NFC Award (July-December 2010)

MR SPEAKER: The Report has been laid.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس کے لئے ایک وقت کا تعین کر دیں ہم اس این ایف سی ایوارڈ اور اس کی implementation پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میرے بھائی محسن لغاری صاحب بڑے سینئر ممبر ہیں۔ یہ بات ان کے علم میں ہے کہ اس قسم کی رپورٹوں پر discussion اور general discussion جیسے یہ پہلے بات فرمارہے تھے کہ عام بحث ہونی چاہئے discussion on the financial position of the Provincial Government کے لئے دن اور ٹائم کا تعین بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کیا جاتا ہے جہاں پر تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر موجود ہوتے ہیں۔ اس اجلاس میں اس سلسلے میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی دو میٹنگیں ہوئی ہیں اس میں ان کے پارلیمانی لیڈر صاحب بھی موجود تھے اور دوسرے بھی موجود تھے۔ کسی نے بھی general discussion کے لئے وہاں پر نہیں کہا۔ اگر یہ اب بھی چاہیں کہ اس پر یا کسی اور رپورٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے پاس اس اجلاس کے جو بقیہ دن ہیں ہم ان میں general discussion کر سکتے ہیں۔ House کے ٹائم کا بھی تعین ہو سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس وقت ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اس وقت ہمارے پارلیمانی لیڈر کو اس بات کا پتا تھا، پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کو پتا تھا اور نہ ہی شاید فنکشنل لیگ کو پتا تھا۔ راناصاحب کے علم میں شاید یہ بات ہو کہ یہ report lay ہونی ہے لیکن ان لوگوں کو اس بات کا پتا نہیں تھا کہ یہ report lay ہونی ہے۔ رپورٹیں جب اسمبلی کے اندر lay ہوتی ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آئندہ آپ یہ پہلے ایجنڈے میں رکھا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات انتہائی قابل اعتراض ہے جو report lay ہوتی ہے وہ باقاعدہ circulate ہوتی ہے اور جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اس میٹنگ میں آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ سارے پارلیمانی لیڈر موجود تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ رپورٹ تو ابھی lay ہوئی ہے اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ اس رپورٹ کے lay ہونے کے بعد تو نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: چلیں، اس پر ہم کوئی اور دن رکھ لیں گے۔ اب مہربانی کریں اور مجھے آگے چلنے دیں۔ مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنا تھی۔

جناب سپیکر: اسی بارے میں آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں اپنے آپ کو clear کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ قانون یہ کہتا ہے رول 133

"That after report referred to under rules 130, 131, 132 is laid in the House; the Speaker shall fix a day."

جب shall fix a day کی بات آگئی تو کیا بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر اس کا جانا ضروری ہے۔ کیونکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ mandatory ہو جاتا ہے جب "shall" کا لفظ اس میں آگیا ہے اس لئے اس چیز کو clear کر دیں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر جو فیصلے ہوتے ہیں کیا وہ rules and regulation کو contravene کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ contravene تو نہیں کر سکتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی Rules کے تحت business regulate کرنے کے لئے ہے اور سپیکر کو کوئی بھی business rule for regulation of the Assembly اسے relax کرنے کا اختیار حاصل ہے اور ان discussions کو regulate کرنے کے لئے کہ کون سی discussion importance کی حامل ہے سب کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں رکھا جاتا ہے اور وہاں پر with the consultation of the Parliamentary Leaders ٹائم طے کیا جاتا ہے۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!کیا بزنس ایڈوائزری کمیٹی سے پہلے ایجنڈا جاری ہوتا ہے کہ یہ یہ چیزیں discuss کی جائیں گی۔

جناب سپیکر:جی،ساری باتیں ہو جاتی ہیں۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!کیا بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ چیز discuss ہوئی تھی کہ یہ رپورٹ فلاں دن lay ہونی ہے؟

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں موجود تھا وہاں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ فلاں دن یہ رپورٹ lay ہو گی۔ابھی جس طرح میجر صاحب نے point out کیا ہے کہ Rules of Procedure کے مطابق یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس پر بحث کے لئے date fix کریں تاکہ اس پر بحث ہو، بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں definitely یہ ضرور طے پاتا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا اور اس کے بعد یہ یہ ایجنڈا take up کیا جائے گا لیکن ادھر reports lay ہونے کا یا اس پر discussion کا discuss ہوا ہے اور نہ اس سے پہلے رپورٹ circulate کی گئی ہے۔

جناب سپیکر:اس سے پہلے کبھی آپ نے یہ بات point out کی ہے،آپ نے اس سے پہلے ایڈوائزری کمیٹی میں کبھی یہ بات کی ہے؟

میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!Rules of Procedure میں بہت clear ہے کہ جب اس پر discussion نہیں ہوتی تو we have to go as per Rules of Procedure اگر discussion نہیں ہوتی تو Rules of Procedure بڑے clear ہیں۔

جناب سپیکر:لاء منسٹر صاحب!آئندہ آپ باقاعدہ ان کو بتایا کریں کہ ہم نے یہ کرنا ہے اور یہ رپورٹ پیش کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!House میں رپورٹ lay ہونے کا مقصد ہی یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:تاکہ سب کے علم میں آجائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!تو یہ سمجھا جائے گا کہ سب کے علم میں آ گئی ہے اگر کوئی House سے غیر حاضر ہے تو یہ House کی ذمہ داری نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!Rules کی بات ہے کہ جہاں پر shall کا لفظ استعمال ہو جائے تو وہ substantial law ہوتا ہے اور اس substantial law کے خلاف discretion of the Speaker or the Law Minister نہیں ہوا کرتی۔یہ واضح سی بات ہے کہ جب رپورٹ پیش ہو گی تو سپیکر بحیثیت Custodian of the House پابند ہے کہ اس پر discussion کے لئے دن مقرر کرے گا۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں ہم مستقبل کے لئے رکھ لیتے ہیں۔

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Mr. Speaker! There are no two opinion that is very substantial...

جناب سپیکر:.Let it go now آپ کی بات سن لی ہے اور آئندہ ایسا کریں گے we will take care of it in future یہ دفتر بھی سن لے کہ یہ جو reports lay کریں گے آپ نے انہیں آئندہ ایجنڈے پر رکھنا ہے۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!پچھلے چار سالوں میں reports lay ہوتی رہی ہیں۔

جناب سپیکر:وہ ہو چکی ہیں۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:ان پر حکومت کا لاکھوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے لیکن ان سے عوام کو aware نہیں کیا گیا ان کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر:وہ ہو چکی ہیں اب انہیں چھوڑیں۔آپ نے کی ہے یا انہوں نے کی ہے لیکن میں نے تو نہیں کی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ہم تو motion بھی move کرتے ہیں تو اس پر پابندی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا ایک طریق کار ہے اس کے مطابق چلیں۔ رانا صاحب! پلیز اب مہربانی کریں اور بیٹھ جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules کے مطابق کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، Rules کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: یہ substantial law ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ کو بتانا چاہئے تھا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ اس پر بحث کے لئے fix date کر دیں۔
Under the Rules of Procedure you have to fix the day for discussion.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر آپ اس طریقے سے set precedent کریں گے تو ہمارے بعد کچھ اور لوگوں نے بھی آنا ہے ہم نے سدا اس اسمبلی میں نہیں بیٹھے رہنا۔ آپ کون سے precedent create کر رہے ہیں؟ آپ Rules سے انحراف کر رہے ہیں۔ Rana Sahib rightly pointed out اگر پہلی reports discuss نہیں کیں تو Action should be taken against the persons those who are concerned about it.. those who are responsible for it. یہ بات آپ کے شان شایان نہیں ہے کہ آپ یہ کہیں کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ نہیں whatever is brought before your notice اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ آپ کوئی action لیں۔

جناب سپیکر: سمجھ نہیں لگتی کہ آپ کس طرف جائیں گے۔ نہیں؟ ٹھیک نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جواب آنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں مجھے ان کی بات سننے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں میری بات ختم ہو جائے تب لاء منسٹر صاحب بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے۔ آپ کی بات ختم ہو گئی ہے۔ شاہ صاحب! اس طرح نہیں۔ آپ مجھے challenge نہ کریں، آپ کی مہربانی ہو گی۔ میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ بھی اس طریقے سے نہ کریں۔ ہمیں bulldoze نہ کریں ایسے House نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: یہ طریقہ نہیں ہے۔ کیسے نہیں چلے گا؟ میں چلاؤں گا میں آپ کو بتاؤں گا اور House چلانے کا میرے پاس اختیار ہے۔ بڑی مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: ایسے House نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: آپ کیسے کھڑے ہیں؟ آپ ان کو بات کرنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! You are Speaker and a member and we are also honourable members ایسے نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: فکر نہ کریں آگے سے ایسا ہی ہو جائے گا۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن احترام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ میرے گلے پڑیں۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ کا اس طریقے سے ایس ایچ او کا role اچھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی آپ کا اس طرح کا روّیہ پسند نہیں ہے۔ شاہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں جو بات کرنی ہے وہ کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ فیصلہ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ادھر سے سنوں گا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔ مجھے پتا ہے کہ آپ نے جو کرنا ہے مجھے ساری بات کی سمجھ ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میرے معزز بھائی133 Ruleکا sub rule 1ہی پڑھتے ہیں اوراس سے آگے چلتے ہی نہیں ہیں۔میں معززایوان کی informationاورconsiderationکے لئے133 Ruleساراپڑھ دیتاہوں

133. DISCUSSION OF REPORTS:

(1) After a report referred to in rules 130, 131 or 132 is laid in the House, the Speaker shall fix a day for its discussion.

(2) On the day fixed under sub-rule (1), the Minister concerned may move that the report be discussed by the Assembly and may make a brief statement explaining the salient features of the report

یعنی یہ صرف اور صرف سپیکر ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس میں concerned Ministerنے بھی رپورٹ پیش کرنی ہوتی ہے اور آج تک یہ روایت رہی ہے کہ ہمیشہ general discussionوہ رپورٹ پر ہو یا کسی general topicپر ہو اس کے متعلق date and timeبزنس ایڈوائزری کمیٹی میںfixکیا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر تمام پارلیمانی گروپوں کے لیڈر موجود ہوتے ہیں اور consensusکے ساتھ سب کی convenienceکے لئےایکdateمقرر کر لی جاتی ہے لیکن اگر میرے بھائی بزنس ایڈوائزری کمیٹی کوoverruleکرنا چاہتے ہیں کہ وہpracticeجاری نہ رکھی جائے تو ٹھیک ہے پھرChairکے ذمے لگا دیا جائے اورChairاس میں اپنی مرضی سےwithoutیہ دیکھے کہ کس کی convenienceکس دن ہے وہ اپنے طور پرdateمقرر کر دیا کرے گی لیکن اب تکHouseکیpracticeیہی ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میںgeneral discussionکے لئے دن اور ٹائم کاتعین کیاجاتاہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!محترم لاء منسٹر صاحب نے جو133 Ruleکی بات کی ہے یہ بالکل واضح ہے اوراس میں کوئی ابہام ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ لاء منسٹر پہلے opinionدے چکے تھےاور بعد میں اگر انہیں پتاچل گیاکہ opinionغلط ہے توان کواپنیopinionسے پیچھے ہٹ جاناچاہئے تھا۔

جناب سپیکر! یہاں بات یہ ہے کہ کبھی بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی House کے Rules کو violate or contradict نہیں کر سکتی۔ Rules یہ کہتے ہیں کہ جب رپورٹ پیش ہو گی، shall کا لفظ substantial law ہوا کرتا ہے جس میں کوئی discretion نہیں ہوا کرتی۔ محترم وزیر قانون کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں نے پڑھے بغیر اپنی رائے دے دی تھی اور اب Law کے Rules کو پڑھنے کے بعد یہ پتا چلا ہے کہ جب کوئی report lay ہوتی ہے تو پھر سپیکر کی discretion نہیں ہوتی بلکہ وہ bound ہے کہ اس پر discussion کے لئے دن مقرر کرے گا۔ اب اس میں کون سی ضد والی بات ہے؟ اس سے تو Chair کے وقار میں اضافہ ہو گا کہ Custodian of the House اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے discussion کے لئے دن مقرر کر رہے ہیں۔ وزیر قانون نے جو کچھ کہا اس بارے میں یہی کہوں گا کہ This is the stubborn behaviour of the Government. یہ تو اس House اور ان Rules کو bulldoze کیا جا رہا ہے۔ میں T.V Channels پر Rule of Law کے الفاظ اکثر وزیر قانون سے سنا کرتا ہوں تو میں ان سے کہوں گا کہ اس House کے اندر بھی Rule of Law ہونا چاہئے۔ Rules of Procedure کی کتاب کہہ رہی ہے کہ That is a substantial law یعنی اس میں وزیر قانون، قائد حزب اختلاف یا سپیکر صاحب کی discretion نہیں ہے کیونکہ جہاں shall کا لفظ آ جائے تو اس کو ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ آخر میں یہی عرض کروں گا کہ:

ہم کریں بات دلیلوں سے تو رد ہوتی ہے
اور ان کے ہونٹوں کی خاموشی بھی سند ہوتی ہے

بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ساری confusion کو دُور کرنے کے لئے Rule کی کتاب کا urdu version منگوا لیں۔ میرے خیال میں شاید ہماری انگریزی کمزور ہے اور ہمیں بہت ساری انگریزی کی چیزیں سمجھ نہیں آتیں۔ یہ غیروں کی زبان ہے اور ہم اپنے آپ کو ایسے ہی پھنسا لیتے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ urdu version والی کتاب منگوا لیں۔ اس کو ہم پڑھ لیتے ہیں اور وزیر قانون بھی پڑھ لیں کہ رپورٹ کا discuss ہونا ضروری ہے یا نہیں اور اس کے لئے time fix کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں اگر اس کو باآواز بلند پڑھ کر سنا دیا جائے تو بات واضح ہو جائے گی۔

ہماری انگریزی تھوڑی کمزور ہے اور shall, will and may وغیرہ یہ سب انگریزی زبان کے الفاظ ہیں، غیروں کی زبان ہے اس لئے ہم دیکھ لیتے ہیں کہ اس کا اردو میں کیا مطلب ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ attend کی تھی اس میں اس کے contradictory کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ جب کسی بھی رپورٹ کو lay کیا جائے گا تو سپیکر اس پر discussion کے لئے day fix نہیں کریں گے اس لئے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو اس میں malign نہ کیا جائے اس کمیٹی میں جو فیصلے ہوئے ہیں ان کو ہم اور ہماری پارٹی own کرتی ہے لیکن اس کو mix-up نہ کیا جائے، یہاں پر یہ confusion نہ create کی جائے کہ جو لوگ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جاتے ہیں وہ irresponsible ہیں یا Rules of Procedure کا ان کو پتا نہیں ہے۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی نے کبھی یہ فیصلہ نہیں کیا کہ سپیکر اس پر day fix نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: لیکن اس سے پہلے کبھی آپ نے object بھی نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ قطعی طور پر نہیں لکھا کہ سپیکر date fix نہیں کریں گے لیکن یہ بھی نہیں لکھا کہ رپورٹ پیش ہوتے ہی اسی وقت، forthwith سپیکر صاحب date fix کریں گے۔ سپیکر صاحب in office date fix کریں گے۔ Practice یہ ہے کہ رپورٹ پیش ہونے کے بعد بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں discuss ہونے کے بعد date fix کی جاتی ہے اگر یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر discussion نہیں ہونی چاہئے اور سب پارلیمانی لیڈروں کو اعتماد میں نہیں لینا چاہئے تو پھر یہ date آپ نے اپنے دفتر میں fix کرنی ہے۔ اس وقت تک جو بھی reports lay ہوئی ہیں آپ جب چاہیں ان پر date fix کر سکتے ہیں۔ یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ forthwith جو نہی رپورٹ پیش ہو اسی وقت آپ نے date fix کرنی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے Law کو partially تسلیم کر لیا ہے۔ اب میری دوسری رائے یہ ہے کہ اس وقت جو پارلیمانی لیڈر صاحبان موجود ہیں ان کی رائے لے لیں اور پھر آپ دن کا تقرر فرمادیں۔ ہمیں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ بات یہ ہے کہ:

راہ پر اُن کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

جناب سپیکر: اس سے پیشتر جتنی رپورٹیں پیش ہوتی رہی ہیں آپ نے کبھی اُن پر object کیا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم غلطی پر تھے اور اگر اب ہماری غلطی ٹھیک ہو گئی ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غلطی تو انہوں نے تسلیم کر لی ہے اب آپ اپنے دفتر میں اس رپورٹ پر اور اس سے پہلے جو رپورٹیں پیش ہوئی ہیں اُن سب کے اوپر date fix کر دیں۔ آپ بے شک اسی اجلاس میں کر دیں بلکہ اگر یہ بضد ہیں تو اس رپورٹ کے اوپر آج ہی سرکاری کارروائی کے بعد آپ دو گھنٹے کا time fix کر دیں۔ یہ اس کے اوپر آج ہی بحث کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آج کیسے ممکن ہے؟ ابھی تو ہم نے اس رپورٹ کو پڑھا بھی نہیں ہے۔ ہمیں پہلے اس رپورٹ کو پڑھ تو لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کو پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ یہ صرف point scoring ہے۔ آپ اس کے لئے time fix کریں پھر آپ دیکھ لیں گے کہ یہ بحث کے لئے کتنی تیاری کر کے آتے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم آج ہی اس رپورٹ پر discussion کے لئے دو گھنٹے کا time fix کر لیتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہمیں اس رپورٹ کو پڑھ تو لینے دیں۔

جناب سپیکر: آپ ابھی اس کو پڑھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج ہم یہاں قانون سازی کے لئے آئے ہیں رپورٹ پڑھنے کے لئے نہیں آئے۔ آپ اس کے لئے ہمیں وقت دیں پھر اس پر بحث کے لئے time fix کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ عام بحث اور ان reports پر discussion کے لئے time fix کرنے کے لئے سپیکر صاحب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے مشورے کے پابند نہیں ہیں اور وہ اپنے دفتر میں یہ وقت مقرر کیا کریں گے تو آپ آج، کل یا جب چاہیں اس بارے میں time fix کر دیجئے گا۔ یہ رپورٹ تو آج lay ہوئی ہے لیکن اس سے پہلے بھی رپورٹیں lay ہوئی ہیں تو آپ ان سب سے متعلق discussion کے لئے dates طے کر دیں۔

جناب سپیکر: سپیکر آفس کیسے کرے گا؟ میرے خیال میں منگل کے علاوہ سپیکر آفس کو اختیار ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):Speaker office mean آپ کی ذات ہے۔ آپ نے date مقرر کرنی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ہمارے Custodian ہیں، صرف یہ ہٹ دھرمی کی بات نہیں ہے۔ آپ ہمیں یہ سہولت دیں کہ ہم اس رپورٹ کو پڑھ لیں۔ آپ وزیر قانون سے consult ضرور کریں لیکن dictation نہ لیں۔ ہمیں آپ کا فیصلہ چاہئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ کیا آپ بھی مجھے dictation دے رہے ہیں، وہ بھی مجھے dictation دے رہے ہیں، جب تک یہ پڑھی نہیں جائے گی اس وقت تک discussion کیسے ہو گی؟ اس کو lay ہونے دیں پھر اگر آج چاہیں گے تو اس کے لئے دو گھنٹے fix کر دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: قبلہ! آج کیسے ممکن ہے؟ آپ ہمیں tactics کی مار نہ دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آج یہ رپورٹ lay ہوئی ہے تو آج ہی اس پر discussion کے لئے time fix کرنا definitely مناسب نہیں ہے۔ آپ اپنے دفتر میں بیٹھ کر اس کے لئے کسی بھی دن کے لئے time fix کر دیجئے گا۔ یہ روایت ہے کہ جب بھی کوئی رپورٹ پیش ہوتی ہے تو اس پر ممبران اپنا mind apply کرتے ہیں اور اس کے لئے ان کو time چاہئے۔ آپ وقت دے دیں اور اس کے بعد discussion ہو جائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے suggestion دی ہے کہ پچھلے دنوں میں جو reports lay ہوئی ہیں، rule منع نہیں کرتا کیونکہ اُس کے اندر کوئی time bar نہیں ہے اس لئے میری یہ request ہے کہ یہاں پر discussion کے لئے تمام reports آنی چاہئیں، particularly جن کے متعلق میں نے motion move کی تھی کیونکہ اُن کے اندر بہت ساری important چیزیں ہیں جن کے discuss ہونے سے بہتری آ سکتی ہے۔ ہم اس چیز کو politicize نہیں کر رہے بلکہ ہم صرف اور صرف بہتری کے لئے یہ کہہ رہے ہیں کیونکہ ان reports کے اندر اچھی چیزیں بھی ہیں اور کمزور چیزیں بھی ہیں۔ ہم اُن چیزوں کو highlight کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان میں بہتری آ جائے۔

Otherwiseاگران پرdiscussionنہیں کرنی تو محکموں کو بتائیں کہ وہreportsشائع نہ کریں کیونکہ اُن کے اوپر پیسے ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب بات پھر وہیں پر آ جائے گی کہ اب تک جوreports layہوئی ہیں بشمول اسreportکے جو آجlayہوئی ہے ان میں سے کنreportsکے اوپر معززارکان پہلےdiscussionکرناچاہتے ہیں، کنreportsکے اوپرdiscussionبعد میں کرناچاہتے ہیں۔ کنreportsکی ترجیح اول ہے اور کن کی بعد میں ہے اس کا فیصلہ پہلے تو پالیمانی لیڈرز کیBusiness Advisory Committeeمیں ہوتا تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ جن معزز ممبران نے اعتراض کیا ہے آپ ان کو اپنے چیمبر میں بلالیں کیونکہreportsاورgeneral discussionکے اوپر جب آپ نےtime and day fixکرنا ہے تو بے شکRulesآپ کو ہی اجازت دیتے ہیں، وہاں پر آپ کا ہی اختیار ہے لیکن اُس اختیار کو استعمال کرنے سے پہلے آپ کو کوئی نہ کوئیconsultationتوکرنی پڑے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ اس اجلاس میں جوreports layہوئی ہیں، اس اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی تو اُس وقت کوئی غائب کا علم نہیں تھا کہ کون کون سیreportsآ رہی ہیں اور اُن کوprioritizedکردیاجائے۔ اب جوreports layہو گئی ہیں اب آپ پارلیمانی لیڈرز کو بلا کر اُن سےconsultکرلیں کہ کون سیreportکو پہلے اور کون سیreportکو بعد میںdiscussکیاجائے۔Reportsکے آنے کے بعد ہی یہ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کون کون سیreportsکوdiscussکرنا ہے۔ جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو پتاہی نہیں تھا کہ کون سیreportsآنی ہیں تو اب اگر اس اجلاس میں کوئی اور بھیreport layہونی ہے تو اُس بارے میں بھی اُنہیںinformکر دیں کہ ہم نے اس اجلاس میں یہreportبھیlayکرنی ہے، ان میں سے آپ کون سیreportکوdiscussکرناچاہتے ہیں اور اُس کے لئے باقاعدہ وقت رکھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی محسن لغاری صاحب جو بات کر رہے ہیں تو اس بات کا تو ہمیں بھی علم نہیں ہوتا کہ اس اجلاس میں کون کون سیreports lay

ہوئی ہیں لیکن جس طرح سے میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب نے کہا یعنی جو reports پہلے اجلاس میں lay ہو چکی ہیں اُن کے اوپر discussion کی کوئی پابندی نہیں ہے یعنی آج تک جو lay reports ہو چکی ہیں اُن کی تعداد کم از کم آٹھ دس ہو گی تو آپ اُن میں سے کسی report کو discussion کے لئے رکھ سکتے ہیں۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ اس اجلاس کے اندر جو report lay ہو گی اُسی کے اوپر discussion ہو سکتی ہے۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ وہ جس report پر discussion کرنا چاہیں گے اُسی پر ہی discussion ہو سکے گی ناں۔ اب ہم legislation شروع کرتے ہیں۔

The Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 56 of 2011). Minister for Law to introduce the Punjab Environment Protection (Amendment) Bill 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I introduce:

"The Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011."

MR SPEAKER: The Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Environment Protection for report up to 31st January 2012.

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I move:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid,

Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj.(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Dr. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: I move:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!

بعد مدت اسے دیکھا لوگو
وہ ذرا بھی نہ بدلا لوگو

دوست تو خیر کون کس کا ہے
اس نے تو دشمن بھی نہ جانا لوگو
پیاس صحراؤں کی پھر تیز ہوئی
ابر پھر ٹوٹ کے برسا لوگو

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کا مسئلہ آج پھر بہت دنوں کے بعد اس ایوان کے زیر بحث ہے اور اس ایوان میں پھر بھی اس پورے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو لکھنے میں یہ حکومت ناکام رہی ہے اور چار سال گزرنے کے باوجود ابھی بھی انہوں نے اپنی statement of objects and reasons میں یہ کہا ہے کہ یہ انتہائی پیچیدہ اور مشکل کام ہے لہذا انہوں نے اس کا ایک ٹکڑا یا دو چار ٹکڑے دوبارہ اٹھا کر ترمیم کے لئے سامنے لے آئے ہیں۔ اس میں دکھ کی بات یہ ہے کہ اس حکومت نے دوبارہ ان ترامیم کے ذریعہ بیوروکریسی کو بہت مضبوط کیا ہے اور منتخب حکومت کو کلرکوں کے کام پر لگا دیا گیا ہے۔ اس میں سی سی بی یعنی سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے پیسوں کو خرچ کرنے کا اختیار ڈی سی او کو دے دیا گیا ہے۔ اس کا نام سٹیزن کمیونٹی بورڈ سے بدل کر ڈی سی او کمیونٹی بورڈ رکھ دیں کیونکہ شہریوں سے تو پوچھا ہی نہیں جائے گا۔ آپ نے جب صرف ڈی سی او سے ہی پوچھ کر سب کچھ کرنا ہے یا اس کو مکمل اختیار دے دیا تو پھر یاد اور واضح رہے کہ یہ لوکل گورنمنٹ کا ایک چوتھائی بجٹ ہے۔ آپ بیوروکریسی کے ایک ممبر کو یہ اختیار دے رہے ہیں کہ جاؤ بیٹے تم یہ پیسے خرچ کرو اور سی سی بورڈ پر دوبارہ ایک بہت بڑی قدغن اور فیصلہ سامنے آ رہا ہے جس سے unrest پائی جاتی ہے۔ آپ پچھلے سٹیزن کمیونٹی بورڈ والوں سے پوچھیں تو صحیح کہ انہوں نے کون کون سی مشکلات کا سامنا کیا ہے جو موجودہ حکومت کی explanation پر سامنے نہیں آئیں۔ اس میں پھر شہریوں کی کیا ضرورت ہے اور لوگوں کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب آپ کے ڈی سی او آپ کے دست بازو اور آپ کی طاقت بن چکے ہیں تو پھر اسے سٹیزن کمیونٹی بورڈ کا پیسا نہ کہیں بلکہ ڈی سی او کمیونٹی بورڈ کا پیسا کہیں۔

جناب سپیکر! مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس کے بعد اس میں ایڈہاک کمیٹی کا لکھا ہے جو ایم پی ایز اور ایم این ایز پر مشتمل ہو گی اس میں تین گورنمنٹ کے اور ایک اپوزیشن کا ایم پی اے ہو گا جو آڈٹ چیک کریں گے، وہ اس کے اندر سے غلطیاں نکالیں گے یعنی کلرکی اسمبلی کرے گی اور ہمارے ایگزیکٹو پیسے خرچ کریں گے۔ کیا الٹا نظام لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں؟ اس پر لوگوں سے رائے لینا انتہائی ضروری ہے۔ اس ڈی سی او کی ACR نہیں لکھی جا سکے گی جسے آپ ایک چوتھائی لوکل گورنمنٹ فنڈ خرچ

کرنے کے لئے اختیار دے رہے ہیں۔ گورنمنٹ کا ڈیپارٹمنٹ خود ہی کسی کو appoint کرے گا کہ وہ ڈی سی او کی ACR لکھے گا یعنی خود ہی پیسا خرچ کریں گے اور خود ہی حساب لیں گے، کوئی بھی check and balance نہیں ہوگا اور سسٹم کی تباہی پھیر دی جائے گی جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں۔ مجھے بتائیں کیا آپ کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو اور ڈی سی او کی ACR کوئی بھی آفیسر جس کو گورنمنٹ چاہے گی وہ پوچھے گا کہ تم نے سی سی بی کے پیسے کس کو allocate کئے، کیوں کئے، خرچ ہوئے یا نہیں ہوئے؟ آپ یاد رکھئے گا کہ ڈی سی او کی بے پناہ طاقت صرف اسی سال پر محیط نہیں بلکہ چار سالوں کے جمع ہوئے سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے پیسے بھی اس کی طاقت اور اتھارٹی میں اضافہ کریں گے اور اس کو پوچھنے والا ایک ایڈہاک بورڈ ہوگا جو ایم پی ایز پر مشتمل ہوگا۔ یہاں پر بھی کہانی ختم نہیں ہوتی انہوں نے پچھلی دفعہ اسی ایوان میں بیٹھ کر کہا تھا کہ ہم 180 دن میں لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کی دوبارہ تاریخ دیں گے لیکن پھر یہیں بیٹھ کر ایک complex اور بہت بڑا ایسا کام جو یہ گورنمنٹ چار سال میں کر ہی نہیں سکی، لوکل گورنمنٹ ایکٹ کو revise کر ہی نہیں سکی، اب وہ کہتی ہے کہ ہمیں 180 دن مزید چاہئیں اور ہمارا لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ 180 دن کہاں سے آئیں گے اور کہاں سے نہیں آئیں گے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو یہ چیز منظور ہے یا نہیں لیکن یہ بل انتہائی pitfall ہے اور reconfirm کرتا ہے کہ یہ حکومت بیوروکریسی سے بہت ڈرتی ہے۔ بیوروکریسی کو اپنے اوپر مسلط کرنے کے لئے یہ ایک تحریری ترمیم لوکل گورنمنٹ سسٹم کے تحت لا رہے ہیں۔ شاید یہ ایک بہت بڑی سیاسی خودکشی ہوگی کیا منتخب لوگوں کو دیوار کے ساتھ لگا کر یہ حکومت نیک نامی حاصل کر سکے گی؟ ہم تو خوش تھے کہ چار برس میں شاید انہوں نے منتخب نمائندوں کو دیوار سے لگانا چھوڑ دیا ہوگا لیکن نہیں۔ آج یہ ثبوت دوبارہ موجود ہے کہ انہوں نے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے ذریعے پیسا دے کر بھی بیوروکریسی کو مضبوط کیا ہے اور ڈی سی او کی ACR لکھنے والا اور کوئی نہیں بلکہ ایک officer ہوگا۔ یہ خود ہی کہیں گے کہ سب اچھا ہے، بہترین ہے اور خود ہی کہیں گے کہ یہ بیوروکریسی اور انگریزوں کا دور واپس آ گیا ہے۔ ہمیں انگریزوں کے بنائے ہوئے رولز منظور نہیں۔ میں ایک عوامی نمائندے کے طور پر اعتماد کے ساتھ یہ کہتی ہوں کہ آپ عوام میں اس بل کو circulate کریں۔ یہ چھوٹی سی پانچ ترامیم لا کر آپ نے پولیٹیکل سسٹم اور grass report system پر چھری پھیر دی ہے۔ آپ اس کی رائے تو لیں۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو اس کو circulate کریں آپ دیکھیں گے کہ کتنا بڑا ردعمل نہ صرف سڑکوں پر آئے گا بلکہ grass root level سے اوپر ہو کر آئے گا۔ اس انگریزی اور بیوروکریسی سسٹم کو

میں discourage کرنے کے لئے پُر زور آواز اٹھاتی ہوں۔ میں اس ہاؤس کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ اس کو دوبارہ circulate کریں۔ اگر آپ سے یہ پیچیدہ کام جیسا کہ آپ نے statement of objects and reasons میں لکھ دیا ہے کہ یہ بڑا پیچیدہ اور time consuming کام تھا۔ آپ کا چار سال کا tenure تو گزر گیا ہے اب کچھ نہیں ہوتا تو خدارا یہ تو پاس نہ کریں اور دوبارہ لوگوں سے رائے لیں کہ وہ آپ کو اس میں ووٹ دینے کے لئے تیار ہیں یا نہیں یا آپ اپنے منشور میں لکھتے کہ ہم نے پولیٹیکل سسٹم، لوکل گورنمنٹ سسٹم اور منتخب نمائندوں کو دیوار سے لگا دیا ہے۔ ہمیں اس الیکشن سسٹم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد جب آپ کے اپنے الیکشن کی باری آئے گی تو پھر نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ بہتر قانون سازی کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے کہ جس طرح پورے ملک کے اندر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی آزادی ہے تو یہ چاہئے تھا کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جس کے اندر اربوں روپے کا تعلق ہے جو constituents سے اکٹھے کئے جاتے ہیں اور ان کو خرچ کرنے کے لئے جو طریق کار ہے اس کو تبدیل کرنے کا معاملہ زیر بحث ہے۔ میرے خیال میں اس میں کوئی دو آراء نہیں کہ جو لوگ ٹیکس دیتے ہیں اگر ہم یہ کہیں کہ ان کی رائے کو بھی میڈیا کے ذریعے شامل کر لیا جائے کہ ان کی رائے آجائے کہ ان پیسوں کو کس کس انداز سے خرچ کیا جانا چاہئے۔ اگر عوام کو اس بل پر اپنی رائے دینے کے لئے شامل کر لیا جائے تو اس میں کیا حرج ہو سکتا ہے۔ یہ بل اپنی اہمیت کے اعتبار سے انتہا درجے کا اہم ہے جس کے اندر ڈی سی او کی تقرری، اربوں روپیہ جو سی سی بی کے ذریعے پچیس فیصد دینا تھا اس کو تبدیل کرنے کا معاملہ ہے۔ اس میں سی سی بی اصل میں یہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم develop کرنا چاہتے ہیں 20 فیصد پیسے وہ ادا کریں اور 80 فیصد حکومت دے تو matching grant کی صورت میں جو لوگ آسائشیں چاہتے ہیں وہ اپنی جیب سے بھی کچھ ادا کریں۔ ہماری موجودہ حکومت اس بات کو تبدیل کرنا چاہتی ہے اس کے بعد یہ انتہائی اہم ہے کہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹیوں کا آڈٹ کون کرے گا۔ اس کے سوا کہ centralization of powers کرتے ہوئے چیف منسٹر کو اتنا زیادہ powerful بنایا جا رہا ہے کہ وہ اختیارات جو اضلاع کے اندر منتخب ڈسٹرکٹ ناظم، تحصیل و ٹاؤن ناظم، یونین ناظم اور ممبران کے پاس تھے جن کے ووٹ کی صورت میں ڈسٹرکٹ ناظم منتخب ہوتا تھا اس کو curtail کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! پوری دنیا کے اندر Rule of Law کو centralization of powers کی بجائے devolve کیا جا رہا ہے کہ مرکز کے اختیارات پیپلز پارٹی نے صوبوں کو دے دیئے ہیں اور صوبوں کو چاہئے کہ اپنے اختیارات ضلع ناظم، تحصیل وٹاؤن ناظم اور یونین ناظم کو دے دیں۔

جناب سپیکر! میثاق جمہوریت کی spirit یہ تھی کہ آئین کی اصل روح کے ساتھ اس کو بحال کیا جائے، تمام Provincial Autonomous جس طرح وفاق سے صوبوں کو آئی ہیں اس طرح تمام صوبوں کو ایک پیغام دیا گیا تھا کہ Provincial Financial Awards بنائیں اور جو پیسے تمام اضلاع کو shift ہو جائیں وہاں کے منتخب نمائندے ان کو استعمال کریں تو یہ پانچوں باتیں انتہا درجے کی اہمیت کی حامل ہیں۔ اگر ان باتوں کو عوام کی آراء کو شامل کرنے کے لئے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کی طرف بھیج دیا جائے تو میرے خیال میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: پینل آف چیئرمین میں سے کوئی صاحب یہاں پر نہیں ہیں؟ میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے کہوں گا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے House preside کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! کہا جاتا ہے کہ "دیر آید درست آید" چار سال بعد یہ آئے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید درست آئے ہیں۔ یہاں یہ محاورہ بھی فیل ہو جاتا ہے کہ اتنے عرصہ کے بعد اگر سوچا ہی گیا ہے تو اس انداز سے سوچا گیا ہے کہ چار سال تو گزر گئے ہیں، اس پر 180 دن مزید مانگ لیتے ہیں پھر سوچتے ہیں کہ اِن کی discretion پر مزید لٹکا کر اللہ اللہ کر کے ان کا پورا tenure سکون سے گزر جائے جو ایک آمرانہ سوچ ہے اور یہاں one man show کو تقویت دی جا رہی ہے۔ آپ یہ دیکھئے کہ ان amendments کے ذریعے ایک مرتبہ پھر افسران بالا کو عوامی نمائندوں کے اوپر بٹھا دیا گیا ہے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ amendment Bill آیا ہے تو شاید انہیں تجربے سے کچھ حاصل ہو گیا ہو گا اور ایک اچھی بات سامنے آئے گی مگر "کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا" کی طرح ہوا۔ اب جتنے بھی فنڈز distribute ہوں گے وہ افسران بالا کے ذریعے ہوں گے اور جتنے بھی پیسے خرچ ہوں گے اُس کی ایک سرکاری رپورٹ آ جائے گی۔ آج ہر جگہ پر ایڈمنسٹریشن کو تعینات کر دیا گیا ہے مگر عوام اپنے معاملات لے کر در بدر پھر رہی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اِس کو مشتہر کر دیا جائے کیونکہ مختلف NGOs لوکل گورنمنٹ پر بات کر رہی ہیں۔ آپ کسی NGO کا ایک بھی سیمینار attend کر لیں تو آپ کو حقیقت واضح ہو جائے گی کیونکہ اس

Bill پر کسی نے بھی اپنی رائے ایسی نہیں دی جس کے اوپر کوئی خوش ہو۔آپ سول سوسائٹی کے چند لوگوں میں جا کر بیٹھ جائیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ وہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ چار سال سے مختلف NGOsاور سول سوسائٹی کے لوگ اس پر گفتگو کر رہے ہیں اور میڈیا بول رہا ہے مگر کہتے ہیں کہ "کان پہ جوں تک نہیں رینگی" اس Bill کا یہی حال ہوا ہے۔ میری اس پر humble request ہے کہ خدا کے لئے ابھی بھی سوچ کر عوام کے لئے اس کو مشتہر کر دیا جائے اور لوگوں کی رائے لے لی جائے تو شاید ہمارے لاء منسٹر صاحب کی سمجھ میں کوئی نہ کوئی بات آ جائے اور وہ یہ سوچ کر فیصلہ لیں کہ ہم عوام کی مرضی کے مطابق اس Bill میں amendment لائیں گے۔اگر یہ اپنی اجارہ داری اور آمرانہ سوچ کو پیچھے رکھ دیں، اسے بالائے طاق رکھ دیں اور سوچیں کہ جو لوگوں کی تمنائیں اور خواہشات ہیں اُس پر کاربند ہوتے ہوئے ایک ایسا Bill لایا جائے اور اسے تیس دن کے اندر اندر implement کیا جائے تو کتنے لوگ خوش اور مستفید ہوں گے مگر پھر اس کو لٹکایا اور ٹرخایا جا رہا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب چیئرمین! آج ایک ایسے Bill کی amendment آئی ہے جس کا ڈرافٹ سال 2000 میں تیار ہوا جو تقریباً ایک سال کے لئے سول سوسائٹی، پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا اور NGOs کو circulate کیا گیا اور اس Bill کے متعلق تقریباً سینکڑوں seminars ہوئے تھے۔ اُس Bill کی آج جو amendments پیش کی جا رہی ہیں اُس کو تیرہ آدمیوں نے discuss کیا پھر اسمبلی میں لے آئے۔ یہ ایک جامع Bill ہے اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں اگر آپ ایک amendment کرتے ہیں تو وہ interlinked ہے جس کی وجہ سے کئی amendments آپ کو مزید کرنا پڑتی ہیں جن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور بعد میں complications پیدا ہوں گی۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ اس Bill میں کہا گیا کہ ڈی سی او پہلے گریڈ بیس کا ہوتا تھا مگر اس amendment کے مطابق ڈی سی او کسی بھی گریڈ کا ہو گا۔ اس Bill میں ڈی سی او گریڈ بیس، ای ڈی او گریڈ انیس، ڈی او گریڈ اٹھارہ اور ڈی ڈی او گریڈ سترہ کے ہیں جن کو specify کیا گیا ہے۔ آپ بتائیے کہ اگر یہ amendment آ جاتی ہے اور ہم اسی طرح اس ہاؤس میں قبول کر لیتے ہیں تو کل یہ complication پیدا نہیں ہو گی کہ ای ڈی او جو ایک شہر میں تیرہ ہیں اُن پر ایک lower گریڈ کا ڈی سی او بٹھا دیا جائے تو پھر آپ کو پتا ہے کہ good governance کیسے چلے گی اور اُس کا نتیجہ کیا ہو گا؟

جناب چیئر مین! اس Bill میں کہا گیا کہ آڈٹ کی ایک ایڈہاک کمیٹی بنا دی جائے۔ اس کمیٹی کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے جبکہ ایک proper accounting system موجود ہے جس میں amendment نہیں کی گئی۔ پہلے ہی accounting system میں گریڈ سترہ اور اٹھارہ کے ٹیکنیکل آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا آڈٹ آڈیٹر جنرل کرتا ہے۔ پہلے اس نظام پر شکایت ہے کہ اس میں کرپشن بہت ہے اس لئے اس کو بدلا جا رہا ہے مگر میرے خیال میں ایڈہاک کمیٹیاں بنا کر ہم particularly in the Account System and Audit Systems کرپشن کا دروازہ مزید کھول رہے ہیں۔ ہم اس کو کم کریں تب جا کر ہی کام بنے گا۔ اس کے علاوہ CCB کے متعلق کہا گیا کہ اس میں mandatory تھا کہ اس میں پچیس فیصد پیسا رکھا جائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ CCB کے پیسے کا مقصد کیا تھا؟ اس کا مقصد یہ تھا کہ جو less privileged لوگ ہیں جن کی طرف حکومت کی attention نہیں جاتی مثلاً ایک ایم پی اے یا ناظم منتخب ہو کر آ جاتا ہے تو اُس کو جو لوگ ووٹ نہیں دیتے ہم اُن کو ترقی کے سسٹم میں سے isolate اور out کر دیتے ہیں جیسے اب حکومت نے اپوزیشن کے ممبران کو ڈویلپمنٹ کے خانے میں سے out کیا ہوا ہے۔ ووٹوں کے ذریعے جو بھی سسٹم آتا ہے اُس میں لامحالہ ہماری ایک غلط روایت چلی ہوئی ہے اُس چیز کو ختم کرنے کے لئے CCB کا فنڈ بنایا گیا تھا جس کا مقصد یہ بھی تھا کہ اگر حکومت کو کہیں مالی امداد کی ضرورت پڑے تو بیس فیصد project میں سے آ جائے۔ تیسری چیز یہ تھی کہ لوگوں کو sense of ownership دینے کے لئے کہا جاتا تھا کہ ڈویلپمنٹ کے اوپر آپ لوگوں کا پیسا لگا ہوا ہے لہذا اس کی حفاظت کریں۔ یہ سسٹم less privileged لوگوں کو accommodate کرنے کے لئے بنایا گیا تھا مگر اب پھر وہ پیسا نکال کر ڈی سی او کی disposal پر جا رہا ہے۔ ایک amendment پہلے بھی ہوئی تھی کہ ضلع کونسل کی جگہ اسی حکومت نے ایک کمیٹی بنائی تھی جو فنڈز کو ضلع میں خرچ کرے گی۔ مزید اُس کمیٹی میں یہ فیصلہ بھی ہوا تھا کہ اُس ضلع کے تمام ایم پی اے صاحبان اس ڈسٹرکٹ کمیٹی کے ممبران ہوں گے جو اس پیسے کو خرچ کرے گی مگر اُس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ ہم چھوٹی چھوٹی amendments کرتے ہیں جن کا impact نہیں ہوتا بلکہ یہ غلط راستے پر لے چلتی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس amendment کو pending کیا جائے اور بجائے چھوٹی چھوٹی amendments کرنے کے بعد ہم اس پورے Bill کو revise کر لیں۔ جس طرح حکومتی بنچوں کو suit کرے اس طریقے سے اس Bill کو مکمل طور پر revise کریں تاکہ کوئی contradiction نہ آئے۔ اس Bill کو revise کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ publicity دی جائے کیونکہ اس لوکل گورنمنٹ کا تعلق down the

earthہر ایک غریب آدمی تک ہے۔ جب تک آپ غریب آدمیوں کو اس میںinvolveنہیں کرتے تب تک اس میںamendmentsکرنے سے شاید آپ مطلوبہ مقاصد حاصل نہ کر سکیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ اسBillکو ہمpendingکر کے پرنٹ والیکٹرانک میڈیا میںcirculateکریں اور اس کے متعلق عوام کی رائے لی جائے پھر اس میںamendmentsکی جائیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ذوالفقار علی گوندل صاحب!

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب چیئرمین! معاملہ چونکہ عوامی مفاد کا ہے اور یقیناً ہمارے دوست بڑی اچھی رائے دے رہے ہیں کہ اس بل کو میڈیا کے ذریعےpublicکیا جائے۔ عوامی مفاد کا معاملہ ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ کورم کی نشاندہی کریں لیکن واک تھروگیٹ کے پاس سیکرٹری ٹو وزیر اعلیٰ کھڑے ہو کر فائلوں پر دستخط کر رہے ہیں اور جب کوئی کورمpoint outکرتا ہے تو وہ اپنے اسpenکوstickبنا لیتے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ممبران کو اس ایوان میں بھیجیں کیونکہ یہی لوگوں کے نمائندے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہم سیاستدان شاید واحد بد قسمت کمیونٹی ہیں جو ہمیشہ اپنے اختیارات کو اس گروپ کے حوالے کرتے ہیں جو بیوروکریسی کے اندر بھی کسی گروپ کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اپنیhegemonyباقی سروسز پر بھیenforceکرنے کے لئے ہمیشہ بے تاب رہتا ہے اور یہ ڈی ایم جی گروپ کا ہی شاخسانہ ہے کہ آئے دن بتدریج ہونے والی ترامیم کے ذریعے عوامی نمائندوں سے ان کے اختیارات چھین کر اور باقی سروسز سے اپنے اختیارات چھین کر اپنے اندرconcentrateکرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ پنجاب کے اندر شاید چند ایک ڈی سی اوز ہیں جوProvincial Management Servicesسے تعلق رکھتے ہیں باقی تمام کے تمام ڈی سی اوز ڈی ایم جی گروپ سے ہیں۔Where asاپنے کالج کے زمانے سے ان سے زیادہ ذہین لوگ جو اس وقت ڈاکٹرز بنناoptکرتے ہیں یا وہ انجینئرز بننے کے لئے اپنےmid night oilکوburnکرتے ہیں اور ان سےcompetitionمیں پیچھے رہ جانے والے بعد میں

اکثر سی ایس ایس کرکے انہی کے اوپر مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ ابھی بارہ یا تیرہ ای ڈی اوز میں انجینئرز بھی ہیں، ڈاکٹرز بھی ہیں، ان میں اگر ایکسیئن ہائی ویز، ڈسٹرکٹ ہائی ویز، بلڈنگ کے آفیسرز، ای ڈی او ہیلتھ وغیرہ اور ان میں اور بھی اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ ہیں جن میں سے زیادہ تر گریڈ19 یا اس سے اوپر کے ہیں۔ اگر بڑے اضلاع ہیں تو اس صورت میں بعض اوقات گریڈ20 کے آفیسرز بھی وہاں پر ای ڈی اوز کی ڈیوٹی کر رہے ہیں تو کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ ایک خاص گروپ کی hegemony کے اوپر گریڈ20 کی بجائے گریڈ18 کا آفیسر، گریڈ19 کا آفیسر یا کسی پروفیشنل کے اوپر اپنا پسندیدہ ڈی سی او مسلط کر دیا جائے، میں کسی گروپ کا مخالف نہیں ہوں لیکن اس بل سے یہ intention ضرور نظر آتی ہے کہ باقی گروپوں کو زیر کرنا مقصد ہے اور ہماری بدقسمتی ہے کہ سب سے بڑے صوبے کی حکومت instrumental کے طور پر کام کر رہی ہے اور اس پر moreover ایک ایم پی اے کو اکاؤنٹس کمیٹی میں اس کے اوپر ایک کلرک لگا دیا گیا ہے۔ سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے اوپر جب بھی فنڈز کی allocation ہوگی تو کمیونٹی کو اس کے اوپر on board نہیں لیا جائے گا، اس میں کسی ایم پی اے یا کسی ناظم پر مشتمل کوئی کمیٹی نہیں بنائی جائے گی اور ڈی سی او جو آمرانہ فیصلہ کرے گا، میں تو یہ کہوں گا کہ ہمارے باقی ایم پی ایز اور ہم نے ماضی میں دیکھا ہے کہ ڈی سی کے دفتر کے باہر کھڑے ہو کر انتظار کرتے تھے۔ اس ڈی سی او کے ساتھ لگے "او" کو ہٹا دیا جائے اور اسے ڈپٹی کمشنر کر دیا جائے اور آئندہ اس اسمبلی کی regulation کو بھی ڈی ایم جی گروپ کے حوالے کر دیا جائے تو بجائے ان ترامیم کرنے کے زیادہ مناسب ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں جس طرح پہلے ہمارے معزز ممبر نے کہا کہ ایک ڈی ایم جی آفیسر ہی واک تھرو گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر ہمارے حکومتی پارٹی کے ایم پی ایز کو regulate کر رہا ہے اور فائلوں پر sign کر رہا ہے تو ہم خود اپنے اختیارات کیوں surrender کر رہے ہیں اور کیا عوام غلط فیصلہ کرتی ہے جب وہ عوامی نمائندہ چنتی ہے تو ایک collective wisdom ہوتی ہے اور اکثریت کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ یہ اختیار عوام کا ہے اور عوام کے پاس ہی رہنے دیا جائے اسے بیوروکریسی کے سپرد نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین! چونکہ ایک دفعہ یہاں پر A.D.P کی لسٹ شائع ہوئی تھی جس میں 35 اضلاع کو show کیا گیا تھا اور صرف ایک ضلع منڈی بہاؤالدین کا نام omit کیا گیا تھا اور وہ اس لئے omit کیا گیا تھا کہ وہاں کے دونوں ایم این ایز اور پانچوں ایم پی ایز گورنمنٹ سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ یونیفکیشن بلاک بنانے سے انکار کرتے ہیں، وہ فارورڈ بلاک بنانے سے انکاری ہیں، similarly اس میں بھی

منڈی بہاؤالدین اور یہ entered مجھے لگتا ہے کہ یہاں ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جس میں ایم پی ایز کا ذکر ہے۔ان ایم پی ایز کے ضلع کا ذکر نہیں ہے تاکہ منڈی بہاؤالدین کے اوپر بھی جہلم سے یا اس کے ہمسایہ ضلع سے لاکر ایم پی ایز مسلط کئے جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! welcome back میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کے ذریعے حکومت پنجاب نے اپنے قول وفعل کے اندر تضاد کو بہت نمایاں طور پر اجاگر کیا ہے۔ ایک طرف یہ early election کا مطالبہ کرتے ہیں اور دوسری طرف اس الیکشن سے بھاگتے ہیں۔ان کے بھاگنے کی ریت کو ختم کریں اور الیکشن کروائیں جبکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم دن دیں گے وہ دن مزید 365 دنوں کا ہوگا۔ جنرل ضیاء الحق کی روایت اور تربیت ان میں سرایت کر گئی ہے لہذا یہ اس سے چھٹکارا حاصل کریں۔90 دن والے ضیاء الحق والے قانون کو نہ لایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ آپ ایک Select Committee بنائیں جو پورے اس House کی نمائندہ ہو چونکہ لوکل گورنمنٹ ایک بہت ہی comprehensive اور grass root level تک لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے، یہاں گلیوں اور نالیوں کے کام ہوتے ہیں تو ان دو ترامیم کے ذریعے، ڈکٹیٹر شپ کو dictatorial mind کے ذریعے اسے مسلط نہ کیا جائے اور اپنے قول وفعل کے تضاد کو ختم کرنے کے لئے بیوروکریسی کے اندر divide کو مزید گہرا ہونے سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پر مزید pondering ہو اور اس پر زیادہ سے زیادہ محنت کی جائے اور اپوزیشن حکومتی بنچوں سے اس کے لئے تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔اگر یہ الیکشن سے بھاگنا بھی چاہتے ہیں اور اگر یہ اپنی electoral کو مسئلہ بنا کر کل بھاگتے ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم فنڈز کی spending بڑی judicious ہونی چاہئے اور اس پر ناانصافی نہیں ہونی چاہئے۔ کوئی خاص حلقہ خاص ضلع یا خاص گاؤں اس سے neglected نہیں ہونا چاہئے اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ ڈی ایم جی کی hegemony کو بھی توڑا جائے اور عوامی نمائندوں کو empowered کیا جائے، وہاں پر خواتین کو ان کمیٹیوں میں لانے کی ضرورت ہے تاکہ women empowered ہوں اور ہماری 51 فیصد آبادی کو اس میں شامل ہونا چاہئے۔ ہمیں اپنے اساتذہ کو بھی اس میں لانے کی ضرورت ہے، ہمارے پروفیشنل انجینئرز، ڈاکٹرز اور اس میں minorities کو لانے کی ضرورت ہے تاکہ تمام segments of

society پوری طرح اس میں شامل ہوں۔ اس میں پھر moreover ان کمیٹیوں کے اندر spending ہو گی، میں یہ کہوں گا کہ اگر فی الحال اسے pending کر دیا جائے تو حکومت پنجاب کی اس میں کوئی بے عزتی نہیں ہے بلکہ اگر یہ اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چلیں گے تو ان کا نام بڑا ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کو وہ بھلا کیسے پسند آئے گا؟ جی، شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ آج لوکل باڈیز کی بات ہو رہی ہے تو میرے خیال میں اپوزیشن کے دوستوں نے اس پر جتنا output دیا ہے اور جتنی گفتگو کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کا کام نہیں ہے بلکہ آپ اپنی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ لوکل باڈیز کا جو issue ہے تو ہم لوگ آج ایک جمہوری دور سے گزر رہے ہیں اور جب ایک آمرانہ دور ہوتا ہے تو ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور جب جمہوریت کا دور ہوتا ہے تو ہم آمرانہ سوچ show کرتے ہیں جس کی وجہ سے آج بہت سارے ایسے لوگ جو چور دروازوں کے ذریعے، بیسا کھیوں کے ذریعے حکومتوں میں آتے ہیں ہمارے روّیوں کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ amendment پر بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں amendment پر ہی آ رہا ہوں کیونکہ amendment کا تعلق ہمارے روّیوں اور ہماری جمہوری سوچ سے ہے۔ Amendment سے یہ سوچ نہیں آنی چاہئے، بلکہ جن کو ہم نے impart کرنا ہے ہم ان کو disfranchise کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگست 2010 سے لے کر اکتوبر 2010 تک لوکل باڈیز کا سسٹم چلتا رہا اس پر کون سا cover تھا جس پر extension لی گئی؟ اس کے بعد پھر اکتوبر 2011 سے لے کر آج تک کسی قسم کا کوئی legal cover اسمبلی سے لیا گیا اور نہ ہی گورنر صاحب کے پاس آرڈیننس کے لئے بھیجا گیا۔ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اس کے دوران جو ترقیاں ہوئیں اور ڈویلپمنٹ کے کام ہوئے اس کی کیا fate ہو گی؟ ہم بلدیاتی الیکشن سے متعلق ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نیچے والے لوگوں کو اختیارات دینے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ آپ سے نیچے نہیں ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔ ہمارے جو فنڈز تھے ان پر باقاعدہ Rule ہے وہ بھی میں پیش کرتا ہوں۔ اس Rule کے تحت اگر ضلعوں کو فنڈز دے

دیئے جائیں تو پھر وہ فنڈز اوپر نہیں لائے جا سکتے۔یہاں پر یہ ہوا کہ آج ہمارے اضلاع سے خاص طور پر neglected areas سے ،یہاں جنوبی پنجاب کی بات ہوتی ہے توان ضلعوں سے فنڈز نکال کر اوپر لاتے ہیں اور یہاں لگائے جاتے ہیں۔ان فنڈز سے یہاں پر رائیونڈ کی سڑکیں بنائی جارہی ہیں، دو دو مہینوں میں راتوں رات فلائی اوور بن گئے ہیں جن کے لئے بجٹ میں بھی پیسے نہیں رکھے تھے اور ان کی اجازت بھی اس ہاؤس سے نہیں لی گئی۔ ہم اس extension کو سمجھتے ہیں کہ یہ عوام کے حقوق پر ڈاکا ہے جو ہم نہیں ڈالنے دیں گے۔آپ ایک طرف بات کرتے ہیں جنرل الیکشن کی اور کہتے ہیں کہ فی الفور جنرل الیکشن کروائے جائیں کیونکہ آج پاکستان کے اندر کسی کو حقوق نہیں مل رہے۔آپ بات کرتے ہیں الیکشنوں کی، کل بھی میں نے آپ کے بہت سارے لیڈران کو ایک جلسے میں کہتے ہوئے سنا ہے اور میاں صاحب نے بھی بار ہا یہ کہا ہے کہ اب جنرل الیکشن کا وقت آ گیا ہے۔جب ایک صوبائی حکومت بلدیاتی الیکشن نہیں کروا سکتی تو وہ کس منہ سے جنرل الیکشن کا مطالبہ کرتی ہے،ان کے قول اور فعل میں کتنا تضاد ہے؟یہی میں بات کرتا ہوں کہ یہ نہ ہو کہ It is useless to cry over the spilt milk ابھی بھی وقت ہے،ابھی بھی وقت ہے ہمیں اپنے رویّوں پر غور کرنا ہوگا۔جب یہ بلدیاتی ادارے توڑے گئے تھے تو یہ کہا گیا تھا کہ ضلعی ناظموں نے جو کرپشن کی ہے ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔آج سے ٹھیک پندرہ دن پہلے ایک ضلعی ناظم جس کا تعلق ضلع بہاولنگر سے تھا اس کو جس شان و شوکت کے ساتھ مسلم لیگ (ن) join کرائی گئی وہ پورے پاکستان نے دیکھا ہے۔چشتیاں میں اسی ضلعی ناظم نے میاں صاحب کا جب استقبال کیا اور میں نے خود سنا،اسی ہاؤس کے اندر سنا کہ اس ضلع ناظم نے کرپشن۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات تو amendment سے متعلقہ نہیں ہے۔آپ کی مہربانی ہے، relevant بات کریں۔

کورم کی نشاندہی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم اس بل پر سمجھتے ہیں کہ یہ عوام کے حقوق پر ڈاکا ہے، ہمارے ان علاقوں پر ڈاکا ہے جن کا بجٹ وہاں سے نکال کر لاہور لایا گیا ہے۔ میں کورم کی اسی بات پر نشاندہی کروں گا اور کورم point out کروں گا کہ ہم اس کی extension نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہ عوام کے حقوق پر ڈاکا ہے اور ہم اس پر بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی! آپ نے کورم کی نشاندہی کے دوران بات ختم کر لی تھی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہیں، اس وقت بات جاری تھی۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ جتنے ہمارے بھائی حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں، ہمارا کوئی بھی بھائی یہ نہیں چاہتا کہ لوکل باڈی الیکشن نہ ہوں۔(شور غل)

MR SPEAKER: Order please, order in the House. Carry on please.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے جتنے بھائی اور دوست یہاں بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی بھی دوست یہ نہیں چاہتا کہ صوبہ کے اندر بلدیاتی الیکشن نہ ہوں چونکہ بلدیاتی الیکشن ہی ایک ایسا سسٹم ہے جب نیچے سے اوپر تک جمہوریت آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی ادارے ہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اپنی لیڈرشپ سے بھی پوچھ لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں کہ اگر ضیاء الحق اور پرویز مشرف جیسے ڈکٹیٹر بلدیاتی الیکشن کو support کریں اور بلدیاتی الیکشن کروائیں۔ اس کے برعکس ہمارا رویّہ یہ ہو کہ ہم بلدیاتی اداروں کو توڑنے کے باوجود بلدیاتی اداروں پر extension پر extension لے کر آئیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی نیت یہ ہو کہ ہم نے بلدیاتی اداروں کے اندر reforms لے کر آنی ہیں تو مجھے صرف اتنا عرض کر لینے دیجئے کہ اپوزیشن بھی اس اسمبلی کا حصہ ہے۔ ہم نے مان لیا کہ مشرف کا دیا ہوا نظام غلط تھا، مشرف نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے غلط نظام مسلط کیا

لیکن ہم نے کیا کیا، ہم اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود کیا کوئی نظام لائے ؟اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ اتنے نااہل ہیں کہ ہم سے تو ایک ڈکٹیٹر بہتر تھا جس نے بلدیاتی نظام بنانے کے بعد الیکشن کروائے اور بنیادی جمہوریت کا نظام دیا۔ ہم لوگ extension پر extension دیئے جا رہے ہیں تو پھر مجھے بتائیے کہ وہ جس Bill میں یہ reforms لے کر آنا چاہتے ہیں تو کیا آج تک ان پر جو discussions ہو رہی ہیں ان کی کسی میٹنگ کے اندر قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب کے ساتھ یا ہاؤس کی کمیٹی میں یہ reforms discuss ہوئیں؟

جناب سپیکر! اب میری ادب کے ساتھ گزارش یہ ہے کہ میرے یہ سارے بھائی جنہوں نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دیں ہیں، سوائے ایک، دو دوست جن کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے، کوئی دوست یہ نہیں چاہتا کہ بلدیاتی الیکشن صوبہ کے اندر نہ ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"ساروں کو نہ ملائیں اپنی بات کریں" کی آوازیں)

MR SPEAKAR: No interruption

وہ آپ کی نمائندگی کر دیں گے۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر ہم لوگوں کی بات سن لیجئے گا۔ آج اگر Bill پاس نہ ہوا اور extension نہ ملی۔ اتنی کوئی قیامت نہیں آ جائے گی۔ اگر عوام کے حقوق اتنی جلدی میں bulldoze نہ بھی کئے جائیں گے اور کم از کم اپوزیشن کو یہ تو پتا چلے کہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے amendment لے کر آئے ہیں جو بات ہم کرنا چاہتے ہیں وہ اس ہاؤس، جمہوریت اور ان اداروں کے لئے بہتر ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر دوں کہ اگر ہمارا روّیہ بھی وہی رہا جو آمروں کا تھا جن کا ہم پیچھے ذکر کرتے ہیں کہ یحییٰ خان، ایوب خان، ضیاء الحق اور فلاں فلاں تھا۔ اگر وہ آمر جنہوں نے یہاں پر ایک جھوٹی جمہوریت دی لیکن انہوں نے grass root level پر بلدیاتی الیکشن کروا دیئے۔ آج ہم کس منہ سے عوام کے پاس جا رہے ہیں، ہم کیا کہتے ہیں کہ ہم جمہوری لوگ ہیں اور ہمارا روّیہ جمہوری ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, No cross talk. Carry on.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس سے پہلے کہ ٹرین چھوٹ جائے، اس سے پہلے کہ کل ہم لوگ پھر اپنے روّیوں

کو کوسیں، اس سے پہلے کہ ہم کہیں کہ نہیں ہم جمہوری لوگ ہیں، ہم نے جمہوریت کے لئے ماریں کھائی ہیں، ہم عوام کو حقوق دینا چاہتے ہیں، ہمارے حقوق سلب کر لئے گئے ہیں، ہمارے حقوق پر ڈاکا پڑ گیا ہے تو آج اس ہاؤس کے اندر عوام کو ان کے حقوق دینے کا ثبوت دیجئے، آج اس ہاؤس کے اندر ثبوت دیجئے کہ ہم لوگوں نے ماضی سے سبق سیکھا ہے، آج ہاؤس میں اس بات کا پیغام دیجئے کہ ہم لوگوں نے جو ماریں کھائی تھیں اور مشرف کے خلاف شہید بی بی نے اپنا خون کا نذرانہ دے کر اس جمہوریت کو بحال کرایا تھا تو آج ہمیں اپنے روّیوں کو ثابت کرنا ہوگا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی! اب آپ کی طرف سے کوئی نہیں ہے۔ چلیں، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Bill میں ترامیم یہ دی گئی تھیں کہ اس Bill کو منادی کے لئے شائع کیا جائے اور جو انہوں نے تقریریں کی ہیں وہ ان amendment کے لئے کی ہیں جو ابھی آگے آنی ہیں لیکن اس پر کسی نے کوئی بات نہیں کی۔ وہ ترامیم جو آگے آرہی ہیں جس میں "ڈی سی او" کے گریڈ 19 کی condition کو amend کرنے کی بات کی گئی ہے لیکن extension پر انہوں نے بہت لمبی چوڑی بات کی ہے اور کہتے ہیں کہ جی کس منہ سے جائیں گے، کیسا منہ لے کر جائیں گے تو بھائی جیسا منہ تم سندھ میں لے کر جاؤ گے ویسا ہم بھی لے کر چلے جائیں گے یہ کون سی بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ بلدیاتی نظام صرف پنجاب میں نہیں تھا یہ پورے ملک میں تھا جس منہ سے تم کل 27۔دسمبر کو لاڑکانہ گئے ہو ذرا وہ منہ بھی یاد رکھو؟ اس میں تقریباً چھ کے قریب ترامیم ہیں تو میں ان کے متعلق عرض کروں گا ان کی واقعی administrative point of view سے بھی ضرورت ہے اور قطعی طور پر کوئی عوامی حق ادھر سے ادھر نہیں ہو رہا یہ خواہ مخواہ ان کی زیب داستان ہے اور اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو vote out کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے لاڑکانہ کے متعلق جو بات کی ہے انہیں معلوم ہونا چاہئے انہی کی وجہ سے آج ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ بعد میں اس پر بات کر لیں۔ اب question put ہو گیا ہے۔ میں نے question put کر دیا ہے اب بات نہیں ہو سکتی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: اب آپ اس کے بعد بات کریں۔ بڑی مہربانی۔ اب put question ہو رہا ہے۔ میں نے move question کیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری گزارش ہو گی کہ لاڑکانہ کا لفظ حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بسراء صاحب! ایسے کام نہیں چلے گا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! 27۔ دسمبر کو محترمہ کی برسی تھی انہوں نے اس کے متعلق جو بات کی ہے یہ غیر مناسب ہے۔

جناب سپیکر: ان کے لئے ہم سب نے دعا کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب والا! چلیں ہم تو لاڑکانہ گئے لیکن میاں نواز شریف پھر کیوں گئے تھے؟

جناب سپیکر: مہربانی۔ یہ باہر جا کر پوچھ لیں۔ یہاں پوچھنے والی باتیں نہیں ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! لاڑکانہ والا لفظ تو حذف کروائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح بات ٹھیک نہیں ہے۔ This is no way. Let me put the question. آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! یہ ضیاء الحق کی پیداوار ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی آپ کی۔ آپ پھر بات کریں۔ Let me put the question. آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! یہ بھی ایوب خان کی پیداوار ہیں۔

جناب سپیکر:آپ بھی تشریف رکھیں۔آپ کیا کر رہے ہیں۔مجھے question put کرنے دیں۔آپ کی مہربانی۔چودھری صاحب!آپ بعد میں بات کر لیں۔آپ تشریف رکھیں۔No comments and no cross talk.۔آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب والا!ان کے لئے ڈاکٹر کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر:کس کے لئے؟

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):راناصاحب کے لئے۔

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی ایسی باتیں نہ کریں۔اب اگر کوئی ایسی ویسی بات کرے گا تو میں اس کا notice لوں گا۔

The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, second amendment starts. The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar

Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj. (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Dr. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Any mover may move it.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے move کر چکی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں نے پہلے move نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں، تیسرے نمبر پر آپ نے بات کر لی ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ کسی اور صاحب کو ترمیم پیش کرنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں نے ترمیم پیش نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ ان کو rule پڑھائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31st January 2012:

1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA
2. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA
3. Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA

4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
5. Mr. Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms. Zobia Rubab Malik, MPA
7. Mrs. Ghazala Saad Rafique, MPA
8. Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
9. Mrs. Amna Ulfat, MPA
10. Syed Hassan Murtaza, MPA”

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31st January 2012:-

1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA
2. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA
3. Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
5. Mr. Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms. Zobia Rubab Malik, MPA
7. Mrs. Ghazala Saad Rafique, MPA
8. Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
9. Mrs. Amna Ulfat, MPA
10. Syed Hassan Murtaza, MPA”

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہم نے لوکل گورنمنٹ کی جو second amendment move کی ہے۔ اس ترمیم کے اندر بہت ساری اہم چیزیں لوکل گورنمنٹ کے بل کی شکل تبدیل کر دیں گی وہ اس عمل کے ساتھ ہوں گی اور ان ترامیم کے ساتھ ہوں گی۔ ہمارا اسمبلی کا جو ریکارڈ ہے وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ لوکل گورنمنٹ کی جو کمیٹی ہے اس نے ایک sitting کے اندر ان ساری چیزوں کو hardly pass کر دیا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی نے اس کے اندر اچھی addition بھی کر دی ہے جو کہ original Government Bill میں شامل نہیں تھی جس میں انہوں نے یہ کہا کہ جیسے ہی لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہوں گے یہ خود ہی dissolve ہو جائیں گی لیکن وہ بہت ساری چیزوں کو overlook کر گئے ہیں اسی لئے ہماری یہ گزارش ہے کہ اس کو دوبارہ House کی Select Committee کے اندر بھیجا جائے اور اس کے جو مختلف پہلو ہیں ان پر غور کیا جائے۔ لوکل گورنمنٹ دنیا کے ہر جمہوری حکومت کے اندر، ہر جمہوری دور کے اندر اور ہر جمہوری form of Government کے اندر ایک third Chair of Government established ہے اور جہاں اس ایوان کے اندر ووٹ دینے والے کا ووٹ مقدس ہے، نیشنل اسمبلی یا سینیٹ کے ایوان مقدس ہیں اسی طرح ضلع، تحصیل اور یونین کونسل کی اسمبلیاں بھی مقدس ہیں وہ بھی اسی طرح عوام کی نمائندگی کرتی ہیں جیسے کہ یہ اسمبلیاں کرتی ہیں لیکن بد قسمتی سے ہماری اس اسمبلی نے ان ضلعی، تحصیل ٹاؤن اور یونین کونسل کی اسمبلیوں کے حقوق کو غصب کرنے کا یہاں سے بار بار قانون پاس کیا۔

جناب سپیکر: excuse for a moment ایک گھنٹہ ٹائم بڑھا دیا جائے۔ جی، Carry on

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہم اس amendment کے ساتھ جو تبدیلیاں لائے ہیں بعد میں ان کی تفصیل آئے گی وہ ساری تبدیلیوں کا لوکل گورنمنٹ کے نظام پر for reaching effect ہو گا۔ رانا صاحب نے پچھلے point کے اندر بہت اچھے طریقے سے elaborate کیا تھا کہ کس طرح لوکل گورنمنٹ کا آرڈیننس 2000 میں جو basic principle تھا ہم جو مختلف ترمیمیں کرتے رہے ہیں ہم نے ان کے ساتھ اس کی اصل شکل مسخ کر دی ہے اور آج جو لوکل گورنمنٹ کا بل اس قانون پاس ہونے کے بعد آئے گا اس کی شکل original قانون کی روح سے متضاد ہو جائے گی۔ اگر پورے کا پورا law change کرنا ہے جیسا کہ حکومت بار بار یہ کہتی ہے کہ ہم پورے کے پورے law پر کام کر رہے ہیں چار سال ہونے کو ہیں لیکن law پاس نہیں ہوا اور ابھی جو کام چل رہا ہے اگر ہم نے اسے legal cover دینا ہے تو ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس طرح کریں کہ ان

معاملات میں جو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے decisions ہیں ان کے ساتھ بھی یہ متضاد نہ ہو۔اگر آپ اجازت دیں تو میں عدالت کے دو چار decisions refer کرنا چاہوں گا، میں lawyer نہیں ہوں بلکہ میں نے کسی سے پوچھا ہے لاء منسٹر صاحب ماشاء اللہ لاء گریجویٹ ہیں اور practicing lawyer ہیں یہ اس پر میری زیادہ بہتر رہنمائی کر سکیں گے۔ میں case refer کرتا ہوں کہ:

PLD 1997 Supreme Court Meher Ali Babu V/S others and Government of Punjab and others

فیصلے میں لکھا گیا ہے کہ:

The local councils are the first tier of democratic process and since generally they perform municipal

جناب سپیکر: یہ بھی بتانا ہوتا ہے کہ صفحہ کون سا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صفحہ آپ کو مل ہی جائے گا میں نے عرض کی ہے کہ میں وکیل نہیں ہوں بلکہ میں نے تو کسی سے پوچھا ہے۔

Function the general public is widely interested in their existence and performance. They are training ground future for political leaders of the national stature. Sir

یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے پھر 2005 میں خواجہ احمد حسان صاحب جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ٹاؤن ناظم تھے ان کے فیصلے کے اندر عدالت نے لکھا ہے کہ:

It is high time to let the newly award system work freely and without any political and bureaucratic interference for interruption of any kind

جناب سپیکر! خواجہ احمد حسان پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ٹاؤن ناظم تھے جن کے حق میں یہ فیصلہ آیا عدالتوں نے بار بار یہ بات کہی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کا نظام چلتے رہنا چاہئے۔آگے چلتے ہیں

Muhammad Ramzan and three others V/S Government of Pakistan and others Sir

اس میں ہے کہ:

Punjab Local Government Ordinance 2001 was the feeling of the Government to give political power to the

general public by bringing down their hands, the administrative and financial authority up root the corruption so the individuals of this country sitting away the individual of this country sitting away from the Parliament make participation in development and to build up their own state. ایوان اقتدار

رانا صاحب! اس پر تو آپ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے یہ ضلع ناظم قصور بنام حکومت پنجاب 2008 کا کیس ہے شاید آپ مجھ سے زیادہ اس سے familiar ہوں گے اس میں عدالت نے کہا کہ:

Without having financial independence and sovereignty and institutions of Local Government or Federal Provincial Government could function to approve a budget or to have a budgetary powers would effect sovereignty of the institution.

ہم لوکل گورنمنٹ کے حقوق غصب کرنے کا معاملہ لمبا کر رہے ہیں یہ ان ساری چیزوں کی روح کے خلاف ہے۔سپریم کورٹ کا ایک اور فیصلہ ہے۔

Supreme Court Federation of Pakistan and other V/S Syed Ali Murad Shah and twelve others. The concept of Local Government investitures participation of the local population at gross route level and it is with the spirit, the system of Local Government has been introduced through this system. The basic idea to enforce the system is not only to decentralize a democratic system but also to promote the welfare of common man for its success and stability. The completion of success process is essential.

یہ محسن لغاری نہیں کہہ رہابلکہ ہماری معزز عدلیہ کہہ رہی ہے، ہماری معزز عدلیہ بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے نظام کو مستحکم کرنا ہے اسے empower کرنا ہے۔جب ہم آئین پاکستان میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں وہ آئین existent ہے ہی نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے عرض کرنے دیں آئین پاکستان جہاں پر state کو define کرتا ہے یہ آرٹیکل 7 ہے۔ state کیا چیز ہے۔آئین کہتا ہے کہ:

> In this part, unless the context otherwise requires "the state" means the Federal Government, Majlis-e-Shoora a Provincial Government, a Provincial Assembly, and such local or other authorities in Pakistan as are by law empowered to impose any tax or cess.

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ہمارے ملک کی state کا حصہ ہے۔ ہم آگے آئیں تو آئین کا آرٹیکل 17 کہتا ہے کہ جو ہم نے ابھی لوگوں کو disempowered کیا ہوا ہے ہمارا آئین کہتا ہے کہ:

> 17.1 Every citizen shall have the right to form associations or unions, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of sovereignty or integrity of Pakistan, public order or morality.

ہم نے اپنے لوگوں کو یونین کونسل، ضلع اور تحصیل کے اندر اکٹھا ہونے سے روکا ہوا ہے۔آرٹیکل 32 بڑا واضح کہتا ہے میں اسے بھی پھر سے عرض کروں گا غور سے سننے والی بات ہے۔

> **Article 32.** The State shall encourage Local Government Institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation will be given to peasants, workers and women.

یہ آئین پاکستان کا آرٹیکل 32 ہے آگے چلیں تو آئین پاکستان کا آرٹیکل (140(a کہتا ہے کہ:

Article 40(a). Each province shall, by law, establish a local Government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives…

Sir not appointed let it be noted the constitution very clearly says elected

میں وکیل نہیں ہوں لیکن میری common sense مجھے بتاتی ہے کہ ہم اس آئین پاکستان کی روح کے خلاف یہ کام کر رہے ہیں جو بار بار elected لوگوں کو اپنی اسمبلیوں کے اندر، یونین کونسلوں کے اندر، اپنی تحصیل کونسل کے اندر، اپنی ٹاؤن کونسل کے اندر اور اپنے ضلع کونسل میں آنے سے بار بار روک کر ہم یہ آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ میری بنیادی گزارش یہ ہے کہ اس کو House Committee کو refer کریں اور وہ اسے دوبارہ دیکھے کہ ہمارا یہ عمل کس طرح آئین کی روح، آئین کے مقصد اور آئین کے vision کے خلاف ہے۔ میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس بات پر میرے ساتھ agree کریں گے کہ کوئی بھی قانون جو آئین پاکستان سے متضاد ہے وہ نہیں ہو سکتا۔ میں بار بار پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ دونوں کے ساتھ گلے کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ ان دو پارٹیوں کے لیڈران نے ایک Charter of Democracy sign کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ باتیں باہر کر لیں ادھر قانون کی بات کریں۔ جو آپ کے پاس ہے اس کے مطابق بات کریں گے۔ جی بڑی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ دنیا کے ایوانوں کے اندر جب قانون کے اوپر بحث ہوتی ہے تو کئی کئی دن، ہفتے اور مہینے گزر جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہاں پر پانچ منٹ کے اندر ہمارا interest loss ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یار یہ کیا باتیں کر رہا ہے؟ پچھلی دفعہ بھی ہمارے ایک معزز وزیر صاحب نے کہا تھا کہ آپ کو بحث کرنی ہے تو ٹیلیویژن سٹیشن چلے جائیں تو کیا اب قانون سازی باہر اور ٹیلیویژن سٹیشن پر ہو گی؟ اسی ایوان میں ایک ایک شق کے اوپر کئی کئی دن بحث ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں کہتا ہوں کہ آپ ایک ایک شق پر بات کریں لیکن irrelevant نہ ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں دونوں پارٹیوں کی political leadership کو وہ commitment یاد کرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ انہوں نے Charter of Democracy میں 29 نمبر پر لکھا تھا کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن جنرل الیکشن ہونے کے بعد تین مہینے کے اندر ہوں گے۔ یہ میں نے نہیں کہا بلکہ جس پارٹی سے آپ کا تعلق ہے اس نے اور اس وقت وفاق میں جو پارٹی حکومت میں ہے اس نے کہا تھا۔ ان دونوں پارٹیوں کے دو لیڈروں نے مل کر اپنے مشیروں کے ساتھ مشورہ کر کے ایک document تیار کیا جس کا نام Charter of Democracy رکھا تھا اور جب تک یہ coalition ٹوٹی نہیں تھی ہم نے بہت عرصے تک اس کو قانون، آئین اور ہر چیز سے مقدس درجہ دے رکھا تھا۔ لگتا یہ تھا جیسے یہ کوئی آسمانی صحیفہ اُترا آیا ہے۔ اس میں نمبر 29 کے اوپر یہ واضح لکھا گیا ہے کہ جنرل الیکشن کے بعد تین مہینے کے اندر لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرائے جائیں گے۔ میرا بار بار گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسی کیا عجلت ہے کہ House کی ایک کمیٹی دس، پندرہ، بیس منٹ یا ایک گھنٹے کے اندر اس کو bulldoze کر دے، یہ دیکھے بغیر کہ اس کی کیا implications ہیں؟ اس کی implications کو دوبارہ غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے اس لئے ہم گزارش کر رہے ہیں کہ اس کو ایک Select Committee کے حوالے کر دیا جائے تاکہ یہ معاملہ re-examine ہو جائے اور اگر ہم اس کے اندر کوئی بہتری لا سکتے ہیں تو وہ لے آئیں۔ ہم اپوزیشن والوں نے اپنی بساط کے مطابق ترامیم دی ہیں۔ ان کی ایک بہت اچھی ترمیم ہے جس پر ہم نے اپنی amendment نہیں دی کیونکہ یہ ایک اچھی چیز ہے اور ایسے ہونا ہی چاہئے۔ چنانچہ ہمارا ترمیم دینے کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ہم نے صرف criticize کرنا ہے بلکہ ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ Bill کی بہتری ہو جائے۔ اگر اس میں کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہے تو اسے Select Committee کو refer کر کے دوبارہ سے oversight کیا جانا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ بڑے تحمل سے بات کریں اور کوئی ایسی ویسی بات آپ نے نہیں کرنی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل۔ جناب سپیکر! محترم محسن لغاری صاحب نے جتنے بھی آئینی حوالے دیئے ہیں وہ دراصل انہوں نے اس ترمیم سے متعلق دیئے ہیں جو کہ 180 days کی extension کے لئے ہے۔ جب وہ یہ ترمیم پیش کریں گے تو پھر میں ان کے تمام آئینی حوالوں کے جواب میں عرض کروں گا۔ سر دست اس ترمیم میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ دس ممبران

پر مشتمل ایک Select Committee بنائی جائے اور اس کو یہ Bill مزید غور کے لئے بھیجا جائے تو اس کے متعلق میری یہ گزارش ہے کہ پہلے جو مجلس قائمہ ہے جسے اس House کا mandate حاصل ہے اور اس کمیٹی میں جو دس معزز ممبران ہیں ان میں کیا گی ہے، انہوں نے اس Bill کو vet کر کے بھیجا ہے اب ہم اس کو Select Committee کو کس لئے بھیجیں؟ اس کا کوئی جواز نہیں بنتا اس لئے اس ترمیم کو vote out کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31st January 2012:-
>
> 1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA
> 2. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA
> 3. Ch Aamir Sultan Cheema, MPA
> 4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
> 5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA
> 6. Ms Zobia Rubab Malik, MPA
> 7. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
> 8. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
> 9. Mrs Amna Ulfat, MPA
> 10. Syed Hassan Murtaza, MPA

(The motion was lost.)

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کورم point out کرتی ہوں کیونکہ House میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011

(---جاری)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading start. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj. (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Mst. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Any mover may move it?

> That for Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:-
>
> "2. Amendment in Section 28 of Ordinance XIII of 2001.- In the Punjab Local Government Ordinance 2001 (XIII of 2001) hereinafter referred to as the said Ordinance, in Section 28, in sub-section (1), for the commas, words and figures", as far as possible, an officer in Basic Scale 20", the words “an officer at least Basic Scale 20, preferable from the Provincial cadre” be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That for Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:-
>
> "2. Amendment in Section 28 of Ordinance XIII of 2001.- In the Punjab Local Government Ordinance 2001 (XIII of 2001) hereinafter referred to as the said Ordinance, in Section 28, in sub-section (1), for the commas, words and figures", as far as possible, an

officer in Basic Scale 20", the words "an officer at least Basic Scale 20, preferable from the Provincial cadre" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose this amendment the out of time.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کورم point out کرنا legislation سے عدم دلچسپی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان سے یہ پوچھا جائے کہ اس بل کی report کس دن lay ہوئی اور یہ اتنے دن کیوں سوئے رہے؟

جناب سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: District Coordination Officer in every district the government shall appoint the DCO who shall be a civil servant of the Federation or the Province as for as possible an officer of basic pay scale 20.

اس amendment کے بعد حکومت یہ چاہتی ہے کہ یہ کلاز اس طرح ہو جائے کہ:

in every district the Government shall appoint a District Coordination Officer who shall be a civil servant of the Federation or the Province.

یہ کلاز اس کے گریڈ کی بات کرتی ہے اور نہ کیڈر کی بات کرتی ہے۔ ہم نے جو ترمیم دی ہے کہ وہ کم از کم گریڈ 20 کا افسر ہو اور صوبائی سروس کے افسر کو فوقیت دی جائے۔ ہماری صوبائی سروس کی درخواست اس لئے ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب کے اندر ہمارے پی سی ایس افسران کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک ہو رہا ہے حالانکہ وہ ہمارے صوبہ کے افسران ہیں اور ڈسٹرکٹ مینجمنٹ والے وفاق کے افسران ہیں جو کہ صوبہ کے اندر deputation پر آتے ہیں۔ ان کو صوبہ مانگتا ہے یا وفاق ان کو صوبوں کے پاس بھیجتا ہے۔ ہمارے پی سی ایس افسران پنجاب کے افسران ہیں اور تقریباً بارہ سو پی سی ایس افسران اس وقت صوبہ پنجاب میں کام کر رہے ہیں جبکہ پورے پاکستان کے اندر تقریباً سات سو ڈی ایم جی افسران ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر پی سی ایس افسران کو ڈی سی او لگانے کا رواج نہیں ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری ترمیم کے بعد جملہ اس طرح ہو جائے گا کہ:

in every district the Government shall appoint a District Coordination Officer who shall be a civil servant of the Federation or the Province as far as possible an officer of Basic scale 20 and preferable from the Provincial cadre

ہم پی سی ایس افسران کو prefer کریں کیونکہ پی سی ایس افسران ہمارے پنجاب کے افسران ہیں۔ ڈی ایم جی کے افسران وفاق سے یہاں پر آتے ہیں اور ہمارے صوبہ کی اچھی administrative positions پر آکر تعینات ہو جاتے ہیں اور ہمارے صوبائی کیڈر کے افسران کو یہ مواقع نہیں ملتے۔

جناب سپیکر! ہمارا بھائی صوبہ بلوچستان ہے جہاں 80 فیصد سے زیادہ ڈی سی او صوبائی سروس میں سے ہیں، وہاں ستائیس پی سی ایس افسران اس وقت ڈی سی او ہیں اور صرف تین ڈی ایم جی کے ڈی سی او ہیں۔

جناب سپیکر: کیا ان کی ترمیم بھی ہم نے کرنی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں آپ میری بات نہ روکیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: حکومت نے خود جواب دینا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ دنیا میں کسی بھی بات کی سچائی کے لئے مثال دیتے ہیں۔ اس وقت بلوچستان میں تمام کمشنر پی سی ایس افسران ہیں۔ ہمارے صوبہ کے اندر پی سی ایس افسران کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ وہ آئے دن اپنے حقوق کے لئے ہڑتالیں کرتے رہتے ہیں، جلسے کرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں کہ بھئی! ہماری سن لو۔ پنجاب حکومت اپنے پی سی ایس افسران کو اہمیت دے، جب گریڈ 20 سے چھوٹا افسر لگایا جاتا ہے تو اس سے سینئر افسران اس کے ماتحت کر دیئے جاتے ہیں۔ میں مثال دیتا ہوں کہ ہسپتال کا ایم ایس گریڈ 20 کا ایک پروفیشنل ڈاکٹر ہو گا بلکہ شاید کہیں گریڈ 21 اور 22 کے افسران بھی بیٹھے ہوں گے، ان کو آپ ڈی سی او جیسے گریڈ 18 یا 19 کا لگا دیتے ہیں تو ایک سینئر افسر کو ایک

جونیئر افسر کے ماتحت کر دیتے ہیں۔اس طرح آپ مجھے بتائیں کہ اس سینئر افسر کی اپنے معاملات کو دیکھنے میں کتنی دلچسپی رہے گی؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!لاہور کا جو ڈی سی او ہے،یہاں کسی کا نام لینا مناسب نہیں ہے۔میری اطلاع کے مطابق میں غلط بھی ہو سکتا ہوں لیکن مجھے لاء منسٹر صاحب correct کر دیں گے کہ وہ سینئر گریڈ 18 کے افسر ہیں یا جونیئر ترین گریڈ 19 کے افسر ہیں اور سروس ہسپتال کے ایم ایس کے گریڈ کے بارے میں لاء منسٹر enlighten کر دیں۔اسی طرح کالجوں کے پرنسپل جن کے اوپر ڈی سی او صاحب افسر بالا ہیں۔ہم جس وقت جونیئر افسران کو سینئر افسران کے اوپر لگاتے ہیں اور انہیں ماتحت کر دیتے ہیں تو میرے خیال میں یہ بات good governance میں نہیں بلکہ زیادتی کے ضمن میں آتی ہے کہ لوگوں کا morale down ہوگا۔ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ صوبہ کے اندر بار بار governance suffer کر رہی ہے کیونکہ ہم سینئر لوگوں کو ایک طرف کر دیتے ہیں۔آج جب یہ جونیئر افسران لگے ہوئے ہیں،اس وقت کہ جب تک قانون کی یہ شق پاس نہیں ہوتی اس کی خلاف ورزی ہے کیونکہ اس وقت جب تک یہ House اس کو vote out نہیں کرتا اس وقت تک قانون میں لکھا ہے کہ preferably گریڈ 20 کا افسر ہوگا۔"Preferably" کا مطلب یہ ہے کہ جب available ہے تو گریڈ 20 کا ہوگا اگر نہیں ہے تو مجبوراً پھر جونیئر بھی لگا دیا جائے گا۔کیا پنجاب کے صوبہ کے اندر گریڈ 20 کے یا اس سے سینئر افسران کا قحط پڑ گیا ہے،کیا پنجاب کے سینئر افسران صوبہ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور کیا وہ یہاں کسی کے ساتھ کام کرنے میں خوش نہیں ہیں کہ ہم جونیئر افسران کو سینئر افسران کی جگہ پر لگائے جا رہے ہیں؟میں پھر اپنے ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہماری ترمیم یہ ہے کہ ایک سینئر افسر جو کم از کم گریڈ 20 کا افسر ہو اور preferably صوبہ پنجاب کی صوبائی سروس کا افسر ہو جو کہ صوبہ پنجاب کو جوابدہ ہے،ڈی ایم جی افسر پنجاب کو جوابدہ نہیں ہے وہ وفاق کا ملازم ہے وہ وفاق کو جوابدہ ہے۔پی سی ایس افسر پنجاب کا ملازم ہے اور پنجاب کو جوابدہ ہے۔ہمیں اپنے پی سی ایس افسران کو encourage کرنا چاہئے۔ہمیں انہیں own کرنا چاہئے تاکہ انہیں ایک sense of ownership ملے کہ یہ صوبہ ہمارا ہے اور ہم نے اس صوبہ کے اندر کام کرنا ہے اور اگر ہم اچھا کام کریں گے تو appreciate ہوں گے۔اگر اُن کی جگہ ڈی ایم جی کے جونیئر افسران کو لگا دیا جائے گا تو ڈی ایم جی کے افسران تو ضرور خوش ہوں گے لیکن آپ اپنے بارہ سو پی سی ایس افسران کے morale کو low کر دیں گے لہذا اس چیز کے اوپر سوچ سمجھ کر ووٹ

دیجئے گا کہ پی سی ایس افسران کو ہم prefer کریں اور سینئر افسران کو ہی سینئر ایڈمنسٹریٹو پوسٹ پر لگائیں۔ شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ بات نہیں کر سکتے لہذا تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں rules کی بات کروں گا کہ میں بات کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے ایجنڈے میں اس amendment کے اندر میرا نام بھی لکھ دیا ہے اس لئے اس amendment پر بات کرنا میرا بنیادی حق ہے۔ یا تو آپ اس amendment میں میرا نام نہ لکھتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ میں rules کے خلاف نہیں جا سکوں گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ I am grateful

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں rules کی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ rules کیا کہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کوئی document یا کاغذ item of the agenda میں جمع کرایا جائے اور وہ specific date میں آ جائے تو پھر rules کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں، دفتر نے آپ کا نام لکھ دیا ہے مگر رانا صاحب نے نشاندہی کر دی ہے لہذا I have to take notice.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا نام ایجنڈا میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ ہم اسے delete کرتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ایجنڈا کس نے print کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے جو تاریخ لکھی ہے وہ پکڑی گئی ہے اس لئے rules کے مطابق آپ بات نہیں کر سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا آپ ایجنڈے کو bulldoze کر سکتے ہیں اور یہ print کس نے کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ میری بات تحمل سے سنیں۔ Don't waste time of this Honourable House.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے اس amendment میں میرا نام دیا ہے اور یہ ایجنڈا میں نے نہیں بنایا جہاں میرا نام لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی جو relevant بات ہوگی وہ میں ضرور سنوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ بات relevant ہی ہے کہ میرا نام اس amendment میں لکھا ہوا ہے لہذا میں بول سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس کی تحقیق اپنے طور پر بھی کروں گا کہ آیا کس نے یہ نام print کیا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ایجنڈا میں نے نہیں بنایا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جس نے یہ غلطی کی ہے میں اُس کا notice لوں گا۔ Don't worry and you can't talk on it. اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے آپ صرف یہ بتادیں کہ آپ نے اس ایجنڈے کو entertain کیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، یہ rule میں موجود ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے rule بتادیا جائے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ Rule 105 پڑھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جو چیز ایجنڈا پر لکھی جائے اُس سے کوئی deny نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اگر آپ ہاؤس کو چلنے نہیں دیتے تو آپ کی مرضی ہے ورنہ مجھے کوئی اپنا طریق کار اختیار کرنا پڑے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اسی amendment پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تو پہلے بول چکی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اِس پر بول سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے floor محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کو دے دیا ہے۔ محترمہ! آپ بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے rule پڑھنے دیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ meanwhile پڑھ لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rule 105 یہ کہتا ہے کہ:

105. AMENDMENTS.

(1) When a motion that the Bill be taken into consideration has been carried, any member may propose such amendment to the Bill as is within the scope of, and relevant to, the subject matter of the Bill.

(2) If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant Clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved.

جناب سپیکر: دیکھیں، ہم نے آپ کا نام لکھ دیا لیکن پھر اعتراض آیا کہ یہ within the time نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ آپ powerful ہیں یا لاء منسٹر صاحب؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اسے oppose کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ غلط ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بتائیں کہ یہ print مجھے کس نے دیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ amendment بہت ہی اہم ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں Chair کے اس روّیے کے خلاف احتجاجاً بائیکاٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مرضی ہے اور یہ note کرلیں کہ آئندہ میں بھی اپنا روّیہ آپ کے مطابق ہی رکھوں گا۔

(اس مرحلہ پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا احتجاجاً بائیکاٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اپنی بات جاری کروں؟

جناب سپیکر: بسراء صاحب! نولاٹیا صاحب کو منا کر لائیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمیں logic کو سامنے رکھتے ہوئے بات کرنی چاہئے۔ معزز ممبران کا یہ ایوان ہے اور ہم سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ قانون کے اندر جو بھی lacunas ہیں اُن کو identify کریں۔

(اس مرحلہ پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائے)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نولاٹیا صاحب کو لے آیا ہوں مگر انہیں ایک منٹ بات کرنے کا موقع دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے کب انکار کیا ہے؟ دیکھیں، میرے دفتر نے ان کا نام incorporate کر دیا لیکن رانا صاحب کی طرف سے objection آ گیا کیونکہ rules کی clear violation ہے لہذا میں کیسے اُن کی بات سنوں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: ہم آپ کو welcome کرتے ہیں مگر میں نے اب floor اُن کو دے دیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ بات کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ معزز ایوان اسی لئے ہے کہ جب ہم قانون سازی کرتے وقت کوئی amendment لاتے ہیں تو اُس کے پیچھے کوئی logic ہونی چاہئے۔ یہ amendment ایک جملہ یا اخلاقاً پیش نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیچھے بہت سارے سوالات اور logics

ہیں۔ پہلے ہی یہ قانون موجود ہے کہ گریڈ بیس کا افسر ہونا چاہئے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ ایک چھوٹے گریڈ کے افسر کو بڑے گریڈ کے افسر کے اوپر تعینات کر دیتے ہیں لہذا آپ خود سوچیں کہ جب بڑے گریڈ کا افسر چھوٹے گریڈ کے افسر کے سامنے جوابدہ ہو تو اُس کی کیا حالت ہو گی؟ ہم سب سمجھ سکتے ہیں کہ ایک سینئر جب جونیئر افسر کے آگے جوابدہی کے لئے کھڑا ہو گا یا وہ اسے sir کہہ کر مخاطب کرے گا تو یہیں پر میں سمجھتی ہوں کہ ہر طرح کے قوانین کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔ ڈی سی او حضرات بھی گوشت پوست کے بنے ہوئے انسان ہیں، وہ کوئی آسمانی مخلوق نہیں ہیں کہ ہم ہر چیز ڈی سی او حضرات کے اوپر ہی ڈالے چلے جا رہے ہیں کہ یہ کام بھی ڈی سی او نے کرنا ہے اور فلاں کام بھی ڈی سی او نے ہی کرنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عوامی نمائندے گھر چلے جائیں۔ پہلی بات یہ کہ منتخب نمائندے جو عوام کے ووٹ لے کر آتے ہیں اُن کے حصے کا کام اور باقی سارا load بھی ایک کم گریڈ کے جونیئر افسر کے سَر پر ڈال دیا گیا ہے وہ کیسے انصاف کر سکے گا۔ دوسری بات یہ کہ سینئر افسر کس منہ سے جونیئر کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑا ہو گا؟ ہم نے تمام قانون سازی logics کو سامنے رکھتے ہوئے کرنی ہے۔ غلطیاں ہر ایک سے ہو سکتی ہیں مگر لاء منسٹر صاحب اس چیز کو کھلے دل سے تسلیم کر لیں کیونکہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کئی amendments کو بحث و تکرار کے بعد تسلیم کر لیا گیا۔ ایک مثال اسی ایوان میں میرے سامنے بھی آئی کہ لاء منسٹر صاحب نے ایک amendment کو تسلیم کرتے ہوئے Bill کا حصہ بنایا اور appreciate بھی کیا تھا لیکن اس میں انا نہیں ہے اور ہم سب نے مل کر عوام کی فلاح و بہبود کے لئے سوچ سمجھ کر سسٹم کو بنانا ہے کیونکہ سسٹم کے اندر اگر lacunas ہیں، اس سسٹم اور قانون کے اندر کوئی lacunas ہیں تو انہیں کس نے نکال کر سامنے رکھنا ہے؟ یہ بات اگر logic کے ساتھ ہم نہیں بیان کر پائیں گے تو ضرور وزیر قانون اور آپ ہمیں روک سکتے ہیں لیکن اس بات کے جواب میں کیا ان کے پاس arguments ہوں گے؟ یہ سیدھی سیدھی سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں۔ میں کوئی لمبی چوڑی بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ خدارا اس کے اوپر ضرور غور کریں جس کا کام اسی کو ساجھے اور اس کے اندر میرٹ بھی چھپا ہوا ہے اس میں سب سے اہم part میرٹ ہے اور پھر جیسا کہ انہوں نے بات کی کہ پی سی ایس آفسران جو کہ صوبے کے ہیں جن کا حق ہے اور وہ بے چارے ہمارے ہاں اسمبلی کے باہر آ کر بھی سراپا احتجاج بنے رہے ہیں۔ ان کا یہ حق ہے اور اگر آج ہم اس پر سنجیدگی سے نہیں سوچیں گے تو پھر کب سوچیں گے؟ یہ وقت ہے کہ ہم ان چیزوں کو شامل کر لیں کیونکہ اس سے وزیر قانون صاحب کا اقبال بلند ہو گا کہ انہوں نے اپوزیشن کی ایک صحیح بات مان کر شامل کر لی ہے اور اس

کے دور رس نتائج ہوں گے۔ اگر ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو ہم جمہوری دور سے نہیں گزر رہے کہ جب ہم ایڈمنسٹریٹرز کو ایک عوامی نمائندے کے سر پر بٹھا دیں گے تو ہم جمہوری دور سے نہیں گزر رہے بلکہ جمہوری دور کے اوپر سے گزر رہے ہیں، نیچے جمہوریت تڑپ رہی ہے اور سر روندتے ہوئے ہم نکلتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم نے ان چیزوں پر اگر آج غور نہ کیا تو پھر وہی بات ہو گی کہ اس ایوان سے کوئی complete authentic قانون نہیں نکلیں گے، lacunas رہ جائیں گے اور بعد میں ہم عوام کو اور لوگوں کو بھگتنا پڑے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی تمام ترامیم short in time ہیں---

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کبھی بھی یہ روایت نہیں رہی اور نہ ہی rules book اسے defer کرتی ہے کہ جو ایجنڈا printed form کے اندر جناب سپیکر House کے اندر ایک دفعہ lay کر دیں اسے cancel نہیں کر سکتے---

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: وہ legal ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے کہ office نے آپ کا نام ترامیم میں لکھ دیا جسے oppose کرتے ہوئے نشاندہی کر دی گئی کہ ان کا notice within time نہیں ہے اس لئے اس پر بحث کرنے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں رولز کے مطابق ثابت کروں گا---

جناب سپیکر: نہیں، نولاٹیا صاحب! میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا اور آپ کا موقف سن لیا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جو ترامیم سیکرٹریٹ میں جمع کروائی جاتی ہیں وہ سب کی سب ایجنڈے پر آتی ہیں اور جب objection ہو تو اس کے بعد short in time ہو تو وہ reject ہو جاتی ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ ایجنڈا دے کر واپس نہیں لے سکتے اور میں اس حوالے سے رولز کے مطابق ثابت کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑے ہی افسوس کی بات ہے اور آپ نے پڑھا نہیں ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں بالکل اس House کا Custodian ہوں لیکن آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں ہو سکتی اور You are not allowed to speak on this بس اب تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب کو on record چیلنج کرتا ہوں کہ جو بھی ترمیم دی جائے گی وہ ایجنڈے پر آئے گی۔ جب objection ہو گا تو اس کے بعد وہ rule out ہو گی اور میں انہیں چیلنج کرتا ہوں۔ یہ پچھلا سارا ریکارڈ دیکھیں اور خاص طور پر پچھلے دس سال کا اسمبلی کا ریکارڈ دیکھ لیں کہ جو ترمیم دی جائے گی وہ record پر آئے گی اور جب objection ہو گا تو پھر rule out ہو جائے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اگر اسے ثابت نہ کر سکا تو نہ صرف آپ سے بلکہ رانا صاحب سے اور اس معزز ایوان سے بھی معذرت کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں اور آپ کی ترمیم rule out کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس مسئلے کو resolve کرنے کے لئے جو قانون 105 آپ پڑھ رہے ہیں اس میں ہے کہ Unless the Speaker allows the amendment to be moved اگر آپ اجازت دے دیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اس طرح نہیں پڑھا جا سکتا اور آپ نے جس طرح پڑھا ہے یہ ایسے نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ ترمیم in time آئی ہوئی ہے صرف نام later on add کئے گئے ہیں کیونکہ جو ترمیم محسن لغاری صاحب نے پڑھی ہے نہ وہی ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! ایسے نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Rule 105(2) بڑا clear ہے کیونکہ جب ترمیم دیں گے تو وہ ایجنڈے پر آئے گی اور اس کے بعد objection آئے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس پر میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔ اب آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! رولز میں لکھا ہوا ہے کہ جب۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں، ایسے نہیں ہے اور میں نے انہیں بھی منع کر دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: اگر مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیں گے تو میں واک آؤٹ کر جاؤں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو خفت یہ ہے کہ انہوں نے تمام ترامیم کے متعلق کل notice دیئے ہیں جبکہ ہمارے (ق) لیگ کے دوستوں کی ترامیم وقت پر آئی ہیں اور انہوں نے پہلے کی دی ہوئی ہیں۔ انہیں کل شاید خیال آیا ہے اور کل ہی انہوں نے دی ہیں اس لئے انہیں معلوم ہے کہ ان کی کوئی ترمیم بحث کے لئے پیش نہیں کی جا سکے گی۔

(اس مرحلہ پر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کس point پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں اس لئے آپ انہیں منانے کے لئے کسی کو بھجوائیں۔

جناب سپیکر: اس بات کی ضرورت نہیں ہے اور آپ اپنے طور پر منا لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ خود جا کر منا لائیں۔ میں یہ معزز ممبران کی information اور knowledge کے لئے صرف ایک منٹ۔۔۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب کو منانے کے لئے کسی کو بھجوائیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے کہا ہے کہ مہربانی کر کے تشریف رکھیں کیونکہ پہلے میں نے انہیں دو دفعہ بلوایا ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں صرف اس معزز ایوان کی information اور knowledge کے لئے کہ جہاں پر لکھا ہے کہ Any Member may object یعنی object میں نے جا کر سیکر ٹریٹ کو تو نہیں کرنا۔ جب یہ ایجنڈے پر آئے گی اور within time نہیں ہو گی اور House میں move ہو گی تو میں نے اسی وقت object کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے سیکر ٹریٹ میں جا کر object تو نہیں کرنا اس لئے جو بھی ترمیم دی جائے گی وہ ایجنڈے پر آئے گی اور اس وقت object کیا جائے گا اور پھر جناب سپیکر اپنے اختیارات استعمال کریں گے۔

کورم کی نشاندہی

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جائے۔ اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ کافی ممبران تھک چکے ہیں اس کو کل تک مؤخر کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب میں نے آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھا دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اتنا لمبا دن ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جو تھک گئے ہیں وہ چلے جائیں، اپنی مرضی کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس amendment کے ذریعے معزز ممبران نے جس بات پر زور دیا ہے اور خاص طور پر لغاری صاحب نے جو بات کی ہے کہ گریڈ 20 کی شرط ہٹانے سے ہمارے Provincial officers کی شاید حق تلفی ہو گی۔ حالانکہ صورت بالکل مختلف ہے اور صورت یہ ہے کہ اس وقت 13 اضلاع میں ڈی سی او جو ہیں وہ پی سی ایس ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ اس صوبہ میں ہوا ہے کہ پی سی ایس افسران کو اتنی بڑی تعداد میں بطور ڈی سی او تعینات کیا گیا ہے اور وہ سب کے سب گریڈ 19 کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پی سی ایس افسران کی ترقی کا عمل بہت سست ہے اور وہ گریڈ 20 جو کہ ایک آخری گریڈ ہوتا ہے اس تک پہنچتے پہنچتے وہ اپنی ریٹائرمنٹ کے نزدیک چلے جاتے ہیں۔ اس amendment کے ذریعے سے ہم ایک تو پی سی ایس افسران کو benefit دینا چاہتے ہیں اور دوسرا گریڈ 20 میں افسران کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کے پاس بہترین افسران کی figure of selection کا scope کم ہو جاتا ہے۔ گریڈ 20 کی شرط ہٹائے جانے سے وہ scope زیادہ بہتر ہو جائے گا اور زیادہ بہتر لوگوں کو ڈی سی او یا انتظامیہ کے دوسرے عہدوں پر تعینات کیا جا سکے گا۔ اس شرط کو ہٹانے سے نہ صرف یہ کہ scope wide ہو گا بلکہ ایسے افسران جو گریڈ 18 اور 19 میں ہیں جن کے پاس experience ہے اور وہ پوری طرح سے competent ہیں ان کو بھی اس طرف لایا جا سکے گا اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکے گا کیونکہ وہ comparatively young ہوتے ہیں اس لئے ان سے استفادہ حاصل کیا جا سکے گا لہذا اس شرط کو omit کرنے سے، جو اس ترمیم کے ذریعے سے کیا جا رہا ہے نہ صرف پی سی ایس افسران کو فائدہ ہو گا بلکہ اس سے زیادہ بہتر انداز میں حکومت کو selection کا scope ملے گا۔ جہاں تک انہوں نے دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی بات کی ہے۔ بات یہ ہے کہ ایسے تو ایک ایک کالج اور یونیورسٹیوں میں بیس بیس پروفیسر صاحبان گریڈ 20 اور گریڈ 21 میں ہوتے ہیں۔ ڈی سی او کا ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے متعلق اپنا ایک کام ہے۔ پروفیسر صاحبان، کسی ہسپتال کا ایم ایس یا کسی ٹیچنگ ہسپتال کا پرنسپل اس طرح سے ڈی سی او کے ماتحت نہیں ہوتے جس طرح کے اندیشے کا اظہار میرے معزز ممبران نے کیا ہے اس لئے یہ ترمیم بہتری کے لئے ہے۔ جہاں تک انہوں نے بلوچستان کی مثال دی ہے تو یہ ذرا پتا تو کریں کہ بلوچستان میں کس گریڈ کے ڈی سی او لگے ہوئے ہیں؟ وہاں پر تقریباً سب ہی گریڈ 18 کے ہیں اور گریڈ 19 کے بھی بہت کم ہیں تمام صوبوں میں اس پر دقت محسوس ہو رہی

تھی اس لئے تمام صوبے اس شرط یعنی گریڈ 20 کو implement نہیں کر رہے اور ہمیں بھی اس کی مشکلات تھیں لہذا ہم نے اس کو ترمیم کرکے rules کو بہتر کرنے کی کوشش کی ہے۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس سے کسی کو کوئی نقصان ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development the following be substituted:
>
> "2. Amendment in Section 28 of Ordinance XIII of 2001.- In the Punjab Local Government Ordinance 2001 (XIII of 2001) hereinafter referred to as the said Ordinance, in Section 28, in sub-section (1), for the commas, words and figures", as far as possible, an officer in Basic Scale 20", the words "an officer at least Basic Scale 20, preferable from the Provincial cadre" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs.

Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj.(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Mst. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Who is to move now.

MRS. HUMAIRA AWAIS SHAHID: Sir, I move:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (5) of section 109 of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(5)(a) The percentage of funds set apart for development budget for utilization in accordance with the provision of section 119 shall be determined by the respective District Assembly by a vote of simple majority.

(b) The amount referred to in Clause (a) which remains unspent, its use shall be determined by the respective District Assembly."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (5) of section

109 of the Principal Ordinance, the following be substituted:

"(5) (a) The percentage of funds set apart for development budget for utilization in accordance with the provision of section 119 shall be determined by the respective District Assembly by a vote of simple majority.

(b) The amount referred to in Clause (a) which remains unspent, its use shall be determined by the respective District Assembly."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک بڑی irony ہے کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم ایک ایسا سسٹم ہے جو grass root level کی representation کرتا ہے۔ یہ ایک ضلعی سطح، تحصیل سطح، یونین سطح کے ممبران اور عوام کی ایک basic level representation پر ہے۔ میرے خیال میں سب سے بڑا مسئلہ ہمارے ملک میں governance کا رہا ہے۔

Is this terrible a division between the bureaucracy and the government and the representatives

جناب سپیکر! یہ divide اتنی خوفناک ہے کہ آج I probably feel unfortunate to be a witness of this کہ ایک آمرانہ حکومت یعنی ایک جنرل نے لوکل گورنمنٹ سسٹم اس ملک کو دیا اور اس جنرل نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ devolve نیچے کے level تک devolve ہو۔ آج میں یہ دیکھتی ہوں کہ ایک گورنمنٹ یا representative body یا ایک پارلیمنٹ یہ پیش کر رہی ہے کہ یہ جو devolution or decentralization ہوئی ہے یہ لوکل گورنمنٹ کے grass root level کے representatives سے دوبارہ واپس appointed figures پر shift ہو جائے۔ ہماری پارلیمنٹ میں ہر روز کی بحث ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ power تو ان کے پاس ہے اور وہ کہتے ہیں کہ elected figures تو وہ ہیں۔ یہ بڑی خوفناک چیز ہے اور یہاں پر ایک بڑی clear divide آتی ہے

کہ آج جو لوگ الیکشن جیت کر آئے ہیں، democratic process سے گزرے ہیں، democracy کو represent کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم آتے ہی ایک دوسرے democratic institution کو suspend کر دیں یا اس کو لولا لنگڑا کر دیں یا اس کے فنڈز لے لیں یا اس کی power لے لیں اور ہم representatives کو appointed figures کے ساتھ replace کر دیں۔ I fail to see, کہ ایک elected government کی پارٹی اپنے نمائندوں پر کیوں یقین نہیں کرتی جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ obstructionist and hurdles create کرنے میں جتنی خوفناک تاریخ بیوروکریسی کی ہے وہ کسی اور کی نہیں ہے۔ مجھے آج بھی faith ان elected figures پر ہے اور اس لئے نہیں کہ وہ آسمان سے اترے ہوئے ہیں اس لئے ہے کہ وہ elected ہیں، واپس عوام کے پاس آئیں گے اور ان کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ انہوں نے عوام کی عدالت میں کھڑا ہونا ہے اور اپنی ہر چیز کو justify کرنا ہے۔ کیا اس ملک کی بیوروکریسی کی کبھی accountability ہوئی، کیا وہ ایک غلط پالیسی بنانے پر عوام کو جوابدہ ہوئے ہیں؟ ہم نے تو برداشت کرنا ہے کیونکہ ہم نے تو اسے face کرنا ہے۔ کیا بیوروکریسی کبھی people of Punjab and the people of Pakistan کو جوابدہ ہوئی؟

جناب سپیکر! اب آپ اس Clause پر آجائیں ہم section 119 کے تحت یہ propose کر رہے ہیں کہ اس ادارے کو خود مختاری دی جائے۔ اگر ہمیں اتنا ہی لوکل گورنمنٹ سسٹم چبھتا ہے تو to be honest اس کو کیونکہ لولا لنگڑا کر کے توڑ رہے ہیں اور اس کا sudden murder کیا جا رہا ہے اس سے تو بہتر تھا کہ کہتے یہ جنرل کا vision تھا اور جنرل کے ساتھ چلا گیا and one man show ہو گیا۔ wind up. ہمارے ملک کا مسئلہ یہی ہے کہ ہمیشہ ایک شو آتا ہے اور دوسری گورنمنٹ اس کو ختم کر دیتی ہے تو پھر سے ہم zero ہو جاتے ہیں۔ اگر کمشنر سسٹم لانا ہے You have more faith on the bureaucracy, so declare that and own that. یہ جو Local Government Ordinance یا لوکل گورنمنٹ سسٹم کا تماشا لگا ہوا ہے اس کو ختم کریں اور اس کی بے حرمتی نہ کریں، اس کو لولا لنگڑا نہ کریں، اس کی power and ethics مت لے کر جائیں۔ I am glad that I am not sitting on that side of benches to be the part of this. اور میں آپ سے صرف یہ کہوں گی کہ اگر آپ اس کو خود مختاری نہیں دے رہے اگر واقعی آپ کو اس سسٹم میں weaknesses نظر آ رہی ہیں تو پھر اس کا طریقہ یہ ہے

کہ آپ اس کو strengthen کرتے اور نہ صرف appointed figures کی power کو elected representatives کے پاس shift دیتے، اگر آپ کا appointed figures پر faith ہے تو پھر لے آئیں سسٹم جس میں appointed figures کو اتھارٹی دیں اس کو own کریں اور اس کے اوپر کھڑے رہیں۔ پھر اس ڈرامہ کی بھی ضرورت نہیں ہے پھر ہم لوکل گورنمنٹ سسٹم کے vision میں believe نہیں کرتے ہیں۔ میں اپنی گفتگو یہیں ختم کرتی ہوں۔

With this sad comment, there I feel that about how we be in collaborated in this…

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہن نے جن points کی نشاندہی کی ہے یہ حقیقتاً قابل مذمت بھی ہے اور قابل افسوس بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات قابل مذمت ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، نہیں۔ یہ points جن کو انہوں نے raise کیا ہے جو انہوں نے flaws بتائے ہیں جو انہوں نے ایک روّیہ بتایا ہے یہ روّیہ ایک ڈکٹیٹر کا تو ہو سکتا ہے، کہنے کو تو ہم ایک جمہوری دور سے گزر رہے ہیں یہاں ایک پارلیمنٹ ہے ہمیں اختیارات منتخب نمائندوں کو دینے چاہئیں لیکن ہم یہ اختیارات دے کن کو رہے ہیں؟ ہم تو افسر شاہی کو strengthen کر رہے ہیں۔ یہ کوئی اتنی لمبی چوڑی کیمسٹری نہیں ہے اس میں تو سیدھی سادہ سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں آپ پھر کس base پر، کس بنیاد ایسا پر کر رہے ہیں، ہم پھر آمرانہ ذہن اور سوچ کی مخالفت کیوں کرتے ہیں اسی لئے کہ ہم جمہوری نمائندوں کو strengthen کرنا چاہتے ہیں؟ میں اس ترمیم میں جب یہ کہا گیا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر کو اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ وہ CCB کے funds distribute کرے۔ یہ اختیار تو ڈسٹرکٹ اسمبلی کے پاس ہونا چاہئے اس کی رضامندی سے اور اس کے فیصلے سے distribution of funds ہونے چاہئیں۔ منتخب نمائندوں کے اوپر بیوروکریسی کو ایک سرکاری ملازم کو بٹھا دیں گے تو پھر اس سے بہتر تو یہی ہے جس طرح میری بہن نے کہا ہے کہ پھر O.K اس ڈرامے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سیدھا سیدھا one man show ہے اس کو آپ accept کریں۔ یہ یا تو ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے یا پھر یہ سارا کچھ fake ہے۔ sorry

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ اس میں بولنا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی۔

جناب سپیکر: آپ کا نام اس میں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: بالکل۔

جناب سپیکر: تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! لوکل گورنمنٹ کا جو ایکٹ ہے بڑا مزیدار ہے جو اس کا اصل آرڈیننس ہے وہ ایک چیز کو دوسرے کے ساتھ refer کرتا ہے اور سسٹم کو بھی strengthen کرتا ہے with checks and counterchecks اور یہ ترمیم جو ابھی سرکار کی طرف سے آئی ہے وہ اس مد کے بارے میں آئی ہے جس میں پہلے یہ کہا گیا تھا کہ ڈویلپمنٹ کی پچیس فیصد رقم وہ Citizen Community Board کے اکاؤنٹ میں رکھ دی جائے گی۔ اس کے اندر جس علاقے کا وہ بورڈ ہوگا اس ضلع تحصیل میں سے جس علاقے کے لوگ خود بیس فیصد contribute کر کے اپنے علاقے کے اندر ڈویلپمنٹ کروانا چاہیں تو وہ ہو سکے تاکہ اس سے لوگوں میں ایک شعور پیدا ہو کہ ہم نے بھی اس علاقے میں اپنی گلی، اپنے محلے کی سڑک، واٹر سپلائی سکیم اور بجلی میں بھی اپنا حصہ ڈالنا ہے اور ہم نے مل کر اس کو چلانا ہے۔ جس چیز کے اندر ہمارا ایک روپیہ بھی لگ جائے گا تو اس سے ہماری ایک sense of ownership ہو گی اور ہم اس چیز کو اپنا سمجھ کر اس کا خیال رکھیں گے۔ یہ تھا اس کا بنیادی اصول جس کے اندر پچیس فیصد ڈویلپمنٹ فنڈ کو اس مد کے اندر رکھا گیا تھا۔ حکومت کی جو ترمیم ہے اس میں انہوں نے اس پچیس فیصد کو ہٹانے کی بات کی ہے۔ اس کو ہٹا دیا گیا اور اب ہماری جو ترمیم ہے وہ یہ ہے کہ:

> Percentage of funds set apart for development for budget utilization in accordance with the provision 119 shall be determined by the respective District Assembly by vote of simple majority.

اور ہم نے اس میں کہا ہے کہ:

> The amount referred to in Clause (a) which remains unspent which is used shall be determined by the respective District Assembly.

ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ڈسٹرکٹ کی اسمبلی خود مختار ہو اور ہم اس اسمبلی کو empower کریں اور یہ power lower level پر جائے۔ جس طرح اٹھارہویں ترمیم کے تحت بہت سارے اختیارات صوبوں کو منتقل کئے گئے ہیں ہماری اس ترمیم کے ساتھ یہ تجویز ہے کہ ڈسٹرکٹ اسمبلی کو خود مختاری دیتے ہوئے ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ پچیس فیصد رکھنا ہے، بیس فیصد رکھنا ہے یا پچاس فیصد رکھنا ہے اس کا فیصلہ وہ خود کریں۔ صوبہ اس کو dictation نہ دے۔ وفاقی حکومت ہماری پنجاب حکومت کو یہ dictate نہیں کرواتی کہ تم نے تعلیم پر اتنا خرچ کرنا ہے، تم نے صحت پر اتنا خرچ کرنا ہے بلکہ وہ فیصلے یہ معزز ایوان کرتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہر ڈسٹرکٹ کی اسمبلی کا جو ایوان ہے وہ اپنے فیصلے خود کرے۔اس کو یہ اختیار ہو کہ میں نے اپنے کتنے پیسے Citizen Community Board کے head کے اندر رکھنے ہیں تاکہ لوگ اس کے ساتھ participate کر کے اس نظام کو آگے چلائیں اور اپنے علاقے، اپنی گلی، اپنے محلے اور اپنے شہر کے ترقیاتی کاموں میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ سارا بوجھ چونکہ حکومت پر ڈال دیا جاتا ہے اس لئے Citizen Community Board کے پیچھے یہ منطق تھی کہ لوگوں کو ownership کا احساس ہو اور اس سے participated development ہو سکے جس میں لوگ اپنے معاملات میں خود بھی participate کریں۔ جو فنڈز ہر سال اس کے اندر بچ جائیں، اگر ایک رقم رکھی گئی ہے اور وہ کسی وجہ سے استعمال نہیں ہوئی تو اس کا استعمال کیسے کرنا ہے وہ بھی فیصلہ وہی ضلعی اسمبلی کرے۔اب ہم نے اس فنڈ کو اٹھا کر maintenance کی مد میں ڈال دینا ہے، اس فنڈ کو اٹھا کر ہم نے ہسپتال کی مفت ادویات کی مد میں ڈال دینا ہے۔ اس چیز کا فیصلہ وہ ضلعی اسمبلی خود کرے۔ جس طرح ہم پنجاب اسمبلی کے متعلق چاہتے ہیں کہ ہم خود مختار ہوں اسی طرح ہماری یہ ترمیم ہے کہ ہم ضلعی اور تحصیل کی اسمبلیوں کو بھی کوئی نہ کوئی خود مختاری دیں اور وہ اپنے فیصلے خود کریں۔ ہماری اس ترمیم کا مقصد صرف یہی ہے اور میری اپنے treasury benches کے محترم بھائیوں اور بہنوں سے یہ گزارش ہے کہ اس چیز کے ساتھ اگر وہ agree کرتے ہیں، ان کا اگر یہ خیال ہے کہ ہم ضلعی حکومتوں کو ضلعی اسمبلیوں کو بھی empower کریں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر تو وہ in existence ہوتیں تو میں آپ کی اس معاملے میں مدد ضرور کرتا۔ اب آپ ہی بتائیں میں کیا کروں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پھر بھی میری حکومتی ممبران سے گزارش یہی ہے کہ وہ اس چیز پر سوچیں اور اگر ان کو یہ بات معقول لگے تو اس میں مہربانی فرما کر ضرور ہمیں ووٹ دیں۔ صرف اس

بات پر کہ یہ تجویز اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے اور اس کو ہم نے رد کرنا ہے، مناسب بات نہیں ہے۔ میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کو اس بات پر appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری کئی ترامیم جس کو انہوں نے سمجھا کہ یہ مناسب ہیں اور جس میں basic spirit of the law میں فرق نہیں آتا تھا منظور کی ہیں۔ اسی طرح ابھی ہم نے lately pass کی ہے ownership rights والی۔ انہوں نے میرے ساتھ اس بات پر agree کیا کہ ہم نے ان terms کو clearly define کرنا ہے۔ اسی طرح اب بھی میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اب بھی یہ میرے ساتھ agree کریں گے۔

جناب سپیکر: اس میں جناب میرا بھی حصہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ کی تو مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میرا خیال ہے کہ میرے ساتھ treasury benches کے بھائی اور بہنیں اس بات پر agree کریں گے کہ ڈسٹرکٹ اور تحصیل level پر جو اسمبلیاں ہیں ان کو بھی اختیار ہونا چاہئے اور ان کو empower کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات کا ضرور خیال کرتا اور اسے بالکل معقول ہی جانتا لیکن ان کی جو ترمیم ہے وہ ڈسٹرکٹ اسمبلی پر base کر رہی ہے۔ کاش! یہ مجھے بتا سکتے کہ ڈسٹرکٹ اسمبلیاں کہاں پر ہیں؟

جناب سپیکر: یہ بات میں نے پہلے ہی کر دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جب ان کا وجود ہی نہیں ہے تو پھر کس ڈسٹرکٹ اسمبلی کی یہ بات کر رہے ہیں اور ویسے بھی جب بلدیاتی الیکشن ہوں گے وہ اس موجودہ قانون کے تحت ہوں یا پھر یہ معزز ایوان اس کے لئے ایک نیا قانون بنائے۔ یہ فنڈز صرف ڈسٹرکٹ اسمبلیوں کے لئے نہیں ہونے یہاں پر ٹی ایم اے بھی ہوگا اور یونین کونسل بھی ہوگی تو پھر ڈسٹرکٹ اسمبلی تمام فنڈز کا فیصلہ کس طرح سے کر سکتی ہے؟ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو بلدیاتی الیکشن ہیں اس میں بلدیاتی tear ہونا چاہئے بالکل اس میں کوئی شک نہیں۔ ہاں انہوں نے اس کے جتنے حوالے دیئے ہیں اس میں بھی کوئی شک نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جو موجودہ بلدیاتی نظام ہے یہ ایک آمر نے اور ایک ڈکٹیٹر نے اپنی

ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا تھااور اس نظام سے بالکل تباہی آئی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ یہ CCB کے فنڈز ہیں،اس میں انہوں نے چار چار سو آدمیوں کا گاؤں میں بورڈ بنا کر بیس فیصد ٹھیکیدار سے جمع کروا کر بعد میں اسی فیصد نکلوا لئے۔اب نہ تو وہ ڈویلپمنٹ سکیم ملتی ہے اور اگر اب پکڑیں تو پورے گاؤں کو پکڑیں یعنی اس طرح سے اس نظام کو misuse کیا گیا ہے اور اتنی کرپشن کی گئی کہ یعنی دو دو کلو میٹر کی سڑک پر چار چار کروڑ روپے کی مٹی ڈالی گئی اس نظام کے تحت اس قسم کے اللے تللے کئے گئے ہیں اس لئے یہ صرف پنجاب کا یا ہماری حکومت کا فیصلہ نہیں بلکہ دو صوبوں میں ایک پارٹی کی حکومت ہے۔

جناب سپیکر: House کا وقت آدھ گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اور اسی پارٹی کی حکومت مرکز میں بھی ہے ان صوبوں میں بھی بلدیاتی الیکشن نہیں کروائے گئے اور وہاں پر بھی اس نظام کو follow نہیں کیا گیا، ٹھیک ہے بلدیاتی الیکشن ہوں گے اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد بلدیاتی الیکشن کروانے کا اختیار ہمارے پاس نہیں ہے۔ہم نے جو الیکشن اتھارٹی بنائی تھی اسے کالعدم قرار دے دیا گیا کیونکہ اب الیکشن کمیشن نے بلدیاتی الیکشن کروانے ہیں اور اس نے پورے ملک میں کروانے ہیں۔جب وہ سندھ، خیبر پختون خواہ اور بلوچستان میں الیکشن کرائیں گے تو انشاء اللہ اس پر پنجاب کو تیار پائیں گے اور ہم نہ صرف بلدیاتی الیکشن کروانے کو تیار ہیں بلکہ ہم اس حق میں ہیں کہ بلدیاتی tear ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

The amendment moved and the question is

"That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural development for the proposed sub section 5 of section 109 of the Principal Ordinance the following be substituted:

"5 A percentage of funds and set a part for development of budget for utilization in accordance with the provision of 119 shall be determined by the respective District Assembly by a vote of simple majority be the amount

referred to in Clause A which remain unspent its use shall be determined by the respective District Assembly."

(The motion is lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کورم پورا کر لیں اس کے بعد start لیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ بار بار ایسا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ان کا حق ہے اور وہ اپنا حق استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: وہ بلاوجہ حق استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا یہ حق کوئی freeze نہیں کر سکتا۔

جی، کورم point out ہوا ہے گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئی)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011

(---جاری)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir ud-din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd)Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Ms Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any member may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (6) of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(6) in the absence of District Nazim, an Adhoc Committee comprising four members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from that district, including one member of the opposition in the Assembly may be constituted. This Committee may elect a Convener who shall have the right to initiate the performance evaluation of the DCO:
>
> Provided that the first Countersigning Officer shall be the Chief Secretary, and the Chief Minister shall be the

second Countersigning Authority, however, the Chief Minister may disagree and reverse the observations of the Adhoc Committee or the Chief Secretary if these are considered mala fide."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (6) of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(6) in the absence of District Nazim, an Adhoc Committee comprising four members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from that district, including one member of the opposition in the Assembly may be constituted. This Committee may elect a Convener who shall have the right to initiate the performance evaluation of the DCO:

Provided that the first Countersigning Officer shall be the Chief Secretary, and the Chief Minister shall be the second Countersigning Authority, however, the Chief Minister may disagree and reverse the observations of the Adhoc Committee or the Chief Secretary if these are considered mala fide."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana-Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت کی صورتحال یہ ہے کہ ڈی سی او کی رپورٹ ضلع ناظم نے initiate کرنی ہوتی ہے اور اس کے بعد اسے چیف سیکرٹری countersign کرتا ہے اور پھر

وزیر اعلیٰ صاحب نے with the power to overrule اس کو countersign کرنا ہوتا ہے۔اس وقت حکومت کی طرف سے جو amendment آئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ:

"(6) The Government may, by notification, designate an officer who shall initiate Annual Performance Report in respect of a District Coordination Officer."

اس بارے میں ہماری یہ گزارش ہے کہ ڈی سی او کی A.C.R لکھنے کی original Bill کے اندر اور آج کی تاریخ تک جو power ہے وہ ایک elected official کے پاس ہے جو کہ ہمارا ضلعی ناظم ہوتا تھا۔حکومت کی اس amendment سے elected office کی یہ power اس سے لے کر ایک سرکاری ملازم کو دی جا رہی ہے۔ہماری یہ تجویز ہے کہ جس وقت تک ضلع ناظم elect نہیں ہوتا اس وقت تک A.C.R initiate کرنے کی طاقت اور حق elected representatives کے پاس رہے۔ہم نے اپنی ترمیم کے اندر یہ کہا ہے کہ اس ضلع کے elected ممبران کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو کہ elected offices ہیں۔میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز حکومتی ممبران کے اوپر جو point put across کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ elected لوگوں کے جو اختیارات ہیں وہ لے کر ہم افسران کے ہاتھ میں نہ دیں۔اے سی آر کو شروع کرنے کا اختیار ضلع ناظم کے پاس تھا اسے ہم ایک سرکاری افسر کے پاس نہ بھیجیں۔ہاں اس کو پھر countersign چیف سیکرٹری کرے گا جو کہ ایک بیوروکریٹ اور سول سرونٹ ہوتا ہے۔اس کے بعد پھر چیف منسٹر second Countersigning Authority ہو گی جو کہ ایک elected آدمی ہوتا ہے۔ہم کہہ رہے ہیں کہ چیف منسٹر کے پاس یہ اختیار بھی ہو کہ وہ اس کو overrule کر سکے تو basically ہمارا مقصد یہ ہے کہ ballot کے تقدس کو برقرار رکھا جائے۔یہ vote and ballot box کے احترام کو کسی سرکاری ملازم کے تابع نہ کرنے کی کوشش ہے۔میری اپنے حکومتی benches کے بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ اس بارے میں سوچیں کہ کیا وہ elected لوگوں کے اختیارات سرکاری افسران کو دینے پر خوش ہیں یا نہیں؟یہی میری بنیادی بات ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس وقت جتنی بھی بات چیت،بحث یا debate ہوئی ہے وہ سب ایک دوسرے سے relevant ہے۔دراصل repetitions بھی part of the debate ہے جس کا

مقصد کسی چیز پر زور دینا اور سمجھانا ہوتا ہے۔ میں نے ذاتی طور پر لوکل گورنمنٹ بل پر کم از کم پندرہ، بیس سیمینار attend کئے ہیں۔ ان سیمیناروں میں این۔ جی۔ اوز کے وہ لوگ بھی آئے ہوئے تھے جن کے پاس اس حوالے سے complete اعداد و شمار موجود تھے اس کے علاوہ سول سوسائٹی کے لوگ بھی شریک ہوئے تھے۔ ان سب کی اس پر بہت زیادہ reservations ہیں۔ اس وقت میرے بھائی نے جو amendment move کی ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ناظم کی غیر موجودگی میں تمام اختیارات سرکاری افسران کے پاس نہ ہوں بلکہ یہ اختیارات آپ وزیر اعلیٰ کو دے دیں۔ جب تک لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہیں ہوتے، جب تک لوکل گورنمنٹ کا نظام نہیں آتا جس کا chance مجھے بہت کم نظر آ رہا ہے کیونکہ 180 دن آپ نے پہلے ہی مانگ لئے ہیں اور اب ایسا کرتے کرتے چار سال گزر گئے ہیں۔ یہ authority لا محالہ ایک عوامی نمائندے کے پاس ہونی چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ چیف منسٹر پوری اسمبلی کے روح رواں ہیں۔ ان کے پاس اختیارات ہیں وہ اپنی مرضی سے اس کے اندر جو بھی کرنا چاہیں کرنے کا اختیار رکھتے ہیں کیونکہ یہ حق انہیں عوام نے دیا ہے۔ اس پر کم از کم اس چیز کا خیال کیا جائے کہ ہم یہ سارا کچھ اُٹھا کر کوئی غلطی تو نہیں کر رہے۔ ہمیں کوئی غلطی نہیں کرنی ہے اور اس وقت جو لوگ ہم پر بہتان لگا رہے ہیں اس سے پنجاب کی حکومت بدنام ہو رہی ہے۔ اگر اس پر سوچیں گے، اس پر working کریں گے اور اس amendment کو تسلیم کریں گے تو عوام کی طرف سے پنجاب حکومت کی پالیسیوں کے حوالے سے جو criticism آ رہا ہے اُس کو ختم کرنے کا ایک موقع ملے گا اور اس سے پنجاب حکومت کی پوزیشن بہتر ہو گی اور اس سے ہمیں تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس کا فائدہ صریحاً حکومت پنجاب کو حاصل ہو گا اور اُن کی نیک نامی ہو گی۔ میری تو سیدھی سی گزارش ہے کہ براہ مہربانی ان خطوط پر سوچا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آفیسرز کی Annual Performance Report کو ڈسٹرکٹ ناظم initiate کرتا تھا، اب ڈسٹرکٹ ناظم موجود ہی نہیں ہے تو حکومت اس کا ایک temporarily انتظام کرنے جا رہی ہے اور جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ یہ حق منتخب نمائندوں کو دیا جائے تو چیف منسٹر اس معزز ایوان کا قائد ایوان ہے تو ultimately یہ power اُنہی کے پاس ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (6) of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(6) In the absence of District Nazim, an Adhoc Committee comprising four members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from that district, including one member of the opposition in Assembly may be constituted. This Committee may elect a Convener who shall have the right to initiate the performance evaluation of the DCO:

Provided that the first Countersigning Officer shall be the Chief Secretary and the Chief Minister shall be the second Countersigning Authority. However, the Chief Minister may disagree and reverse the observations of the Adhoc Committee or the Chief Secretary if these are considered mala fide."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Syed Hassan Murtaza, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Maj.(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Mst. Azma Zahid Bukhari, Mst. Amna Buttar, Mr. Pervez Rafique, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Ch., Mr. Amjad Ali Mayo, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal. Any mover may move it.

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: I move:

> "That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (7) to (11), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(7) The Government may appoint Adhoc Accounts Committees for all local governments in a district at the level of district, tehsil/town, Union Council.
>
> (8) The composition of the Adhoc Accounts Committees shall be as under:-
>
> (a)(i) each district and tehsil/town an Adhoc Committee shall consist of one member from the Provincial Assembly of the Punjab of the district and tehsil/town concerned respectively including, as far as possible, a woman MPA and at least one member from the Opposition.
>
> (ii) each Union Council Adhoc Accounts Committee shall consist of one member of the Provincial

Assembly of the Punjab of the Union Council concerned; and

(b) three official members in each of the above Adhoc Accounts Committees.

(9) The Government shall nominate members of the Adhoc Accounts Committee and the Convener shall be elected by its members.

(10) The Adhoc Accounts Committees referred to in sub-section (7) shall be deemed to be the Accounts Committees of the Zila Council, Tehsil/Town Councils and Union Councils of the district for the purposes of the Ordinance and the rules made thereunder and shall perform all functions of the Accounts Committees of the respective local governments in the district."

(11) Sub Clause 11 and Administrator shall receive the audit reports of the local governments and refer the audit report for examination to the concern Adhoc Accounts Committee.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-section (7) to (11), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(7) The Government may appoint Adhoc Accounts Committees for all local governments in a district at the level of district, tehsil/town, Union Council.

(8) The composition of the Adhoc Accounts Committees shall be as under:-

(a)(i) each district and tehsil/town an Adhoc Committee shall consist of one member from the Provincial Assembly of the Punjab of the district and tehsil/town concerned respectively including, as far as possible, a woman MPA and at least one member from the Opposition.

(ii) each Union Council Adhoc Accounts Committee shall consist of one member of the Provincial Assembly of the Punjab of the Union Council concerned; and

(b) three official members in each of the above Adhoc Accounts Committees.

(9) The Government shall nominate members of the Adhoc Accounts Committee and the Convener shall be elected by its members.

(10) The Adhoc Accounts Committees referred to in sub-section (7) shall be deemed to be the Accounts Committees of the Zila Council, Tehsil/Town Councils and Union Councils of the district for purposes of the Ordinance and the rules made thereunder and shall perform all functions and Accounts Committees of the respective local governments in the district."

(11) An administrator shall receive the audit reports of the local governments and refer the audit report for examination to the concerned Adhoc Accounts Committee.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے آدھ گھنٹے کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے ابھی لمبی چوڑی انگریزی میں جو amendment پڑھی ہے۔ میں اردو میں بتا دیتی ہوں کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں۔ ہم اس ترمیم میں یہ تجویز دینا چاہتے ہیں کہ الگ الگ کمیٹیاں ہونی چاہئیں۔ اگر وفاق کا سسٹم ہے تو کیا وہاں کی اکاؤنٹ کمیٹی پنجاب میں آ کر ان کمیٹیوں کو چیک کرے گی اس لئے یونین کونسل، تحصیل یا ٹاؤن اور ضلع کی سطح پر الگ الگ کمیٹیاں بنی چاہئیں اور وہیں پر جو اس ضلع اور تحصیل میں رہنے والے ایم پی ایز ہیں ان میں بشمول خواتین بھی ہیں، ان کو ان کمیٹیوں میں ممبر بنانا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس ترمیم کو personally نہ لیں بلکہ 2001 کے آرڈیننس میں بھی یہی لکھا ہوا ہے کہ کمیٹیاں الگ الگ بنائی گئی ہیں لہذا میری درخواست ہے کہ کمیٹیوں میں ایم پی ایز کو ضرور نمائندگی دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے بھی ترمیم دی ہے۔ آپ نے ان کا نام لکھا ہے لیکن ان کے لئے تو کچھ نہیں کیا۔ آپ نے اقلیتوں کا ذکر ہی نہیں کیا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ایم پی ایز جس ضلع، تحصیل، ٹاؤن اور یونین کونسل میں رہتے ہیں ان کو کمیٹی کا ممبر بننا چاہئے۔ ہر سطح پر الگ الگ کمیٹیاں ہونی چاہئیں تاکہ صحیح accountability کی جا سکے اور صحیح آڈٹ کرایا جا سکے تاکہ کسی کو اعتراض نہ ہو۔ ابھی رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ نظام میں بہت سی خرابیاں تھیں تو ہمیں نظام میں آڈٹ کرانا چاہئے تاکہ خرابیوں کی تصحیح کی جا سکے نہ کہ سارے کے سارے نظام کو garbage کر دیا جائے صرف اس بناء پر کہ شاید پرویز الٰہی صاحب کے اس نظام کے اندر زیادہ ناظم تھے اور ان کے ممبران کی اس نظام میں زیادہ نمائندگی تھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں۔ Order please. Order please

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمارا ترمیم دینے کا مقصد یہ ہے کہ الگ الگ کمیٹیاں بنی چاہئیں اور ہر کمیٹی میں ایم پی ایز شامل ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں۔ No interruption. No interruption جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! درست نظام کی بات ہو رہی ہے تو یقیناً یہ سننا پسند نہیں کر رہے۔ ہمیں آڈٹ کرانا چاہئے۔ میں اس بات پر اپنی تقریر ختم کرتی ہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ الگ الگ کمیٹیاں بنائی جائیں اور ان میں ہمارے ممبران کی نمائندگی ضروری ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے اس وقت بڑی اچھی نشاندہی کرائی ہے کہ کمیٹیوں میں اقلیت کے لوگوں کو بھی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے اس لئے کہا ہے کہ آپ انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کا نام تو ترامیم میں دیتے ہیں لیکن ان کے حقوق کا خیال بھی آپ کو کرنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا کہا ہے۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتی ہوں اور یہی روّیہ یہاں سے بھی ہونا چاہئے۔ ہم نے جو Select Committee کا تصور دیا اور تشہیر کے لئے کہا تو اسی لئے کہا کہ اگر کہیں سے بھی کوئی اچھی بات آتی ہے یا کوئی غلطی اور کمی کوتاہی ہو جاتی ہے تو اس کو ٹھیک کیا جا سکے۔ یہاں پر کہا گیا کہ ایک اکاؤنٹ کمیٹی ہو گی جبکہ ہم کہتے ہیں کہ ضلع، تحصیل، ٹاؤن اور یونین کونسل یعنی ہر سطح پر ایک ایک کمیٹی بنی چاہئے جس کو ایڈمنسٹریٹر رپورٹ کریں گے۔ اس میں ایڈمنسٹریٹر کو پابند کیا جائے کہ وہ اس کمیٹی کو رپورٹ کرے۔ اس کی duty ہونی چاہئے کہ وہ عوامی نمائندوں کے سامنے رپورٹ کرے نہ کہ یہ ہو کہ ایڈمنسٹریٹر کے سامنے منتخب نمائندے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں پر اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے اور سب اُلٹی طرف جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کی بات کی تائید بھی کروں گی کہ ہم نے جو اس ترمیم میں کہا ہے کہ ہر سطح پر ممبران کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے جو جس جگہ پر موجود ہیں، جس حلقے میں موجود ہیں خواہ خواتین ہیں یا اپوزیشن ممبران ہیں وہ part of the Assembly ہیں۔ ہم یہاں آئے ہیں تو عوام کی بات لے کر آئے ہیں، ہم اپنی ذات کے لئے بات نہیں کر رہے بلکہ ہماری ذات عوام کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ ہمیں انہوں نے جس وجہ سے یہاں پر بھیجا ہے وہ ہم سے سوال کرتے ہیں، این جی اوز ہم سے سوال کرتی ہیں کہ آپ اسمبلی میں جا کر کیا کر رہے ہیں۔ ہم نے نشاندہی کرنی ہے اور حکومت کا یہ کردار ہونا چاہئے کہ ہماری نشاندہی اگر جائز ہے تو اس کو مان لینا چاہئے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جلدی میں اٹھا کر نیا قانون نہ بنا دیا جائے جس کے اندر پھر lacunas رہ جائیں صرف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اگر ہم نے

پورے سسٹم کو سبوتاژ کر دیا ہے تو ہم ٹھیک تھے۔ نہیں، جو چیز غلط ہے وہ غلط ہے اور جو ٹھیک ہے اسے ٹھیک ماننا چاہئے اور غلط کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے جو ترمیم آئی ہے اور جو ہماری طرف سے آئی ہے اس میں تقریباً وہی باتیں ہیں لیکن بنیادی فرق یہ ہے کہ حکومت نے یہ کہا ہے کہ ضلع کے اندر ایک کمیٹی بن جائے گی اور وہ سب کو دیکھے گی۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس کے چار ممبران پنجاب اسمبلی کے ممبران ہوں گے۔ ہم نے اس سے مختلف بات یہ کہی ہے کہ جو چار ممبران پنجاب اسمبلی سے ہوں گے وہ اسی ضلع سے ہوں یا اسی تحصیل سے ہوں گے۔ ضلع کے کیس میں اسی ضلع کے ہوں، تحصیل یا ٹاؤن کے کیس میں اسی تحصیل یا ٹاؤن کا وہ ممبر ہو اور یونین کونسل کے کیس میں جس حلقہ کا وہ ایم پی اے ہے اس حلقہ میں جتنی یونین کونسلیں ہوں ان کی کمیٹیوں کا ممبر ہو۔ آپ نے دو چار دفعہ ہمارے اقلیتی ممبر کی بات کی ہے تو وہ جس ضلع میں رہتے ہیں وہ بھی اس ضلع کی کمیٹی کے ممبر بننے کے لئے eligible ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے ایک اور چیز کہی ہے کہ اس کے اندر جہاں تک ممکن ہو سکے ہماری خواتین بہنوں کو بھی نمائندگی ملنی چاہئے۔ جہاں تک یہ ممکن ہو وہاں پر خواتین ممبران بھی ان کمیٹیوں کی ممبر ہوں۔ تین کمیٹیاں تینوں levels کے لئے ہونی چاہئیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ اگر ہم کہیں کہ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی جو وفاق والی بیٹھی ہے تو پنجاب میں ایک اور پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے وہی وفاق والی کمیٹی پنجاب کے معاملات کو بھی دیکھ لے گی۔ اسی طرح اگر آپ ضلع میں ایک کمیٹی بنا رہے ہیں جو کہ حکومت نے خود تجویز کی ہے کہ ایک کمیٹی ہم بنائیں گے جو ضلع کے معاملات کو دیکھے گی۔ ہم نے تو صرف یہ کہا ہے کہ اس کے ممبران اسی ضلع، تحصیل یا ٹاؤن سے ہوں وہ یونین کونسل کو represent کرتے ہوں۔ میری پھر گزارش وہی ہے کہ ballot کا تقدس ہو، ووٹ کی اہمیت ہو اور اپنے منتخب کرنے والوں کو جوابدہ ہوں جنہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے۔ وہ ہم سے یہ پوچھیں کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس میں جو original committees ہیں جو original law کے اندر ہیں وہ بھی منتخب لوگوں کی بنائی ہوئی کمیٹیاں ہیں۔ ہم آج کہہ رہے ہیں کہ ضلع اور تحصیل کے ممبران کی جگہ اسمبلی کے ممبران ان کمیٹیوں کے ممبر ہوں۔ یہ چھوٹی سی بات ہے جو اسی spirit میں ہے جس spirit میں یہ ترمیم حکومت نے دی ہے۔ ہم نے صرف ایک قدم آگے چل کر اور زیادہ بہتر بنا دیا ہے۔ Law کی spirit میں

کوئی فرق نہیں آتا اور law کی spirit وہی رہتی ہے سوائے اس بات کے کہ ایک ضلع کے لئے ایک کمیٹی ہونے کی بجائے ایک ضلع کی کمیٹی، تحصیل یا ٹاؤن کی ایک کمیٹی اور یونین کونسل کی بھی کمیٹی ہو جو کہ original law کی spirit ہے جس کو ہم ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس کمیٹیاں بنائی گئی ہیں یہ ایڈہاک ہیں کوئی permanent arrangement نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ کوئی ممکن نہیں ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر اتنی کمیٹیاں بنائی جائیں جنہیں manage کیا جا سکے کیونکہ آڈٹ کا ایک ٹیکنیکل کام ہوتا ہے۔ مزید یونین کونسل کی سطح پر فنڈز کا volume اتنا نہیں ہے کہ وہاں پر آڈٹ کیا جائے کیونکہ ضلعی سطح پر فنڈز کا volume زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہاں پر آڈٹ کی ضرورت ہے۔

(اذانِ مغرب)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-sections (7) to (11), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(7)The Government may appoint Adhoc Accounts Committees for all local governments in a district at the level of district, tehsil/town, Union Council.
>
> (8)The composition of the Adhoc Accounts Committees shall be as under:-
>
> (a)(i) each district and tehsil/town an Adhoc Committee shall consist of one member from the Provincial Assembly of the Punjab of the district and tehsil/town concerned respectively including, as far as possible, a woman MPA and at least one member from the Opposition.

(ii) each Union Council Adhoc Accounts Committee shall consist of one member of the Provincial Assembly of the Punjab of the Union Council concerned; and

(b) three official members in each of the above Adhoc Accounts Committees.

(9) The Government shall nominate members of the Adhoc Accounts Committee and the Convener shall be elected by its members.

(10) The Adhoc Accounts Committees referred to in sub-section (7) shall be deemed to be the Accounts Committees of the Zila Council, Tehsil/Town Councils and Union Councils of the district for the purposes of the Ordinance and the rules made thereunder and shall perform all functions of the Accounts Committees of the respective local governments in the district.

(11) An Administrator shall receive the audit reports of the Local Governments and refer the audit reports for examination to the concerned Adhoc Accounts Committees."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now third amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr.

Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-sections (12) and (13), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(12) The Government shall, within thirty days, notify a date to the Election Commission for holding of election of Local Governments which shall not be later than one hundred and twenty days:
>
> Provided that in future the elections of the local governments shall be held within one hundred and twenty days of the expiry of term of previously elected Local Governments."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub-sections (12) and (13), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(12) The Government shall, within thirty days, notify a date to the Election Commission for holding of election

of Local Governments which shall not be later than one hundred and twenty days:

Provided that in future the elections of the local governments shall be held within one hundred and twenty days of the expiry of term of previously elected Local Governments."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے حیرت ہے اور وہ کیوں ہے؟ وہ اس لئے ہے کہ سینیٹ کا الیکشن مارچ میں ہونا ہے اور اس کے بعد لوکل گورنمنٹ کا بھی کہہ دیا ہے، گو کہ یہ کہا گیا ہے کہ شاید سوچیں گے اور اس کے بعد عام انتخابات ہیں۔ تین تین الیکشن ہیں اور سال صرف ایک ہے۔ حکومت نے "او کھلی" میں سر دے دیا ہے اور بڑی بری طرح "موصلیاں" پڑیں گی۔ یہ سوچ لیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور لگتا ہے کہ ہم سارا سال الیکشن ہی کرتے رہیں گے یا پھر ان کے ارادے نیک نہیں ہیں اور یہ چاہتے نہیں ہیں۔ یہ پورا tenure سکون اور آرام سے لٹکا لٹکا کر پورا کر لیں گے اور حکومت پنجاب ایڈمنسٹریٹرز کے سر پر کامیاب ہو جائے گی۔ اگر یہ واقعی 30 دن کے اندر اندر announce کر دیں اور یہ الیکشن کروا دیں تو بخدا یہ طرہ امتیاز حکومت پنجاب کے سر جائے گا اور یہ سہرا حکومت پنجاب کے سر ہو گا اور لوگ شاید پچھلے چار سال بھول جائیں کہ چار سال تک جتنا لٹک لٹک کے لٹک لٹک کے، لوگوں کو جب لوکل گورنمنٹ سسٹم سمجھ آنا شروع ہوا اور اس کے مفادات لوگوں تک پہنچنا شروع ہوئے تو ڈھاہ کر کے ساری بساط لپیٹ دی گئی۔ سسٹم میں خرابیاں ضرور ہوں گی اور ہم مانتے ہیں کہ غلطیاں ہم ہی تو کرتے ہیں کیونکہ پاکستانی قوم غلطیاں نہیں کرے گی تو اور کیا کرے گی۔ ہمیں اپنی اصلاح بھی تو کرنی چاہئے یا ہم غلطیاں ہی کرتے رہیں گے اور کیا ہم نے سبق حاصل نہیں کرنا؟ خدارا ایک بہت اچھا سسٹم بن گیا تھا اور میں قطعاً مبالغہ آرائی سے کام نہیں لے رہی بخدا یقین کریں کہ میں جس یونین کونسل میں رہ رہی ہوں تو غریب طبقہ کچہریوں تک نہیں جا سکتا اور پھر ایک غریب عورت جو اپنی کچی آبادی سے نکل کر دوسری کچی آبادی تک تو travel کر سکتی ہے اس سے آگے نہیں، اس کے لئے easy approach تھی کہ وہ جا کر اپنی لیڈی کونسلر کو پکڑ لیتی تھی کہ بچے کی جنم پرچی بنوانی ہے یا شناختی کارڈ بنوانا ہے یا بچے کا "ب" فارم

بنوانا ہے، ہم پاکستانی ہیں اور اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ ہمیں اس کلاس میں رکھا ہوا ہے کہ ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ میری اپنی یہ ریسرچ ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ 75 فیصد کچی آبادیوں کی عورتوں کے آج بھی شناختی کارڈ نہیں ہیں۔ بچے کی جنم پرچی کہاں سے بنوانی ہے وہ اتنی نابلد ہیں کہ انہیں نہیں پتا۔ یہ اتنا اچھا سسٹم تھا کہ ہماری مظلوم اور ان پڑھ عوام اور مسائل میں گھری ہوئی ایک غریب عورت کو سمجھ میں آنے لگا تھا اور میں قطعاً مبالغہ آرائی نہیں کر رہی بلکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہہ رہی ہوں کہ میرے دل میں اس بات کی تکلیف ہے کہ وہ عورتیں ماری ماری پھرتی ہیں۔ کبھی افسران بالا نے بھی اپنے دروازے کھولے ہیں، تین بجے چھٹی ہو جاتی ہے تو اس کے بعد کبھی کسی نے دروازہ کھولا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جلدی wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اب تو یہ wind up ہو ہی گیا ہے کیونکہ اب تو یہ آخری لمحات کی آخری ہچکیاں ہیں اور آخری ہچکی میں اب لینے جا رہی ہوں اور اس کے بعد یہ تابوت میں بند ہو جائے گا۔ میں بس یہ استدعا کروں گی۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کے بنچوں سے "بس کریں، بس کریں" کی آوازیں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ اندازہ لگائیں کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا پیا اور صبح سے بیٹھے ہوئے work کر رہے ہیں اور انہوں نے صرف سننا ہے لیکن ان میں سننے کا بھی حوصلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات سن لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ عوام کے دکھ درد دُور کرنے کے لئے ووٹ لے کر آئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل صحیح بات ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم صرف تنخواہیں لینے کے لئے نہیں آئے ہوئے۔ اگر ہم نے سماع خراشیاں نہیں کیں تو کل عوام ہمارا گریبان پکڑیں گے جنہوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور اس وقت سے ڈرنا چاہئے۔ میری استدعا ہے کہ یہ خدارا واقعی 30 دن میں الیکشن کروا دیئے جائیں تو اس کا سارا کریڈٹ حکومت پنجاب کو جانا ہے اور اگر میری اس ترمیم کو لاء منسٹر صاحب مان لیں تو بخدا انہیں لوگ کندھوں پر اٹھا کر ناچیں گے۔

جناب سپیکر: کسی اور کو بھی موقع دے دیں کیونکہ ٹائم دیکھیں کتنا ہو گیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اب تو آپ نے ویسے ہی رات کر دی ہے اور ساڑھے پانچ ہو گئے ہیں۔ اگر کل کے دن پر ڈال دیتے تو ہم بھی شاید زیادہ اچھی تیاری اور بہترین points کے ساتھ حاضر ہوتے۔ میں آخر میں منیر نیازی کا ایک شعر عرض کروں گی:

کجھ انج وی راہواں اوکھیاں سن
کجھ گل وچ غم دا طوق وی سی
کجھ شہر دے لوک وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سی

معزز ممبران حزب اقتدار: شعر غلط ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شعر غلط نہیں ہے بلکہ آپ اپنی اصلاح خود کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ! to the point بات کریں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں to the point ہی بات کروں گی۔اس حکومت نے اسی اجلاس میں ایک رپورٹ پیش کی ہے جس کے صفحہ 55 پر ہے کہ:

Report on observation and implementation of Principles of Policy for 2010.

اور میں لاء منسٹر صاحب کا اس پر جواب چاہوں گی کہ اس کے آرٹیکل 32 میں لکھا ہوا ہے کہ:

Proportion of Local Government institutions in pursuance of the provision of the Punjab Local Government Ordinance 2001 all the 3 tiers of the Local Government that is city and District Government Tahsil Town Municipal Administrations and Union Administration would be established. Special presentation of presence workers and women was ensured in the Local Government institutions. Department is fully adhered to the provision of Article 32 read with 40-A of the Constitution.

اب ڈیپارٹمنٹ خود کہہ رہاہے آرٹیکل32 کے ساتھ adhere کر رہے ہیں۔اگر adhere کر رہے ہیں تو پھر ان ترامیم کا کیا"تک" ہے اور انہیں legally بھی وہ کس طرح justify کریں گے؟دوسری میں یہ بات صرف repeat کروں گی کہ tax from the charted of democracy کی شق نمبر 10 میں دونوں پارٹیاں جن میں ایک کی وفاقی اور دوسری کی صوبائی حکومت ہے،نے کہاکہ:

> Local Bodies' election will be held on party basis through Provincial Election Commission and respective provinces and constitutional protection will be given to the Local Bodies to make them autonomous and answerable to their respective Assemblies as well as to the people through regular courts of laws. I say again through Provincial Election Commission in respective Provinces.

اور پروٹیکشن کی کیا بات ہو رہی ہے کہ ان لوکل باڈیز کو autonomous کیا جائے گا اور constitutional protection دی جائے گی۔کیایہ لائی گئی ترمیم کی violation نہیں ہے اور اس کے بعد اس کی شق نمبر29 میں local bodies election will be held within three months of the holding general elections اور اگر یہ violation ہے تو please admit it on the floor of the House کہ تین مہینے کی جو قسمیں اور وعدے کھائے گئے تھے تو یہ اس کی کس خوفناک حد تک violation ہے۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:ابھی نہیں،راناصاحب!ابھی تو لغاری صاحب نے بات کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!لغاری صاحب نے کہا ہے کہ بات کر لیں۔

جناب سپیکر:لغاری صاحب!آپ نے کہا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ راناصاحب بہت تھک گئے ہیں اور انہوں نے بات تو ہماری مانی نہیں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں اپنے بھائی لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے جو بات اس ترمیم کے ذریعے سے کی ہے کہ 30 دنوں میں آپ الیکشن کا اعلان کریں اور اگلے 120 دنوں میں الیکشن ہو جائیں۔اگر تمام باقی چیزوں کو آپ ایک طرف رکھ دیں تو میں اپنے بھائی سے پوچھوں گا کہ کون سی ووٹر لسٹ پر الیکشن کروائے جائیں؟ووٹر لسٹ ابھی تک مکمل نہیں ہے بلکہ سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن سے کہا ہے کہ آپ 23۔فروری تک ووٹر لسٹیں مکمل کریں جبکہ الیکشن کمیشن نے معذرت کی ہے۔وفاقی حکومت نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ہم اتنے لوگوں کو involve کریں،ہمارے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہیں اس لئے مارچ سے پہلے ووٹر لسٹیں فائنل نہیں ہو سکیں۔اگر آپ پرانی ووٹر لسٹوں۔۔۔

جناب سپیکر:House کا وقت آدھ گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):اگر آپ پرانی ووٹر لسٹوں پر جائیں تو اس پر کسی کا اعتماد نہیں ہے۔پرانی ووٹر لسٹ پر الیکشن کروایا ہے اور نہ ہی کوئی اس کو قبول کرے گا۔this is the position

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ووٹر لسٹوں والا معاملہ تو اب اٹھا ہے۔پچھلے تین سال سے ہم کیا کر رہے ہیں؟ہم لوکل گورنمنٹ الیکشن سے بھاگ رہے ہیں۔میری عقل کے مطابق یہ Constitution کی واضح خلاف ورزیاں کر رہے ہیں اور Constitution کے آرٹیکل 17 کے تحت لوگوں کو rights ملتے ہیں ہم ان کو غصب کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔Constitution کا آرٹیکل 32 جو کہتا ہے ہم اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔Constitution کا آرٹیکل 140 جو کہتا ہے ہم اس کی violation کر رہے ہیں۔ووٹر لسٹوں والا بہانہ تو یہ بھی اٹھا رہے ہیں پچھلے تین سالوں سے یہ کیوں بھاگ رہے ہیں؟مہربانی کر کے ballot کا احترام کریں۔اٹھارہویں ترمیم سے وفاق سے صوبے کے پاس بہت سارے اختیار آ گئے ہیں اور صوبے نے ضلعوں اور تحصیلوں کے اختیارات بھی لے لئے ہیں۔اوپر سے بھی اختیارات آ گئے،نیچے سے بھی اٹھا لئے گئے اور سارے اختیارات کا منبع یہی بنتا جا رہا ہے۔ہمیں اس چیز پر اعتراض ہے اس لئے خدارا اس پر کچھ سوچیں یہ بہت serious issue ہے۔جب ہم دوسروں کے حقوق اور اختیارات کو چھینتے ہیں تو کوئی ہمارے اختیارات اور حقوق کو چھیننے کے لئے جاتا ہے۔پھر ہم سب تنگ ہوتے ہیں اس لئے ہم لوگوں کو ان کے حقوق اور اختیارات دینا سیکھیں۔جب ہم انہیں ان کے حقوق اور اختیارات دیں گے تو پھر کوئی ہمارے اختیارات کے لئے بھی بولے گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

The Amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed sub sections (12) and (13), of section 179-A of the Principal Ordinance, the following be substituted:

"(12) The Government shall, within thirty days, notify a date to the Election Commission for holding of election of Local Governments which shall not be later than one hundred and twenty days:

Provided that in future the election of the Local Governments shall be held within one hundred and twenty days of the expire of term of previously elected Local Governments"

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 29۔دسمبر 2011 بروز جمعرات صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔